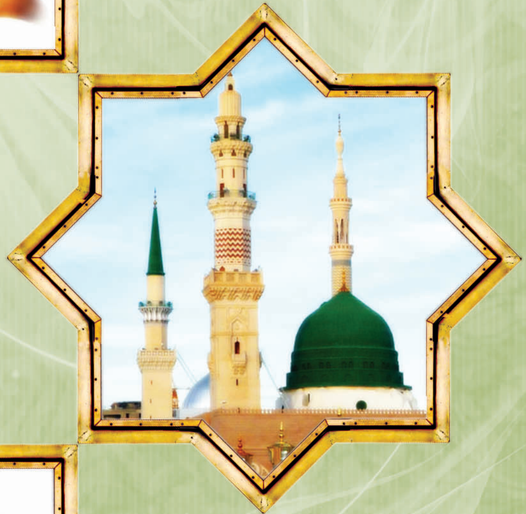

آئین سعادت

سلسلہ معارف اسلامی برائے محبین (۱)

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان

آئین سعادت

سلسلہ معارف اسلامی برائے محبین (۱)

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد
کشور حسین شاد باد
تو نشان عزم عالی شان
ارض پاکستان
مرکز یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام
قوت اخوت عوام
قوم ، ملک ، سلطنت
پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزل مراد

پرچم ستارہ وہلال
رہبر ترقی و کمال
ترجمان ماضی شان حال
جان استقبال
سایہ خدائے ذوالجلال

سلسلہ معارف اسلامی (۱)

آئینِ سعادت

برائے محبین

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں.

المھدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

سلسلہ معارف اسلامی (۱)

آئینِ سعادت

برائے محبین

سال طبع: شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ، اپریل 2019ء
طبع: سوّم
تعداد: ۱۰۰۰
کمپوزنگ و ڈیزائننگ: سید حسنین عارف
ناشر: المھدی(عج) پبلیکیشنز لاہور، پاکستان

برائے رابطہ:

المھدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی

۵- المصطفیٰ ہاؤس، مسلم ٹاؤن موڑ، وحدت روڈ، لاہور، پاکستان

ای میل: almahdi.isopak@gmail.com

ویب سائٹ: www.imamiatarbiat.com

فیس بک: www.facebook.com/idaratarbiat-isopak

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ
الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلَى
آبَائِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ
سَاعَةٍ وَلِيّاً وَحَافِظاً وَقَائِداً وَنَاصِراً
وَدَلِيلاً وَعَيْناً حَتَّى تُسْكِنَهُ
أَرْضَكَ طَوْعاً وَتُمَتِّعَهُ فِيهَا طَوِيلاً

انتساب

یہ مختصر سی کوشش

کربلا کے نونہالوں

اور

پاک سرزمین کے پھول جیسے بچوں کے نام

کہ جنہیں وقت کے یزید نے کھلنے سے پہلے

اپنی دہشتگردی کا نشانہ بنا کر پامال کر دیا۔

خدا ان کو حضرت علی اصغر، قاسم اور عون ومحمد علیہم السلام

کے ساتھ محشور فرمائے۔

آمین

فہرست

فصل اول: خدا کی شناخت

پہلا سبق

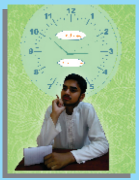

حاضر و ناظر اور مہربان ۱۲

دوسرا سبق

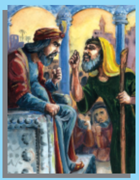

خداوند تعالیٰ سے مدد مانگنا ۲۲

فصل دوم: آخرت کی زندگی

تیسرا سبق

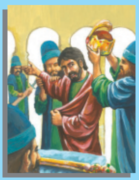

میٹھا یا کڑوا ۳۴

چوتھا سبق

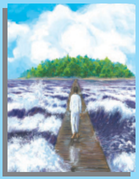

آسان عبور ۴۴

فصل سوم: رہنما کی شناخت

پانچواں سبق

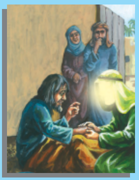

پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵۶

چھٹا سبق

اسوۂ عدالت وفاداری ۶۶

ساتواں سبق

عظیم خاتون ۷۸

فصل چهارم: زادِ راه

آٹھواں سبق

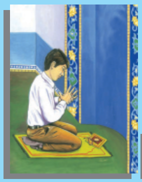

بندگی کا اعزاز ۸۸

نواں سبق

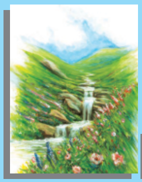

پاکیزگی کی راہ میں ۹۶

دسواں سبق

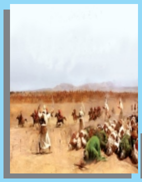

دین کا ستون ۱۰۴

گیارہواں سبق

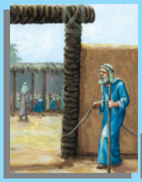

نماز باجماعت ۱۱۴

فصل پنجم: اخلاق

بارہواں سبق

نشانِ عزت ۱۲۴

تیرہواں سبق

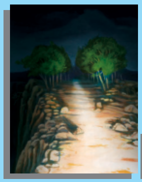

فرشتوں کے پروں پر ۱۳۲

چودھواں سبق

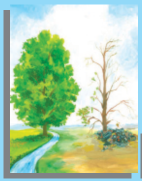

ہم نشین کا کمال ۱۴۰

پندرھواں سبق

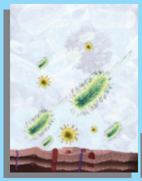

شیطان کے کارندے ۱۴۸

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (سورہ لقمان آیت ۱۷)

ترجمہ: اے میرے بیٹے! نماز قائم کرو اور نیکی کا حکم دو اور بدی سے منع کرو اور جو مصیبت تجھے پیش آئے اس پر صبر کرو، یہ امور یقیناً ہمت طلب ہیں۔

انسان کی تربیت کا آغاز اس کی ولادت ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور بچپن کے دوران اس کے معصوم ذہن پر ابھرنے والے نقوش اور تصورات تا حیات اس کی ہمراہی کرتے ہیں۔ اور اس کی آئندہ زندگی کی راہوں کو معین کرتے ہیں۔ امام علی علیہ السلام اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اِنَّما قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْاَرضِ الخالِيَةِ ما اُلْقِيَ فيها مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ

بے شک نوجوان کا دل خالی زمین کی مانند ہوتا ہے جو کچھ اس میں بویا جائے وہ اسے قبول کر لیتا ہے۔

اسی بناء پر تمام معاشروں میں بچپن ہی سے بچوں کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اس معاشرے کے مفکرین اپنی دینی، معاشرتی، اجتماعی، سیاسی اور فکری بنیادوں کو مدنظر قرار دیتے ہوئے اپنے لئے خوش بختی اور سعادت کے آئین کو ترتیب دیتے ہیں اور اسی کو مدنظر قرار دیتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے نصاب سازی اور اداروں کی تشکیل کی جاتی ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں بدقسمتی سے اغیار کا تسلط اور غلبہ اس قدر زیادہ ہے کہ ہمارے تربیتی مراکز میں نونہالوں اور بچوں کی تربیت کا نظام غیروں کے متعین کردہ اصولوں اور آئین پر مبنی ہے۔

آئی ایس او پاکستان عرصہ دراز سے تعلیمی اداروں میں تربیتی فقدان کو کم کرنے کے لئے مختلف انداز میں حقیقی اسلامی نظریات کا پرچار کرتی رہی ہے اور پاکستانی نوجوان کو دینی و اسلامی اقدار کا پابندی بنانے کے لئے تگ و دو کرتی رہی ہے۔آئی ایس او پاکستان کے اداروں نے ہمیشہ اس چیز کا شدت سے احساس کیا کہ اس کے نونہالوں اور نوجوانوں کے لئے سعادت کی راہوں کو متعین کیا جائے اور ایک نصاب ترتیب دیا جائے۔تاکہ اس نصاب کے ذریعے بچوں کی تربیت کا عمل سکول کی سطح ہی سے شروع کیا جاسکے اور بچوں کو قرآن و اہل بیت علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں پروان چڑھایا جاسکے۔تاکہ وہ ملک وملت کا قیمتی سرمایہ بن کر اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

اسی ضرورت کے مدنظر المہدی (عج) ادارہ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان نے جمہوری اسلامی کی تعلیم و تربیت کی ساتویں، آٹھویں اور نویں جماعت کے سلیبس کی کتاب (پیام ہای آسمان) کو ترجمہ کرکے آئی ایس او کے امامیہ نوجوانوں کی تربیتی ضروریات کو مدنظر قرار دیتے ہوئے ضروری تبدیلیاں کرکے اس کو مجبین سطح کا نصاب بنانے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ یہ کتابیں اپنی تربیتی روشوں اور اسلامی معارف میں محققین اور مصنفین کی سالہا سال محنت اور عرق ریزی کا نچوڑ ہے جنہیں اسلام کے قابل اعتماد منابع سے اخذ کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ آئین سعادت کے نام سے معارف اسلامی کے اس مجموعہ کو پیش کرنے کی ایک ناچیز کوشش اہل علم اور دانش مند حضرات کے لئے مفید قرار پائے گی۔اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز کوشش کو امام زمانہ (عج) کے صدقے میں قبول فرمائے۔

(آمین)

المہدیؑ ادارہ تربیت اسلامی

(آئی ایس او پاکستان)

طلابِ عزیز کے نام!

برادر گرامی!

آپ کی زندگی کے چند بہترین سال گزر چکے ہیں اگر آپ ان تمام سالوں پر ایک نظر دوڑائیں، تو یقیناً آپ کہیں گے: کتنی جلدی گذر گئے! اور اب آپ اپنے تحصیل علم پرائمری کے دور کو گزار کر کے اگلے پانچ سالوں میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ دور بھی گذشتہ دور کی طرح بہت تیزی سے گذر جائے گا۔ اور صرف وہی فرد اس زندگی کے سفر میں کامیاب اور سر بلند ہوگا کہ جو اپنے لئے سرمایہ اکٹھا کرے اور اپنی تلاش و کوشش اور محنت کے ذریعے اپنی خرابیوں اور خامیوں کو دور کرے اور اپنے علم و دانش میں اضافہ کرے۔

دوست عزیز! آپ اس دور میں بہت اچھے دنوں کا تجربہ کریں گے:

بچپن کے دور سے نکلنا، نوجوانی کے دور میں داخل ہونا، بعض اخلاقی اور عملی رویوں میں تبدیلی، یونیورسٹی کے لئے تیار ہونا، کام اور۔۔۔

اگر آپ ان تمام مراحل کے لئے آگاہی کے ساتھ قدم اٹھائیں تو خداوند تعالیٰ کی مدد سے اس مرحلے کو کامیابی کے ساتھ طے کریں گے اور اس مرحلے کے اختتام پر اطمینان کا اظہار کریں گے اور خوش ہوں گے اور اگر آپ نے سستی اور کاہلی سے کام لیا تو قطعی طور پر اس مرحلے کے اختتام پر احساس پشیمانی اور احساس زیاں کریں گے۔

اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ کون سی راہ کا انتخاب کرتے ہیں؟ اگر آپ نے ارادہ کیا ہے کہ آگاہی کے ساتھ اس دور میں داخل ہوں اور احکامات الٰہی پر عمل کر کے اپنی زندگی کو خیر اور برکت کے ساتھ بھرپور انداز میں گزاریں تو اس کتاب کو پڑھیے اور خوب اچھی طرح پڑھیے۔

خداوند تعالیٰ آپ کے کتنا نزدیک ہے اور کس طرح سے آپ کی حفاظت کرتا ہے؟

کس طرح سے آپ اپنی زندگی کے کاموں میں خداوند تعالیٰ سے مدد حاصل کر سکتے ہیں؟

آپ کی زندگی کا سرانجام کیا ہے اور اس دنیا کے بعد کیا آپ کے انتظار میں ہے؟

آپ کس وقت بالغ ہوں گے اور بلوغ کے بعد آپکی ذمہ داری کیا ہے؟

نماز کے احکام کیا ہیں اور کس طرح سے نماز جماعت اور نماز جمعہ میں شرکت کی جا سکتی ہے؟

علم و دانش کی اہمیت اور اسکا مقام کیا ہے اور کونسی چیز اس کی تکمیل کرتی ہے؟

ایک اچھا یا برا ہم نشین کیسے آپ کی زندگی پر اثر انداز ہوسکتا ہے اور آپ کس طرح سے ایک اچھے دوست کو پہچان سکتے ہیں اور اس کو انتخاب کر سکتے ہیں اور برے دوست سے دوری اختیار کر سکتے ہیں؟

بری اور ناپسندیدہ اخلاقی صفات کونسی ہیں اور کس طرح سے ان سے دوری اختیار کی جاسکتی ہے؟

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس مرحلے کو بھی پچھلے مراحل کی طرح سربلندی کے ساتھ طے کریں گے اور جو کچھ آپ نے سیکھا ہے اس پر عمل کے ذریعے ہر لحظہ اپنے درپیش خوبصورت ہدف سے نزدیک سے نزدیک تر ہوسکیں۔

کوشش کیجئے کہ اپنے دروس کو اچھی طرح سیکھیں، اپنی سیکھی ہوئی چیزوں پر اچھی طرح غور وفکر کریں اور ان کے بارے میں اپنی کلاس کے دوستوں کے ساتھ گفتگو کریں اور اگر آپ کے ذہن میں کوئی مشورہ یا نکتۂ نظر ہے تو اسے ضرور اپنے استاد/ سینٹرز کو بتائیں۔ جان لیجئے کہ خداوند تعالیٰ نے جو طاقت آپ کو عطا کی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ہر کام کو انجام دے سکتے ہیں؛ پس خداوند تعالیٰ سے مدد طلب کریں اور تلاش وکوشش کو شروع کریں؛ بڑی بڑی کامیابیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

فصل اول

خدا کی شناخت

جیسا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور خالقیت کی صفت سے آشنا ہیں۔ اس کتاب کے دو اسباق میں ہم خداوند تعالیٰ کی کچھ اور صفات کی معرفت حاصل کریں گے:

پہلا سبق: (حاضر و ناظر اور مہربان) خداوند تعالیٰ ہمارے تمام اعمال پر ناظر ہے اور ہمیشہ ہمارے کاموں کو دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ وہ مشکلات اور پریشانیوں میں ہماری حفاظت کرنے والا ہے۔ اس درس میں ہم سیکھیں گے کہ خداوند تعالیٰ کی اس نعمت کے بدلے میں ہماری ذمہ داری، اس کا شکر ادا کرنا اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کا صحیح اور مناسب استعمال کرنا ہے۔

دوسرا سبق: (خداوند تعالیٰ سے مدد طلب کرنا) ساری کائنات خداوند تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور اس سے اوپر کوئی طاقت وجود نہیں رکھتی؛ لہذا بہتر ہے کہ انسان اسی سے مدد طلب کرے جو سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ یہ درس اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کے مختلف طریقے سکھاتا ہے۔

12
1
2
3
4
5
7
8
9
10
11
وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ
وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں پر بھی ہو۔

پہلا سبق

حاضر و ناظر اور مہربان

کلاس کے آخری چند منٹوں میں سر مرتضیٰ نے کچھ خط کے لفافے کلاس کے مانیٹر کو دیئے اور کہا: ان لفافوں کو بچوں میں تقسیم کر دو۔ اور پھر کہا: بچو! ان لفافوں میں اس مہینے کے مقابلے کا سوال موجود ہے کہ جس کا جواب آپ کو گھر جا کر لکھنا ہے اور اگلے ہفتے اس کو اپنے ساتھ لانا ہے۔ اس مہینے کا مقابلہ پچھلے مقابلوں سے کچھ مختلف تھا؛ یعنی اس کی ایک شرط تھی؛ شرط یہ تھی کہ آپ کو اس لفافے کو اس جگہ کھولنا اور اس کا جواب دینا ہوگا کہ جہاں آپ کو کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔

اس دن آخری پیریڈ تک اس فکر میں تھا کہ اس لفافے کو کہاں پر کھولا جائے؟۔۔۔

اگلے ہفتے بچوں نے لفافوں کو جمع کروا دیا۔ جب لفافے جمع ہو گئے، تو سر مرتضیٰ نے پوچھا: سب نے اپنے لفافے جمع کروا دیئے ہیں؟
ہم سب نے ملکر اور اونچی آواز میں جواب دیا: جی ہاں۔
اچانک کسی نے کہا: سر معذرت چاہتا ہوں، میں نہیں لایا۔
سب نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ علی تھا، علی احمد۔ وہ ایک منظم اور لائق طالب علم تھا اور مقابلے میں حصے لینے کا بہت شوقین تھا۔
سر مرتضیٰ نے اس سے پوچھا: تم کیوں اس کا جواب نہیں لائے؟ کیا تم ہر ہفتے مجھ سے نہیں پوچھتے تھے کہ مقابلہ کب ہوگا؟
کیوں نہیں! میں بھی یہ چاہتا تھا کہ مقابلے میں پہلے نمبر پر آؤں۔ میں نے بہت فکر اور سوچ و بچار کی لیکن جتنا بھی میں نے ڈھونڈا مجھے کوئی جگہ نہیں ملی کہ جہاں پر مجھے کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔
میں اب مقابلے کے سوال کے اصل جواب کی طرف متوجہ ہوا اور مجھے علی کی بات سمجھ میں آئی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: میں نے اس نکتے کی طرف توجہ کیوں نہیں کی؟
سر مرتضیٰ نے باقی بچوں کی طرف اپنا رخ کرتے ہوا کہا: بچو اس مہینے کے مقابلے کو جیتنے والا صرف ایک شخص ہے۔۔۔
اگلے ہفتے جب سر مرتضیٰ نے علی کو انعام دیا تو کلاس کے بعد بچوں کے بے حد اصرار پر علی نے جب اپنا انعام کھولا تو ایک وال کلاک پر ایک خوبصورت لکھائی میں لکھا ہوا تھا:

"وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ "

وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں پر بھی ہو۔(۱)

اللہ تعالی سب سے زیادہ مہربان ہے اور وہ سب کے حالات سے واقف ہے۔ وہ چونکہ ہم سب کو بہت پسند کرتا ہے اس لئے وہ ہماری اور تمام مخلوقات کی بہت اچھے طریقے سے حفاظت کرتا ہے۔

"فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ"

خدا بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔(۲)

لیکن کبھی کبھار انسان اپنی عدم توجہ یا لاپرواہی اور یا حتی اپنی بے وقوفی کی وجہ سے کسی حادثے سے دو چار ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ اپنی غلطیوں یا گناہوں کو انجام دینے کی وجہ سے اپنے آپ کو خدا کی حفاظت سے محروم کر لیتے ہیں۔

---

(۱) سورہ حدید، آیت ۴ (۲) سورہ یوسف، آیت ۶۴

عملی کام

اپنا یا اپنے عزیز واقارب کا کوئی واقعہ بیان کریں کہ جس میں خدا کی توجہ اور خاص حفاظت کا مشاہدہ کیا گیا ہو۔

محبت کی نشانیاں

آپ کے خیال میں ہمیشہ توجہ اور حفاظت کے علاوہ خداوند تعالیٰ کی ہمارے لئے محبت کی اور کون کونسی نشانیاں ہیں؟

مہربان خدا نے انسان کو دیگر مخلوقات پر برتری دی ہے اور بے شمار قیمتی نعمتیں عنایت کرنے کے ذریعے سعادت تک پہنچنے کے راستے کو اسکے لئے ہموار کر دیا ہے۔ایسی نعمتیں کہ جن میں سے ہر ایک نعمت خدا کی انسان سے محبت کی نشانی ہے اور ان کے بغیر زندگی گزارنا اس کے لئے بہت دشوار اور سخت ہے۔

کیا آپ نے کبھی اپنے جیسے اور اپنی عمر کے بچے کے کھیل کود پر توجہ کی ہے یا اس کی خواہشات اور لڑائیوں پر؟

جب ایک بچے کی نظر دوسروں کے کھلونوں پر پڑتی ہے،وہ چاہتا ہے کہ اسے اٹھالے اور اگر یہ کام نہ کر سکے تو شور وغل اور رونا دھونا شروع کر دیتا ہے۔اسے اس سے کوئی غرض نہیں کہ اس کی پسند کا یہ کھلونا کس کا ہے۔وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ کھلونا اٹھالے اور خود اس کے ساتھ کھیلنا شروع کر دے؛حتیٰ کہ اگر اس کے کھلونا لے لینے سے دوسرا بچہ رونا ہی کیوں نہ شروع کر دے۔

لیکن جب یہی بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو یہ سیکھتا ہے کہ اسے دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا چاہیے اور کسی کی چیز کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کرنا چاہیے۔وہ جب دیکھتا ہے کہ ایک بچہ رو رہا ہے تو اسے خوش کرنے کیلئے اپنی چیزیں بھی اسے دے دیتا ہے اور اس کام پر فخر بھی کرتا ہے۔

مہربان خدا نے ہمیں ایسے پیدا کیا ہے کہ ہم مرحلہ بہ مرحلہ اچھے کاموں کو سیکھ سکتے ہیں اور ان کو انجام دے سکتے ہیں اور برے کاموں کو پہچان کر ان سے دوری اختیار کر سکتے ہیں۔

عملی کام

سیکھنے کی صلاحیت ان ہزاروں نعمتوں میں سے ایک ہے کہ جسے خدا نے ہمیں عطا کیا ہے۔اپنے دیگر دوستوں کے ساتھ مل کر کچھ اور نعمتوں کا نام لکھیں جو صرف انسان کو دی گئی ہیں۔

شکرگزاری

اب جب کہ اللہ تعالیٰ اس قدر ہم پر مہربان ہے اور اس نے عظیم نعمتوں سے ہمیں نوازا ہے، ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ہم کیسے خدا کی ان عظیم اور لاتعداد نعمتوں کا شکرادا کر سکتے ہیں؟

جب کوئی کسی کام کو انجام دینے میں ہماری مدد کرتا ہے، ہم اسے کہتے ہیں: "شکریہ" یا اس کو دعا دیتے ہیں۔ خدا کی نعمتوں کے بدلے میں بھی کبھی زبان کے ذریعے کہتے ہیں "الحمد للہ"۔ یہ شکرادا کرنے کی ایک سادہ سی قسم ہے کہ جسے "زبانی شکر" کہتے ہیں۔

زبانی شکرادا کرنے کے علاوہ اور بھی شکرادا کرنے کے طریقے ہیں۔ دی گئی مثالوں پر غور کیجیئے:

1) کمیل کی حفظ کرنے کی صلاحیت بہت اچھی ہے اور وہ اسے قرآن مجید اور سبق یاد کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

2) عمران بہت طاقتور جسم کا مالک ہے اسی لئے وہ ہمیشہ ہر کسی پر رعب جھاڑتا رہتا ہے۔

3) محمد اپنے والد کی مدد کیلئے ہر موقع سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

ان مندرجہ بالا مثالوں میں ہر کسی نے اسے دی گئی نعمتوں کا ایک خاص انداز سے استعمال کیا ہے۔ نعمت کا صحیح اور مناسب استعمال نعمت کا شکر اور اسکا نامناسب استعمال خدا کی دی گئی نعمت کی ناشکری ہے۔

شکرگزاری کے نتائج

شکرگزاری سے نہ صرف خدا تعالیٰ ہم سے راضی ہوتا ہے بلکہ اور زیادہ نعمتیں ہمیں عطا کرتا ہے۔

"لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ "(۱)

"اگر شکرگزاری کرو گے تو یقیناً ہم اور زیادہ (نعمتیں) دیں گے۔" ❋

شکر تو کرتا ہے نعمت میں اضافہ تیری
اور ناشکری نعمت پہ ہے شدت کا عذاب

البتہ ہمیں اس بات پر توجہ رکھنی چاہیے کہ حقیقی شکر یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی کی راہ میں اور حرام کاموں میں استعمال نہ کریں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شکر نعمت یہ ہے کہ جو کچھ خدا نے حرام کیا ہے تم اس سے دوری اختیار کرو۔"(۲)

عملی کام

دیئے گئے جدول کو پر کریں۔

نعمت خداوند تعالیٰ	شکر نعمت	کفران نعمت
انبیاء اور آئمہ طاہرین علیھم السلام	ان کے اقوال کی پیروی	
استاد	استاد کا احترام	
زبان		جھوٹ بولنا
کان		

(۱) سورہ ابراہیم، آیت ۷ ❋ آیت کو حفظ کریں (۲) کافی، ج ۲، ص ۹۵

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ کیوں بعض انسان باوجود اسکے کہ خداوند تعالیٰ ان پر مہربان ہوتا ہے لیکن وہ حادثے سے دوچار ہو جاتے ہیں؟

2۔ نعمت کا صحیح استعمال __________ اور نعمت کا غلط استعمال __________ ہے۔

3۔ نعمت کا حقیقی شکر کیا ہے؟ توضیح دیجیئے۔

مزید جانیئے

ایک دن امام صادق علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں فقیر ہوں، میری مدد کیجئے۔۔۔

امامؑ کے سامنے جو انگور کا برتن پڑا تھا آپ نے اس میں سے ایک گچھا اٹھایا تا کہ اسے دے سکیں۔

- میں نے انگوروں کو کیا کرنا ہے؟! مجھے پیسے چاہئیں!

امام نے انگوروں کو واپس رکھتے ہوا فرمایا: خداوند تعالیٰ انشاء اللہ آپ کی مشکل کو حل کرے!

وہ فقیر چلا گیا اور فوراً لوٹ کر آیا۔

- وہی انگور مجھے دے دیں۔

امامؑ نے اس دفعہ اسے کوئی چیز نہ دی اور صرف اسی دعا کو تکرار فرمایا: خداوند تعالیٰ انشاء اللہ آپ کی مشکل کو حل کرے۔

تھوڑی دیر کے بعد، ایک اور فقیر شخص آیا۔

- فقیر ہوں، میری مدد کیجئے۔۔۔

امام صادق علیہ السلام نے چند دانے انگور کے اس کو عنایت کئے۔ اس شخص نے فوراً ان کو تھام لیا اور کہا: شکر ہے اس خدا کا کہ جس نے مجھے روزی دی۔

امامؑ نے جونہی یہ الفاظ اس کے منہ سے سنے، فرمایا: یہیں اپنی جگہ رکو۔

پھر دونوں ہاتھوں سے انگوروں کی مٹھی بھر کے اسے دیئے۔ فقیر نے کہا: الحمد للہ رب العالمین۔

امام نے دوبارہ فرمایا: یہیں رکو۔

پھر اپنے ایک ساتھی سے پوچھا: تمہارے پاس کتنے پیسے ہیں؟

- بیس سکے!

- میری طرف سے سب سکے اس شخص کو دے دو۔

فقیر آدمی نے سکے تھامتے ہوئے کہا:

- خدایا، تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ تیری ہی طرف ہے۔ تو تنہا ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

امام نے پھر فرمایا: ذرا رکو۔

اپنی عبا اتار کر اس کو دی اور کہا: یہ عبا تم پہن لو۔

فقیر شخص نے اس کو پہنا اور کہا: خداوند تعالی آپ کو خیر دے۔

امام نے محبت بھری نگاہوں سے اسے خدا حافظ کہا اور وہ شخص خوشی خوشی چلا گیا۔

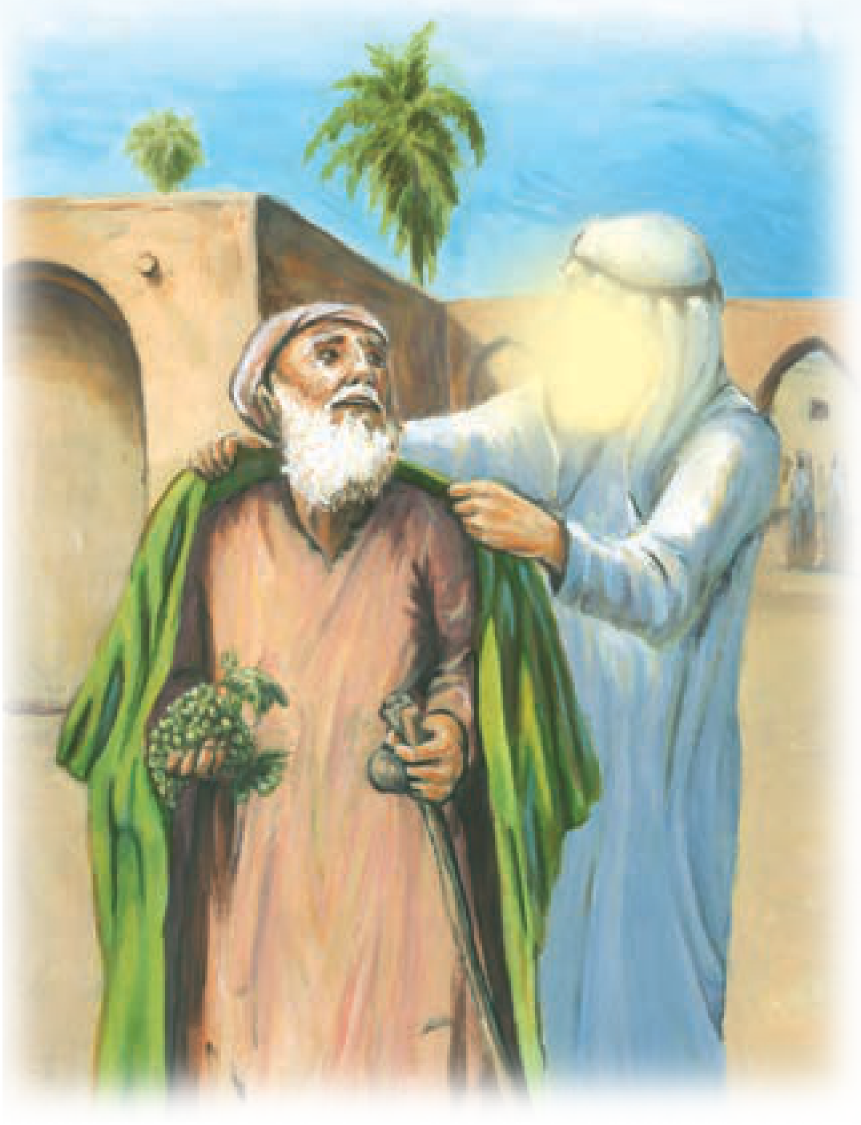

الٰہی

اے مہربان خدا کہ جس نے مجھے خلق کیا!

اور مجھے بے شمار نعمتوں سے نوازا،

میں تیری نعمتوں کا شکر گزار ہوں،

تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے خلق کیا؛

تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے ایک محبتوں بھرے خاندان کے دامن میں پرورش دی؛

اور لذیذ غذاؤں کو میری روزی قرار دیا،

اب اے مہربان خدا، مجھے توفیق دے

میں اپنی زبان، کان اور آنکھ کے ذریعے حرام کاموں کو انجام نہ دوں

اور ہمیشہ تیری نعمتوں کا حقیقی شکر بجالاتا رہوں۔

آپ بھی اگر چاہیں تو چند جملوں میں اپنے پروردگار کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔

دوسرا سبق

خداوند تعالیٰ سے مدد مانگنا

ایک دن ہارون الرشید (عباسی خلیفہ) کے درباری اس کے پاس بیٹھے اس کی چاپلوسی میں مشغول تھے کہ بہلول دانا وہاں آن پہنچے۔
ہارون نے بہلول کی طرف اپنا رخ کرتے ہوئے کہا: اے بہلول! کافی عرصے سے تم ہمیں جانتے ہو اور ہمارے دربار میں آتے جاتے ہو لیکن دوسرے لوگوں کے برعکس ابھی تک تم نے ہم سے کوئی چیز طلب نہیں کی۔ آج کوئی چیز ہم سے مانگو تاکہ ہم تمہیں عطا کریں۔
بہلول تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر کہا: اے خلیفہ بزرگ، میں اپنے گناہوں کی وجہ سے پریشان ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں روز قیامت یہ میرے عذاب کا باعث نہ بن جائیں۔ آپ سے چاہتا ہوں کہ میرے گناہ بخش دیجیے۔
خلیفہ نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا: اے نادان! مجھے خود نہیں معلوم کہ روز قیامت میرا کیا حال کیا ہوگا۔ تجھے کیسے اس دن نجات دلاؤں؟ کوئی اور چیز مانگو۔
اے خلیفہ، میں بہت جلد بیمار ہو جاتا ہوں۔ آپ سے میری خواہش ہے کہ بیماریوں کو مجھ سے دور کر دیجیے۔

ہارون نے غصے کے ساتھ کہا: یہ کام بھی مجھ سے نہیں ہوسکتا۔کوئی اور چیز مانگو۔
جناب خلیفہ،یہ عظیم ملک اور اس میں بسنے والے،سب آپ کے فرمانبردار ہیں۔میں جب بھی آرام کرنا چاہتا ہوں،تو یہ مچھر اور مکھیاں مجھے تنگ کرتی ہیں اور مجھے سونے نہیں دیتیں۔اگر ممکن ہو تو انہیں حکم دیجیئے کہ مجھ سے کوئی سروکار نہ رکھیں تاکہ میں سکون کے ساتھ آرام کرسکوں۔
ہارون کہ جو شدید غصے کے عالم میں اپنے آپ کو کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا،زور سے چلایا: نادان! یہ کیا چیزیں ہم سے مانگ رہے ہو؟ کیوں ایسی چیزیں ہم سے مانگ رہے ہو کہ جن کو ہم انجام نہیں دے سکتے؟ کہیں تم ہمارا مذاق تو نہیں اڑا رہے؟
بہلول نے بہت ہی آرام اور محکم انداز میں جواب دیا: جناب خلیفہ،میں آپ کا مذاق اڑانے کا ارادہ نہیں رکھتا،میں تو صرف۔۔۔
بہلول نے یہ کہا اور حاضرین محفل کو حیرت اور سکوت میں چھوڑ کر محل سے چل دیا۔

عملی کام

آپ کے خیال میں،بہلول یہ چیزیں طلب کرکے کیا بیان کرنا چاہتا تھا؟

ہم ہر دن اور رات میں کم از کم دس مرتبہ سورہ حمد کی تلاوت کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

إِيَّاكَ نَعْبُدُ	[خدایا] ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں
وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (۱)	اور صرف تمہیں سے مدد مانگتے ہیں

اگر تھوڑا سا اپنی روزمرہ زندگی کے بارے میں سوچیں تو ہمیں یہ سمجھ میں آئے گا کہ ہم اکیلے اپنی زندگی کی تمام ضروریات کو پورا نہیں کرسکتے۔ہمیں مشکلات کو حل کرنے کیلئے دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔
اور دوسری جانب دوسرے تمام لوگ بھی ہماری طرح ہی ہیں اور صرف خداوند تعالی ہے کہ جو کسی کا محتاج نہیں اور سب کی مدد کرسکتا ہے۔
اب ہم کس طرح سے خدا کی مدد حاصل کرسکتے ہیں؟

(۱) سورہ حمد،آیت ۵

خداوند تعالی کی مدد سے بہرہ مند ہونے کی راہیں

1۔صبر وتقویٰ: ایک راہ کہ جس کے ذریعے خدا کی مدد کو حاصل کیا جا سکتا ہے، صبر کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ اگر ہم مشکلات اور سختیوں کے مقابلے میں صبر کریں اور ہر حالت میں گناہوں سے دوری اختیار کریں تو خدا پہلے سے زیادہ ہماری مدد کرے گا۔ چند مثالوں کو ملاحظہ کیجئے:

جنگ احد کے بعد، اب مسلمانوں میں تھوڑی سی ہمت بھی باقی نہ بچی تھی۔ کافی لوگ شہید ہو چکے تھے اور جو باقی بچے تھے وہ بھی بہت زیادہ زخمی حالت میں تھے۔ جنگ کے بعد مشرکین کا لشکر جو مکہ کی جانب واپس پلٹ رہا تھا اس نے اپنے آپ سے کہا: اب جو ہم کامیاب ہو چکے ہیں تو کیوں نہ ہم کام تمام کر دیں؟ بہتر ہے کہ مدینہ پر حملہ کریں اور جو مسلمان بچ گئے ہیں ان کو قتل کر دیں اور مدینہ شہر کے مال و دولت کو لوٹ لیں۔ اس طرح ہمیشہ کیلئے ہماری جان محمدؐ اور اس کے پیروکاروں سے چھوٹ جائے گی۔(۱)

بہت جلد مسلمانوں کو یہ خبر مل گئی کہ مشرکین کا لشکر دوبارہ ان کی جانب آرہا ہے۔

حالات بہت سخت اور مشکلات بہت زیادہ تھیں۔ اب ان میں لڑنے کی سکت بالکل بھی نہیں تھی۔

جب مسلمان سخت ناامید ہو چکے تھے، اچانک فرشتہ وحی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اہم پیغام لیکر نازل ہوا:

بَلَىٰٓ إِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ	کیوں نہیں، اگر تم صبر سے کام لو اور تقویٰ اختیار کرو
وَيَأۡتُوكُم مِّن فَوۡرِهِمۡ هَٰذَا	اور دشمن فوری طور پر تم پر حملہ آور ہو جائیں
يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُم	تو تمہارا پروردگار تمہاری مدد کرے گا
بِخَمۡسَةِ ءَالَٰفٖ مِّنَ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ	پانچ ہزار فرشتوں سے
مُسَوِّمِينَ	جن پر [بہادری کے] نشان لگے ہوں گے

اس پیغام نے مسلمانوں میں ایک ایسا ولولہ پیدا کیا کہ حتیٰ زخمی افراد بھی مدینہ سے جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

مشرکین کہ جنہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ اس ولولے اور امید کے ساتھ آنے والا یہ لشکر وہی شکست خوردہ لشکر ہے۔ انہیں گمان ہوا کہ یہ ایک نیا تازہ دم لشکر ان کے مقابلے میں آرہا ہے اور اسی ڈر سے وہ وہاں سے بھاگ نکلے۔

جی ہاں، جنگ احد میں مشکلات کے مقابلے میں صبر و استقامت اور اپنی غفلت و غلطی سے پشیمانی اور توبہ کی بنیاد پر وہ اس کامیابی کے لائق قرار پائے۔

---

(۱) تقویٰ یعنی انسان جب گناہوں سے روبرو ہو تو ان سے دوری اختیار کرے (۲) سورہ آل عمران، آیت ۱۲۵

2۔ خدا کی نصرت اور مدد: خداوندتعالیٰ نے جو اس کی نصرت اور مدد کرتے ہیں ان کی مدد و نصرت کرنے کا وعدہ کیا ہے ۔خداوندتعالیٰ کی مدد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے دین کی نصرت و مدد کی جائے؛ یعنی راہ خدا میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کے ذریعے دین کا دفاع کرکے اور عمل میں خدا کے واجب دستورات اور احکام کو بجا لا کر اور حرام چیزوں کو ترک کرکے ۔ درحقیقت جب ہم ایسا کرتے ہیں تو گویا ہم نے خدا کی مدد کی ہے ۔اور اس کے دین کے مضبوط اور نافذ ہونے کا باعث بنے ہیں ۔ یہ کام خدا کے نزدیک اس قدر عظمت رکھتا ہے کہ خدا نے اس کو مدد شمار کیا ہے ۔اور خدا نے اس کے مقابلے میں ان لوگوں کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے جو اس کی مدد اور نصرت کرتے ہیں ۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ	اے ایمان لانے والو!
إِن تَنصُرُواْ ٱللَّهَ	اگر تم اللہ کی مدد کروگے
يَنصُرۡكُمۡ	تو اللہ تمہاری مدد کرے گا
وَيُثَبِّتۡ أَقۡدَامَكُمۡ (۱)	اور تمہیں ثابت قدمی عطا کرے گا۔

3۔دعا: خدا کی مدد اور پشت پناہی حاصل کرنے کا ایک اور اہم ترین اور سادہ ترین راستہ دعا کرنا ہے ۔خداوند مہربان اپنے بندوں کی دعا کے بارے میں فرماتا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ	اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے، مجھ سے دعا مانگو
أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ (۲)	میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

یہ آیت بڑے واضح انداز میں بیان کرتی ہے کہ کسی بندے کی دعا خدا سے چھپی نہیں رہتی اور وہ کسی کی دعا کو بلا جواب نہیں چھوڑتا ۔البتہ بعض اوقات جو چیز ہم خدا سے مانگتے ہیں اور اس میں ہماری مصلحت نہیں ہوتی، خدا جو کہ ہر کسی سے زیادہ ہمارے نفع ونقصان سے واقف ہے ہماری مطلوبہ چیز کی بجائے ہمیں وہ چیز عنایت کرتا ہے جو زیادہ مناسب اور مفید تر ہوتی ہے ۔

رسول خدا اس طرح کی دعاؤں کے بارے میں فرماتے ہیں:

کوئی مسلمان خدا کو نہیں پکارتا مگر یہ کہ اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے، یا خداوندتعالیٰ اس کو روز قیامت کے لئے ذخیرہ کر لیتا ہے اور یا اس دعا کے بدلے میں اس کے کچھ گناہوں کو بخش دیتا ہے ۔ (۳)

---

(۱) سورہ محمد، آیت ۷ (۲) سورہ غافر، آیت ۶۰ (۳) بحار الانوار ج ۹۰ ص ۳۷۸

بہترین حالتوں میں سے ایک بہترین حالت کہ جس میں دعا قبول ہوتی ہے وہ دوران نماز ہے۔ نمازی نماز کے مختلف حصوں میں خدا کے ساتھ کلام کرتا ہے اور اس سے مدد طلب کرتا ہے۔ اس حالت میں انسان خدا کی جانب زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور خداوند تعالیٰ بھی اس کے ساتھ زیادہ رحمت اور لطف سے کام لیتا ہے۔

عملی کام

آپ کے خیال میں اور کون کونسے کام ہیں جو خداوند تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل کرنے کا باعث بنتے ہیں؟ اپنے استاد کی مدد سے چند دیگر مواقع کا ذکر کریں۔

اپنے آپ کو آزمائیے

۱۔ وضاحت کریں کہ بہلول نے کیوں ہرگز کوئی چیز ہارون سے نہیں مانگی؟

۲۔ خداوند تعالیٰ کیوں ہماری تمام دعاؤں کو مستجاب نہیں کرتا؟ وضاحت کریں۔

۳۔ خداوند تعالیٰ نے جنگ احد میں مسلمانوں کی کن شرائط اور حالات میں مدد اور نصرت فرمائی؟

۴۔ ہم کس طرح سے خدا کی مدد کر سکتے ہیں؟ بیان کریں۔

مزید جانیے

غیبی امداد

ایم ایم عالم کی پاکیزہ عادات، باوقار شخصیت اور بے لاگ کردار کو دیکھتے ہوئے یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو جب عزت و وقار سے نوازتا ہے ان کی باطنی آنکھوں میں نور بھر دیتا ہے جن سے وہ ہر غیبی شے کو دیکھ سکتے ہیں۔ جنہیں عام آدمی نہیں دیکھ سکتا۔

"ایم ایم عالم سات ستمبر کو سرگودھا کے نواح میں پرواز کر رہے تھے۔ جب ان کو پیغام ملا کہ دشمن کے طیاروں کا تعاقب کیا جائے۔ اگلے تیس سیکنڈ میں ایک معجزہ ہوا۔ اور جنگی ہوابازی کی تاریخ میں نیا باب رقم ہوا۔ ایم ایم عالم نے 30 سیکنڈز میں 4 طیاروں کو مار گرایا۔ پانچواں حملہ آور طیارہ ساتھیوں کا حشر دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایم ایم عالم نے اسے بھی ڈھیر کر دیا۔ عالم نے 60 سیکنڈز کے اندر دشمن کے 5 طیاروں کا شکار کر کے عالمی ریکارڈ قائم کر دیا" ۔عسکری ماہرین کا بھی کہنا ہے کہ 65ء کی جنگ میں پاک مسلح افواج کو آخری وقت تک اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد شامل حال رہی۔ یہی وہ جنگ تھی جس کے بعد پاک مسلح افواج کو عسکری اصولوں میں دین و ایمان کی پختگی کا اصول بھی شامل کرنا پڑا۔

تاریخی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگی حالات میں اللہ تعالیٰ اپنے دیندار، صالح اور با کردار بندوں کے لئے غیبی امداد بھیجتا ہے آسمان سے ملائکہ اترتے ہیں اور موسم بھی دشمنوں کیلئے انگارے بن جاتے ہیں۔ ایم ایم عالم کا کہنا کہ جنگ کے دوران انہوں نے آسمان پر فرشتوں کو دیکھا یہ وہ سچائی ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟	اے ایمان والو!
ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ	اس وقت اللہ کی نعمت کو یاد کرو
إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ	جب کفر کے لشکر تمہارے سامنے آ گئے
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا	اور ہم نے ان کے خلاف تمہاری مدد کے لئے تیز ہوا کو بھیجا
وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا	اور ایسے لشکر کو کہ جن کو تم نے دیکھا بھی نہیں تھا
وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (۱)	اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے

رائے

سورہ فیل کو پڑھیں اور اس سورہ میں دیئے گئے واقعے میں پائی جانے والی مماثلتوں کو اپنے دوستوں کیلئے بیان کریں۔

(۱) سورہ احزاب: آیت ۹

الٰہی

اے نعمت دینے والے! اور دعاؤں کو قبول کرنے والے!

میں تیری طرف لپکتا ہوں؛

تجھے پکارتا ہوں؛

تجھ سے پناہ مانگتا ہوں؛

تجھی سے مدد چاہتا ہوں

تجھ پر ایمان لاتا ہوں؛

اور جو میں چاہتا ہوں تو بھی اس میں میری مدد فرما؛ صرف تجھ سے مانگوں۔

تم ہو کہ اگر چاہو تو نعمت دیتے ہو، اور اگر چاہو تو محروم رکھتے ہو!

مجھے اپنی نعمتوں کے سمندر سے سیراب فرما۔

آپ بھی اگر چاہیں تو چند جملوں میں اپنے پروردگار کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔

____

____

____

فصل دوم

آخرت کی زندگی

تیسرا سبق: (میٹھا یا کڑوا) ہوشیار انسان وہ ہے جو اپنی آخرت کی زندگی کیلئے سامان فراہم کرے اور ہمیشہ اپنی ابدی زندگی کی فکر میں رہے۔اس درس میں بیان ہوگا کہ اگر انسان صرف اسی دنیا میں مگن رہے تو اس کا سرانجام سوائے حسرت اور پشیمانی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

چوتھا سبق: (آسانی عبور) وہ لوگ اس دنیا سے دوسری دنیا میں آسانی سے منتقل ہو سکتے ہے جو نیک کاموں کو انجام دیتے ہیں۔یہ درس ان نیک کاموں میں سے تین کاموں کو مثال کے طور پر تعارف کروائے گا؛ والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آنا،خوش اخلاقی اور صدقہ دینا۔

تیسرا سبق

میٹھا یا کڑوا

دانا اور ذہین بادشاہ

شاہی محل کے قیمتی تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور آج پیش آنے والے عجیب و غریب واقعے کے بارے میں سوچ رہا تھا:

"یہ کیسی رسم ہے؟ کیوں شہر کے سارے لوگ شہر کے دروازے پر اکٹھے کھڑے تھے؟ کیوں لوگوں نے جب مجھے دیکھا تو میری طرف بھاگ کھڑے ہوئے؟ کیوں لوگوں نے مجھے اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور شاہی محل لے آئے؟ کیا اس شہر کا کوئی حاکم اور بادشاہ نہیں ہے؟ شاید یہ لوگ بھول کر کسی اور شخص کو مجھے سمجھ بیٹھے ہیں!۔۔۔"

سب چیزیں اس کے لئے ایک خواب کی مانند تھیں۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا؛ صبح جب وہ پہلی بار اس شہر میں داخل ہوا تو ایک تھکا ہارا ہوا، تنہا مسافر تھا اور رات کو اس ملک کا بادشاہ!

دن ایک ایک کر کے گزرتے جا رہے تھے،لیکن کوئی بھی بادشاہ کی باتوں کا صحیح جواب نہیں دے رہا تھا۔اردگرد کے لوگوں کا یہ رویہ اس کو اور پریشان کر رہا تھا،کہ ایک دن۔۔۔

چپکے سے عام آدمی کا لباس پہن کر شاہی محل سے نکل کھڑا ہوا۔

اردگرد کے ماحول کو دیکھتے دکھاتے، چلتے چلتے وہ بازار کی بھیڑ میں پہنچ گیا۔ بازار کی اس بھیڑ اور شوروغوغا میں، ہر کوئی اپنے کام میں مگن تھا۔بڑے غور کے ساتھ اردگرد کے ماحول کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کے کندھے پر رکھے جانے والے ہاتھ نے اسے چونکا دیا۔ایسے لگا جیسے اسے کسی نے زمین میں گاڑ دیا ہو۔اپنے سر کو جونہی گھما کے دیکھا تو اسکی نظر ایک مہربان بوڑھے میاں پر پڑی۔

"بادشاہ سلامت! آپ کو تو ابھی شاہی محل میں ہونا چاہیئے تھا۔اس حلیے میں بازار میں کیا کر رہے ہیں؟!"

اسکے حواس بے قابو ہو چکے تھے اور اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دے۔بوڑھے میاں نے اسے پہچان لیا تھا۔ٹوٹے پھوٹے جملوں میں کہنے لگا: میں۔۔میں چاہتا تھا۔۔۔جانتے ہو کیا ہے کہ۔۔۔

بوڑھے میاں مسکرائے اور کہا کہ: پہلے دن سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ آپ ایک دانا آدمی ہیں۔حتماً یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس شہر کو کیا ہے اور اس کے رہنے والوں کی اس عجیب حرکت کی وجہ کیا ہے۔اب اچھی طرح سے سنیئے تا کہ میں آپ کیلئے وضاحت کروں:

اس شہر کے لوگ اپنی ایک قدیم رسم کی بنیاد پر، ایک خاص دن شہر کے دروازے پر اکٹھے ہوتے ہیں۔اور جو شخص بھی سب سے پہلے شہر میں داخل ہوتا ہے اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں اور اس کو اپنا بادشاہ انتخاب کر لیتے ہیں۔وہ ایک سال تک اس ملک کا بادشاہ رہتا ہے اور لوگ اس کے تمام حکم مانتے اور اسکے فرمانبردار رہتے ہیں۔اور اگلے سال پھر دوبارہ وہ لوگ شہر کے دروازے پر جمع ہو جاتے ہیں اور نئے بادشاہ کا انتخاب کرتے ہیں۔لہذا کوئی بادشاہ بھی ایک سال سے زیادہ اس ملک پر حکمرانی نہیں کر سکتا۔

پس پچھلے بادشاہ کا کیا بنتا ہے؟

اس کو ایک کشتی پر سوار کر کے سمندر میں ایک جزیرے پر لے جاتے ہیں اور وہاں اکیلا چھوڑ دیتے ہیں۔

جانتے ہو وہ جزیرہ کہاں ہے؟

میں نے یہ بات گزشتہ بادشاہوں کو بھی بتائی لیکن انہوں نے کوئی توجہ ہی نہیں دی۔اگر آپ چاہیں تو میں اس جزیرے کی جگہ کے بارے میں آپ کو بتا سکتا ہوں۔۔۔

اس رات صبح کے قریب تک وہ شاہی محل میں ٹہلتا رہا اور سوچتا رہا:

میں آئندہ سال تک اس محل میں آرام وسکون سے زندگی گزار سکتا ہوں اور حکومت کے مزے لوٹ سکتا ہوں۔اس وقت پورے ملک کی حکومت میرے ہاتھ میں ہے۔ہرگز کوئی دلیل نہیں ہے کہ مستقبل اور آئندہ کے بارے میں سوچ کر اپنے آپ کو پریشان کروں۔۔۔لیکن صرف ایک سال؟!اس کے بعد کیا کروں گا؟ اگر میں نے اس ایک سال کو عیش وعشرت میں گزار دیا تو اس جزیرے میں جہاں پر نہ پینے کا پانی ہے اور نہ ہی غذا اور وہاں پر رہنے کا کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے تو وہاں کیا کروں گا؟

سخت انتخاب کا مرحلہ تھا۔ایک سال کی عیش وعشرت اور زندگی بھر کا عذاب ،یا ایک سال کی زحمت اور کوشش اور پھر ہمیشہ کیلئے سکون؟ بالآخر صبح کے نزدیک اس نے اپنا فیصلہ کر ہی لیا۔

کل ہی سے ،لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے اور ان کے امور کو نمٹانے کے ساتھ ساتھ اس نے بوڑھے میاں کی رہنمائی کے مطابق چند قابل اعتماد دوستوں کو انتخاب کیا اور ان کے سامنے اپنے پروگرام کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا۔شہر کے لوگ جتنے بھی تحفے تحائف اسے دیتے تھے وہ انہیں اپنے ان بااعتماد دوستوں کو دے دیتا تھا تا کہ وہ ان کے ذریعے اس کے لئے بلڈنگ بنانے کا سامان، درختوں کے بیج اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ خرید سکیں۔وہ اپنے مال میں سے کوئی چیز بھی محل میں نہیں رکھتا تھا۔

اور کچھ دنوں کے بعد، چپکے سے نکل جاتا تا کہ کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو اور کشتی پر سوار ہو کر اس جزیرے کی جانب چل پڑتا اور اپنے ساتھ بلڈنگ کا سامان، درختوں کے بیج اور بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بھی لے جاتا۔بادشاہ کے قابل اعتماد مزدور اور کسان بھی اس کے خدمتگزاروں کے ساتھ مل کر ہر روز اس جزیرے پر پہنچ جاتے اور۔۔۔

سب کچھ اپنے پروگرام کے مطابق چل رہا تھا کہ:

آدھی رات کے وقت اچانک اسے احساس ہوا کہ وہ اپنے ہاتھ نہیں ہلا پا رہا۔جب اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے عجیب وغریب واقعہ دیکھا۔شاہی محل کے محافظوں نے بادشاہ کے ہاتھ اور پاؤں کو باندھ رکھا تھا اور اس کو اپنے ساتھ لے جانا چاہ رہے تھے۔

بادشاہ سلامت! معاف کیجئے گا! آپ کا ایک سالہ دورحکومت ختم ہو چکا ہے اور آپ کو ابھی اسی وقت ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔

مجھے تھوڑا سا موقع دو تا کہ میں تیار ہو سکوں۔

معذرت چاہتے ہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔

پس کم از کم اتنا وقت تو دو کہ میں اپنی چیزیں اٹھا لوں۔۔۔

بہت معذرت خواہ ہیں! ہمیں اس کی اجازت نہیں ہے۔آپ کی حکومت ختم ہو چکی ہے اور آپ جس حال میں بھی ہیں ہمیں آپ کو اپنے ساتھ لیکر جانا ہے۔

جب اس کو شاہی محل سے باہر لیکر جا رہے تھے تو لوگوں کی اس بھیڑ کے درمیان جو اپنے بادشاہ کا آخری دیدار کرنے کیلئے آئے تھے اس کی نگاہ اس دانا اور نرم دل مہربان بوڑھے میاں پر پڑی جو اسے اطمینان کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔

جونہی کشتی جزیرے پر پہنچی ،سپاہیوں نے بادشاہ کو ساحل کے نزدیک پانی میں پھینک دیا۔انہیں نہیں معلوم تھا کہ بہت سے لوگ جزیرے میں اپنے عزیز دوست یعنی بادشاہ کے آنے کے منتظر ہیں اور ایک باغ کے درمیان بنائے گئے شاندار محل کو اس کے لئے تیار کئے ہوئے ہیں۔

سالوں بعد ،اس بڑے شہر کے لوگوں نے ملاحوں سے سنا کہ سمندر کے وسط میں ایک بے مثال اور خوبصورت شہر ہے کہ۔۔۔(۱)

---

(۱) (شیخ عباس قمی کی کتاب "منازل الآخرہ" سے اقتباس ،تھوڑی سی ادرو بدل کے ساتھ)

عملی کام

الف) آپ کے خیال میں اگر دانا بادشاہ ایک سالہ محنت اور کوشش کی بجائے، شاہی محل کی عیش وعشرت کی زندگی کو انتخاب کر لیتا تو اس کا سر انجام کیا ہوتا؟

ب) اگر تھوڑی سی فکر کریں تو ہم جان جائیں گے کہ اس دانا آدمی کی کہانی دنیا میں ہماری زندگی کے ساتھ بہت سی مماثلت رکھتی ہے۔ ان مماثلتوں کو تلاش کریں اور دی گئی مثال کی طرح خالی جگہ پُر کریں۔

۱۔ دانا آدمی جب پہلی بار شہر میں داخل ہوا تو اس کو رہنمائی کی ضرورت تھی۔
ہم بھی صرف ایک بار اس دنیا میں آئے ہیں اور ہمیں بھی سعادتمند ہونے کیلئے پیغمبروں کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

۲۔ وہ اپنا تمام وقت شاہی محل میں عیش وعشرت میں گذار سکتا تھا۔
ہم بھی ممکن ہے۔۔۔

۳۔ اس کی بادشاہت کا وقت بہت جلد گزر گیا۔
ہماری زندگی کا وقت بھی۔۔۔

۴۔ اس کو گمان بھی نہیں تھا کہ محافظ اچانک آدھی رات کو اسے لینے آجائیں گے۔
ہمیں بھی۔۔۔

۵۔ محافظوں نے لے جاتے وقت اسے کسی کام کی مہلت نہ دی۔
ہمارے جاتے وقت ہمیں بھی۔۔۔

۶۔ وہ اس خوبصورت جزیرے میں زندگی گزارنے لگا جس کو اس نے خود بنایا اور تیار کیا تھا۔
۔۔۔

۷۔ اگر دانا اور عقلمند آدمی اس ملک میں داخل نہ ہوتا تو ہرگز وہ ایک دن اس خوبصورت جزیرے اور اسکے باشندوں کا بادشاہ نہیں بن سکتا تھا۔
اس کے علاوہ مزید مماثلتوں کو اپنے دوستوں کے ساتھ مشورے اور استاد کی مدد سے لکھیں۔

____

____

____

زندگی کا سرانجام

دانا آدمی اور ہماری زندگی کے درمیان پائی جانے والی مماثلتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کہانی کا ایک ہیرو نہیں ہے بلکہ ہم میں سے ہر ایک اس بادشاہ کے کردار کو اپنی زندگی میں ادا کرسکتا ہے۔

جس طرح سے ہم نے پڑھا کہ اس جزیرے پر جاتے وقت مختلف بادشاہوں کی حالت ایک دوسرے سے مختلف تھی اسی طرح اس دنیا سے جاتے وقت ہم انسانوں کی حالت بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

خداوند تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

اَلَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ	جنہیں ملائکہ اس عالم میں اٹھاتے ہیں کہ وہ پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں
يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ	اور ان سے ملائکہ کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو
ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ	اب تم اپنے نیک اعمال کی بنا پر جنّت میں داخل ہو جاؤ (۱)

اور ایک دوسری جگہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ	کاش تم دیکھو (وہ موقع) جب فرشتے کافروں کی جان نکال رہے ہوں گے
يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ	اور ان کے منہ اور پیٹھ پر مار رہے ہوں گے
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ	اور (کہتے ہوں گے) کہ اب جہنّم کی آگ میں جلنے کا مزہ چکھو۔ (۲)

ان دو آیات کے مفہوم کی طرف توجہ کیجئے۔ ان دو آیات کے موازنے سے آپ کیا نتیجہ اخذ کرتے ہیں؟

جو لوگ خدا، اس کے پیغمبروں اور آخرت کی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس دانا بادشاہ کی طرح ہیں کہ جس کو اس شہر سے نکلتے وقت کسی قسم کا کوئی خوف اور ڈر نہیں تھا؛ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکی نئی شروع ہونے والی زندگی بھی آرام اور سکون کی زندگی ہوگی۔

لیکن کافر اور بدکار لوگ جو اپنی زندگی کو عیش و عشرت اور ہنسی مذاق میں گزار دیتے ہیں اور اپنے سفر کا زادِ راہ اکٹھا نہیں کرتے، وہ بالکل پسند نہیں کرتے کہ اس دنیا سے جائیں۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ موت ان کے لئے عیش و عشرت کی زندگی کا اختتام اور سختیوں کا آغاز ہے۔

---

(۱) سورہ نحل، آیت ۳۲ (۲) سورہ انفال، آیت ۵۰

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ ہم دنیا میں کیا کام انجام دیں تا کہ جب ہم اس دنیا سے عالم آخرت میں داخل ہوں تو فرشتے ہمارے استقبال کیلئے آئیں اور ہم پر درود وسلام بھیجیں؟

اگلے درس میں ہم اس سوال کے جواب کے بارے میں بحث کریں گے۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ اس جزیرے پر جاتے وقت اس دانا بادشاہ کے دل میں کیوں کوئی خوف اور ڈر نہیں تھا؟

2۔ موت کن لوگوں کے لئے وحشتناک اور ناخوشگوار ہے؟ اور کیوں؟

3۔ موت کے وقت مومنوں کی حالت کیا ہوتی ہے۔ بیان کریں۔

الٰہی

محمدؐ اور ان کی آلؑ پر رحمت نازل فرما

ہمیں اس طرح سے عمل خیر کی توفیق دے

کہ جس کے ذریعے ہم تیرے دیار میں حاضر ہونے کی خواہش کریں

اس حد تک کہ موت ہمارے انس کی منزل ہو جائے کہ ہم اس سے جی لگائیں

اور الفت کی جگہ بن جائے کہ جس کے ہم مشتاق ہوں؛

اور جب تو اسے ہم پر نازل کرے اور ہم پر لا اتارے

تو اس کی ملاقات کے ذریعے ہمیں سعادت مند بنانا،

اور اس کے آنے کو ہماری آرامش و سکون کا باعث فرمانا،

اور اسے اپنی مغفرت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ،

اور رحمت کی کنجیوں میں سے ایک کلید قرار دینا۔

---

(۱) دعائے امام سجاد علیہ السلام، موت کو یاد کرنے کے وقت کی دعا، صحیفہ سجادیہ

چوتھا سبق

آسان عبور

ایک شخص نے حضرت ابوذر سے پوچھا: ہم موت سے کیوں ڈرتے ہیں؟

ابوذر نے جواب دیا:

کیونکہ تم نے اپنی دنیا کو آباد کر رکھا ہے اور اپنی آخرت کو ویران اور برباد، اسلئے تمہیں پسند نہیں ہے کہ آبادی سے بربادی کی طرف جاؤ۔(۱)

عملی کام

کیا آج تک آپ نے کبھی موت کے بارے میں سوچا ہے؟ آپ کے خیال میں شہدا کو کیوں ہمیشہ بڑے فخر کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے؟

(۱) اصول کافی، ج۲، ص۴۵۸

بعض لوگ موت کا سامنا کرنے سے خوف زدہ ہوتے اور ڈرتے ہیں اور بعض لوگوں کے لئے مرنا ایسے ہی ہے جیسے انعام حاصل کرنے کیلئے کسی پروگرام میں جانا۔ان دونوں میں فرق کی وجہ کیا ہے؟

ہم اس درس میں ان کاموں کو زیر بحث لائیں گے جو دنیا اور آخرت کی زندگی میں آسانی کا باعث بنتے ہیں:

1۔ والدین کے ساتھ نیکی

"علاج معالجے کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے! بیماری اس قدر آگے بڑھ چکی ہے کہ ٹھیک ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔"

ابھی طبیب کے یہ جملات مکمل نہیں ہوئے تھے کہ جوان دوبارہ ہوش میں آیا:

"نہیں! نہیں!۔۔۔مدد! میری مدد کرو!۔۔۔تمہیں خدا کا واسطہ مجھے نجات دلاؤ۔۔۔"

وحشت زدہ نگاہوں سے اردگرد کے لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور چیخ رہا تھا۔نہ جانے کتنی دفعہ تھی کہ وہ جب بھی ہوش میں آتا مدد کے لئے پکارتا۔گویا ایسا لگ رہا تھا جیسے موت کے ان آخری لمحات میں وہ ان چیزوں کو دیکھ رہا تھا جنہیں وہ زبان پر نہیں لا سکتا تھا اور اس دفعہ بھی تھوڑی ہی دیر بعد دوبارہ خوف کی شدت سے بیہوش ہوگیا۔۔۔

"یارسول اللہ! ایک مسلمان جوان بڑے رقت انگیز عالم میں جان دینے کی حالت میں ہے۔"

اگر آپ اس کے گھر چلیں اور اس کے لئے دعا کریں تو شاید وہ ٹھیک ہوجائے۔"

پیغمبر رحمتؐ جوان کے گھر تشریف لائے۔ جوان کو ہوش آئی اور جونہی اسکی نگاہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہربان اور نورانی چہرے پر پڑی تو رو کر التجا کرنے لگا: اے رسول خداؐ! میری مدد کیجئے! وہ دووحشتناک مخلوقات دوبارہ آرہی ہیں۔ وہ مجھے اپنے ساتھ دوزخ میں لے جانا چاہتی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ میری موت کا وقت آن پہنچا ہے، میری مدد کیجئے اور مجھے ان سے چھٹکارا دلوائیے۔ میں آپ کی منت کرتا ہوں۔۔۔

اور دوبارہ بیہوش ہوگیا۔

رسول خداؐ نے اس جوان کی ماں کی طرف رخ کیا اور کہا: اپنے بیٹے سے ناراض ہو، ایسا ہی ہے نا؟

ماں کی مامتا جاگ اٹھی اور وہ بے اختیار اونچی آواز میں رونے لگی:

اے رسول خداؐ میں نے اس بیٹے کو پالنے اور بڑا کرنے کیلئے بہت تکلیفیں اٹھائیں اور رنج برداشت کیے۔ راتوں کو بیدار رہتی تھی تاکہ وہ سوسکے۔ خود بھوکی رہتی تھی اور اپنی غذا بھی اسے دے دیتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود جب سے یہ جوان ہوا ہے تو اس نے میری ساری تکلیفوں کو بالکل بھلا دیا اور میرے ساتھ اونچی آواز میں گفتگو کرتا ہے اور میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتا ہے اور میرے احترام کا بھی خیال نہیں رکھتا۔ حتیٰ کبھی کبھار مجھے گالیاں بھی دیتا ہے۔ اے پیغمبر خداؐ! اس نے میرا دل توڑا ہے اور میں نے خدا کے سامنے اس کی شکایت کی ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اس سے راضی ہو جاؤ۔

دکھی ماں نے رحم بھری نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا اور کہا: خدایا! تیرے محبوب پیغمبر کے صدقے میں میں نے اپنے بیٹے کو معاف کیا تو بھی اس کو بخش دے۔

پیغمبرؐ نے بھی اس جوان کے لئے خدا سے مغفرت طلب کی۔

پیغمبرؐ کی دعا اور ماں کی رضامندی نے اپنا کام کر دکھایا۔ جوان نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں دوبارہ آنکھیں کھولیں اور مسکرا کر کہا: یا رسول اللہ، وہ دونوں وحشتناک مخلوقات چلی گئی ہیں اور خوبصورت اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ دو فرشتے میری طرف آ رہے ہیں۔ پھر اس نے خدا کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی اور مسکراتے ہوئے ہمیشہ سے اس دنیا سے آنکھیں بند کر لیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو کوئی بھی اپنے رشتہ داروں سے رابطہ مضبوط کرے اور اپنے والدین کے ساتھ خوش اخلاق اور مہربان ہو اس پر موت کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور دنیا میں وہ ہرگز فقیر اور محتاج بھی نہیں ہوتا ہے۔"

عملی کام

ہم کس طرح سے اپنے والدین کو اپنے آپ سے راضی رکھ سکتے ہیں؟

اس سوال کے بارے میں اپنی کلاس کے دوستوں کے ساتھ گفتگو کریں اور اس کے نتائج کو اپنے والدین کے سامنے بیان کریں۔

2۔ صدقہ دینا

میں نے ایک سرد رات میں امام سجاد علیہ السلام کو دیکھا وہ گندم کی ایک بوری اپنی کمر پر اٹھائے جا رہے تھے۔

میں نے کہا: اے فرزند رسول یہ کیا ہے؟

فرمایا: مجھے ایک سفر درپیش ہے اس کیلئے زاد سفر اکٹھا کیا ہے چاہتا ہوں ایک محفوظ جگہ پر پہنچا دوں۔

میں نے کہا: آپ کا مقام اس سے بالاتر ہے کہ آپ یہ بوجھ اٹھا کر لے جائیں۔ اجازت فرمائیے کہ میرا غلام آپ کی مدد کر دے۔(۱)

امام نے اجازت نہیں دی۔

میں نے کہا: پس اجازت دیجئے کہ میں خود اس بوجھ کو اٹھا لوں۔

فرمایا: نہیں، وہ بوجھ جو سفر میں میری نجات کا باعث ہے اس کو ہرگز اپنی پشت سے نہیں اتاروں گا تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے تنہا چھوڑ دو۔

میں امام کا حکم بجا لاتے ہوئے ان سے جدا ہو گیا۔

اگلے دن میں نے انہیں دیکھا اور کہا اے فرزند رسولخدا! آپ جس سفر کا کہہ رہے تھے اس پر تشریف نہیں لے گئے۔

---

(۱) بحارالانوار، ج ۷۱، ص ۶۶

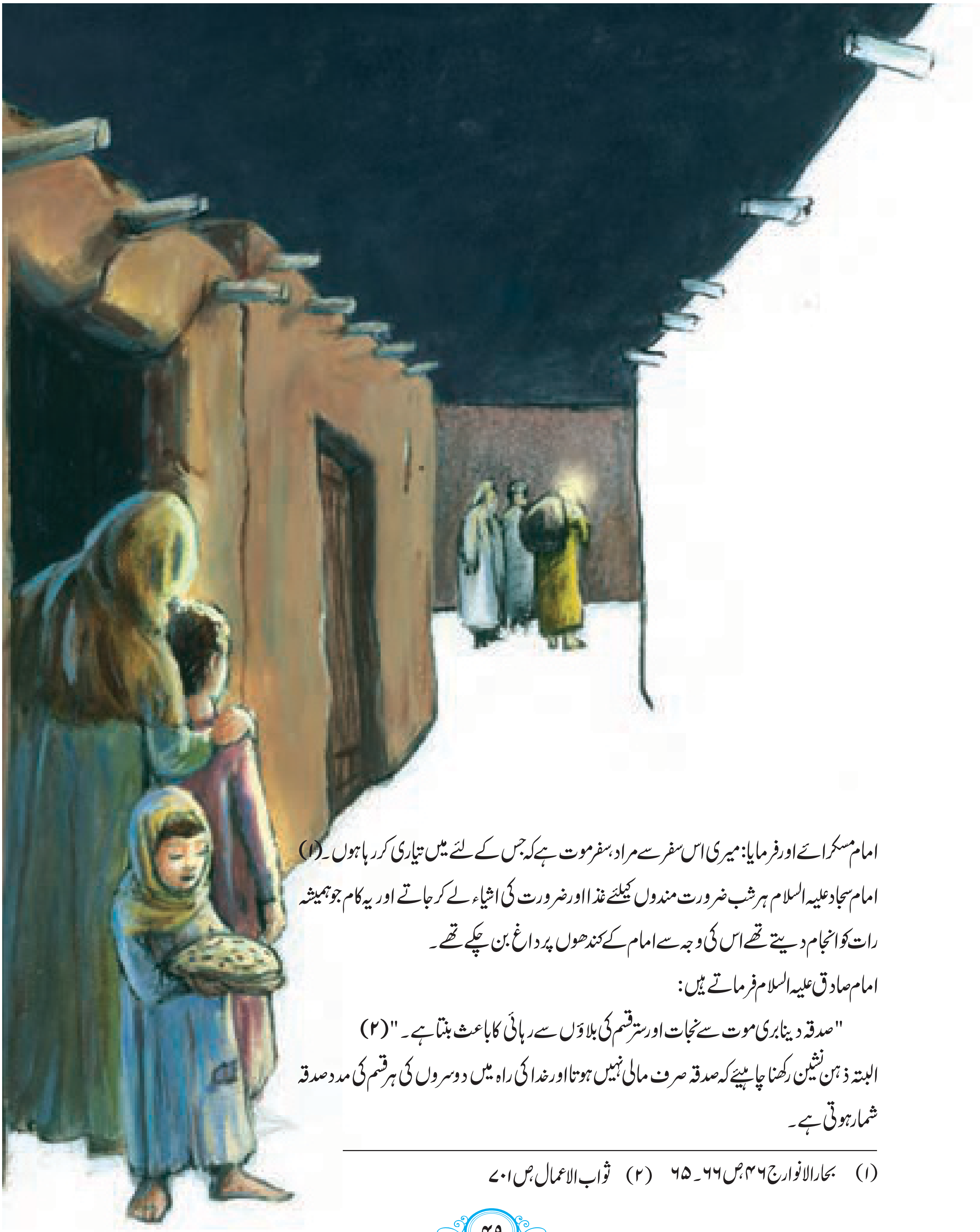

امام مسکرائے اور فرمایا: میری اس سفر سے مراد، سفر موت ہے کہ جس کے لئے میں تیاری کر رہا ہوں۔ (۱)

امام سجاد علیہ السلام ہر شب ضرورت مندوں کیلئے غذا اور ضرورت کی اشیاء لے کر جاتے اور یہ کام جو ہمیشہ رات کو انجام دیتے تھے اس کی وجہ سے امام کے کندھوں پر داغ بن چکے تھے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صدقہ دینا بری موت سے نجات اور ستر قسم کی بلاؤں سے رہائی کا باعث بنتا ہے۔" (۲)

البتہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ صدقہ صرف مالی نہیں ہوتا اور خدا کی راہ میں دوسروں کی ہر قسم کی مدد صدقہ شمار ہوتی ہے۔

---

(۱) بحار الانوار ج ۴۶ ص ۶۶ ۔ ۶۵ (۲) ثواب الاعمال ص ۱۷۰

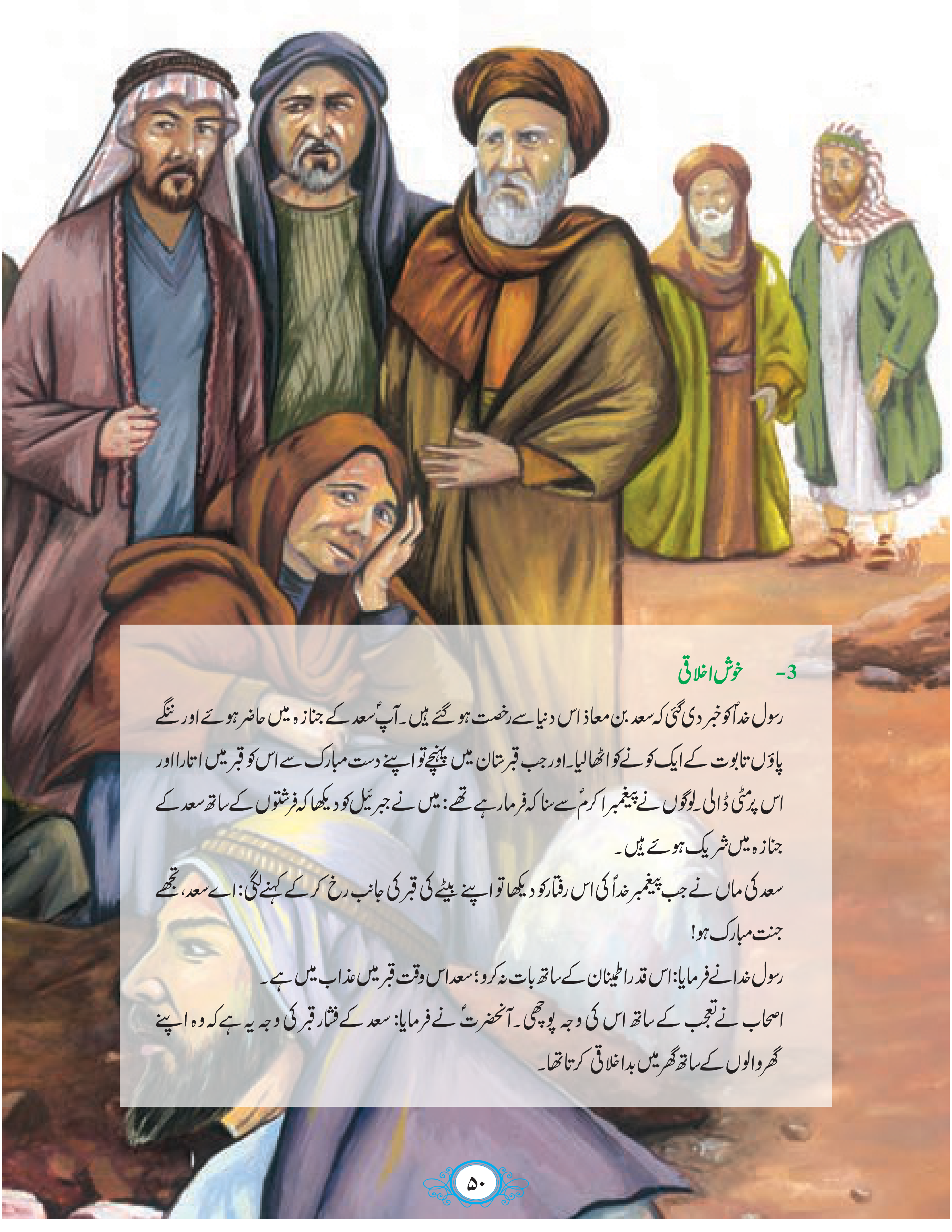

3- خوش اخلاقی

رسول خداؐ کو خبر دی گئی کہ سعد بن معاذ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ آپؐ سعد کے جنازہ میں حاضر ہوئے اور ننگے پاؤں تابوت کے ایک کونے کو اٹھالیا۔ اور جب قبرستان میں پہنچے تو اپنے دست مبارک سے اس کو قبر میں اتارا اور اس پر مٹی ڈالی۔ لوگوں نے پیغمبر اکرمؐ سے سنا کہ فرما رہے تھے: میں نے جبرئیل کو دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ سعد کے جنازہ میں شریک ہوئے ہیں۔

سعد کی ماں نے جب پیغمبر خداؐ کی اس رفتار کو دیکھا تو اپنے بیٹے کی قبر کی جانب رخ کر کے کہنے لگی: اے سعد، تجھے جنت مبارک ہو!

رسول خدا نے فرمایا: اس قدر اطمینان کے ساتھ بات نہ کرو؛ سعد اس وقت قبر میں عذاب میں ہے۔

اصحاب نے تعجب کے ساتھ اس کی وجہ پوچھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: سعد کے فشار قبر کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ گھر میں بداخلاقی کرتا تھا۔

عملی کام

خوش اخلاق اور بداخلاق اشخاص افراد کے رویے کو دیئے گئے خانوں میں ایک دوسرے کے ساتھ موازنہ کریں۔

ایک فقیر اس سے مدد مانگتا ہے	خوش اخلاق:
	بداخلاق:
اس کی ماں کسی کام میں اس سے مدد مانگتی ہے	خوش اخلاق:
	بداخلاق:
کسی سے اس کی نسبت کوئی غلطی ہو جاتی ہے اور وہ اس سے معذرت طلب کرتا ہے	خوش اخلاق:
	بداخلاق:

جو کچھ ہم نے اس درس میں پڑھا وہ بعض نیک کام تھے کہ جو موت میں آسانی اور موت سے بعد کی زندگی میں آسانی کا باعث بنتے ہیں۔ البتہ بہت سے نیک کام ایسے ہیں کہ جن کو انجام دینے سے اس دنیا سے دوسری دنیا میں جاتے وقت خدا کے ہاں عظیم اجر و ثواب انسان کو نصیب ہوتا ہے۔ یہ کام ان کاموں پر مشتمل ہیں۔ جن کو خدا نے انجام دینے کا حکم دیا ہے ان کو انجام دینا اور جس چیز کے انجام دینے سے خدا نے منع کیا ہے اس کو ترک کرنا۔

حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: آپ نے کس طرح سے اپنے آپ کو موت کے لئے تیار کیا ہے کہ آپ کو کوئی خوف نہیں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جو کوئی بھی گناہوں سے پرہیز کرے اور واجبات پر عمل کرے اور اپنے اخلاق کو نیک بنائے، اس کے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کس طرح اسے موت آئے۔ خدا کی قسم ابوطالب کے بیٹے کیلئے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ موت اس پر آن پڑے یا وہ موت پر جا پڑے۔ (۱)

---

(۱) امالی صدوق، ص ۹۷

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ والدین سے نیکی ہماری دنیوی اور اخروی زندگی پر کیا اثرات چھوڑتی ہے؟

2۔ سعد بن معاذ کی سزا اور فشارِ قبر کی وجہ کیا تھی؟

3۔ صدقہ دینے کے دو نتائج کو تحریر کریں۔

4۔ حضرت علیؑ نے کس طرح سے اپنے آپ کو موت کے لئے تیار کیا تھا کہ انہیں کسی قسم کا خوف نہیں تھا؟

مزید جانیے

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبرستان سے گذر رہے تھے۔ ایک قبر کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے مردے کے چیخنے کی آواز سنی کہ جو اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنی منزل کی طرف بڑھے اور قبرستان سے گذر گئے۔ ایک سال کے بعد اتفاقاً وہ دوبارہ اسی جگہ سے گزر رہے تھے کہ متوجہ ہوئے کہ عذاب کے کوئی آثار نہیں ہیں اور قبر سے آواز بھی نہیں آ رہی ہے۔ کہا: پروردگارا، پچھلے سال جب میں یہاں سے گذر رہا تھا تو اس قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا لیکن اب کوئی عذاب نہیں ہو رہا اس کی وجہ کیا ہے؟

خداوند تعالیٰ نے فرمایا:

اس شخص کا ایک نیک بیٹا تھا کہ اب وہ بڑا ہو چکا ہے۔ اس نے اس مدت میں دو نیک کام سرانجام دیئے ہیں، پہلا یہ کہ لوگوں کے گزرنے کا جو راستہ خراب ہو چکا تھا، اس نے اسے ٹھیک کر دیا ہے اور لوگوں کی مشکل کو حل کر دیا ہے؛ دوسرا یہ کہ ابھی حال ہی میں اس نے ایک یتیم کو پناہ دی ہے۔ میں نے اس کے فرزند کے ان اعمال کی وجہ سے اسکے باپ کو بخش دیا ہے اور اسے عذاب سے نجات دے دی ہے۔

ابھی آپ خود فیصلہ کریں کہ اگر کوئی شخص اپنے والدین کے مرجانے کے بعد ان کیلئے دعا کرتا ہے، قرآن پڑھتا ہے یا کوئی اور نیک کام انجام دیتا ہے کیا اس شخص کے ساتھ کہ جو والدین کے فوت ہو جانے کے بعد ان کو بھلا دیتا ہے اور حتیٰ اپنے برے کاموں کے ذریعے سے ان کو اذیت دیتا ہے، برابر ہے؟

رائے

آپ کے خیال میں جو لوگ اس دنیا سے چلے گئے ہیں وہ اپنی اولاد سے کیا توقع رکھتے ہیں؟ اس سوال کے جواب کیلئے اپنے والدین سے مدد لیں اور جواب کو اپنے دوستوں کے ساتھ بیان کریں۔

الٰہی

خدایا! محمد و آل محمد پر درود بھیج

خدایا! مجھے ایسا بنادے کہ میں والدین کے ساتھ

ایک مہربان اور دلسوز ماں کی طرح نیکی کروں

اور ان کے حق میں نیکی کو میرے لیے،

پیاسوں کیلئے آب خنک سے زیادہ خوشگوار بنا؛

تاکہ ان کی خواہشوں کو اپنی خواہشات پر ترجیح دوں؛

اور ان کیلئے انجام پانے والی اپنی نیکی کو کم دیکھوں، اگرچہ زیادہ ہی ہو۔

خدایا! محمد اور آل محمد پر درود بھیج؛

اور میرے ماں باپ کو بہترین اجر و پاداش عطا فرما۔

اے مہربانوں میں سے سب سے زیادہ مہربان۔ (۱)

آپ بھی اگر چاہیں تو چند جملوں میں اپنے پروردگار کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔

---

(۱) (صحیفہ سجادیہ کی چوبیسویں دعا سے اقتباس)

فصل سوم

رہنما کی شناخت

انبیاء اور آئمہ علیھم السلام کی نسبت ہماری ذمہ داری ان سے دوستی رکھنا اور ان کے احکامات کی پیروی کرنا ہے اور اسی طرح سے ہم جانتے ہیں کہ بزرگان دین ہمیشہ ظلم اور ظالموں کیساتھ مقابلہ کرتے رہے اور دین خدا کا دفاع کرتے رہے ہیں۔ اور اسی طرح سے ہم آئمہؑ کی بعض اخلاقی خصوصیات اور غیبت امام زمانہ میں اپنی بعض ذمہ داریوں کو جانتے ہیں۔ اس کتاب میں ہم نبوت اور امامت کے بعض موضوعات سے آشنا ہوں گے۔

پانچواں سبق: (پیغمبر رحمت) خداوند تعالی نے ہماری ہدایت کیلئے بعض انسانوں کو پیغمبر کے عنوان سے انتخاب کیا ہے اور ان کو سیدھی راہ کا علم دیا ہے تا کہ وہ دوسروں کی ہدایت کریں۔ خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گزشتہ تمام پیغمبروں سے افضل مقام پر فائز ہیں۔ اور درحقیقت ان انبیاء کی تمام اخلاقی خصوصیات کے حامل ہیں۔ اس درس میں ہم ان کی تین اخلاقی خصوصیات سے آشنا ہوں گے۔ یہ صفات درج ذیل ہیں: بزرگواری اور محبت، عزت نفس اور امانتداری۔

چھٹا سبق: (فداکاری اور عدالت کا اسوہ ونمونہ) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو کامل صورت میں سکھایا اور اپنے بعد کے زمانوں کیلئے کچھ افراد کی نمونہ عمل اور رہنما کی حیثیت سے شناخت کروائی۔ امیر المومنین علیہ السلام پیغمبر اکرمؐ کے سب سے افضل شاگرد تھے کہ پیغمبر نے ہمیشہ لوگوں کو ان کی زندگی کو عملی نمونہ بنانے کی وصیت کی۔ اس درس میں ہم ان کی بعض اخلاقی اور عملی خصوصیات سے آشنائی حاصل کریں گے۔ یہ خصوصیات درج ذیل ہیں: شجاعت، عدالت طلبی اور فداکاری۔

ساتواں سبق: (عظیم خاتون): حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا دختر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باعث خوشنودی دل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں۔ آپ امیر المومنین کی شریک حیات اور امام حسن و امام حسین علیھما السلام کی والدہ اور تمام مسلمانوں کیلئے نمونہ عمل تھیں۔ اس درس میں ہم ان کی اخلاقی اور عملی خصوصیات سے آشنا ہوں گے۔

پانچواں سبق

پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ	بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	بہترین نمونہ ہے،
لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ	ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو
وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا (۱)	اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

انبیاء علیہم السلام ہی صرف وہ لوگ ہیں جو دین آسمانی کو لا کر زندگی کے صحیح راستے کو ہمیں دکھا سکتے ہیں۔ جس طرح سے انبیاء کرامؑ کی گفتار سعادت حاصل کرنے کی راہ ہے، ان کا کردار و رفتار بھی ہماری عملی زندگی کیلئے نمونہ عمل ہے۔ انبیاء چونکہ خود ہدایت یافتہ تھے، اس لئے وہ زندگی کے بہترین انداز کا انتخاب کرتے تھے؛ اس لئے ان کی زندگی بطور کامل ہماری زندگی کیلئے نمونہ قرار پاسکتی ہے۔

تمام انبیاءؑ بے شمار اخلاقی صفات کے حامل ہوتے تھے؛ لیکن ان میں سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ شخصیت ہیں کہ جو گزشتہ انبیاء کی تمام اخلاقی صفات کے حامل تھے اور ان کی زندگی کے تمام اعمال پیروی کے لائق ہیں۔

---

(۱) سورہ نحل، آیت ۳۲

یہاں پر ہم ان کی اخلاقی سیرت اور اجتماعی کردار کی تین خصوصیات سے آشنائی حاصل کریں گے:

1۔ بزرگواری اور محبت

رسول خداؐ کو تنگ کرنا اس نادان شخص کی عادت بن چکی تھی اور وہ اس پر فخر بھی کرتا تھا۔ ہر روز پیغمبر کی راہ میں بیٹھ جاتا کہ آپ کو تنگ کر سکے۔
کبھی گالیاں دیتا، کبھی مذاق اڑاتا اور کبھی بعض نادان افراد کے ساتھ مل کر آنحضرت کو پتھر مارتا۔ کبھی اپنے گھر کی چھت پر جاتا اور جب آنحضرت وہاں سے گزرتے تو آپ کے سر مبارک پر گندگی پھینک دیتا۔
کافی عرصے تک اس شخص کا یہ معمول تھا۔ اچانک سب کچھ ختم ہوگیا۔ وہ شخص نظر نہیں آرہا تھا اور چند دنوں سے وہ آزار و اذیت بھی ختم ہو چکی تھی۔ ایک دن رسول خداؐ نے لوگوں سے اس شخص کے بارے میں پوچھا۔ بتایا گیا کہ بیمار ہوگیا ہے اور اس کی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔
رسول خداؐ جب اس کی بیماری سے آگاہ ہوئے تو اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ جب اس شخص کی نگاہ رسول خداؐ پر پڑی تو اسے اپنے تمام برے کام یاد آگئے۔ شرم کی وجہ سے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے۔ اسکی زبان لڑکھڑا رہی تھی اور پسینے سے شرابور ہوگیا تھا۔ دل ہی دل میں کہنے لگا کہ آخر کیسے ممکن ہے کہ ایک انسان اس قدر بڑے پن والا ہو؟ میں نے اس قدر اس کو تکلیف و اذیت پہنچائی ہے، اس کو گالیاں دی ہیں، مذاق اڑایا ہے۔۔۔ لیکن اب جب میں بیمار ہوا ہوں وہ میری عیادت کیلئے آیا ہے۔ یہ ایک معمولی انسان کا کردار نہیں ہے۔۔۔

خداوند مہربان نے پیغمبر اکرمؐ کے نیک اخلاق اور مہربانی کے بارے میں فرمایا ہے:

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ	بتحقیق تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے
عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ	تمہیں تکلیف میں دیکھنا اس پر شاق اور سخت گزرتا ہے،
حَرِيصٌ عَلَيۡكُم	وہ تمہاری بھلائی کا نہایت خواہاں ہے
بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞ (۱)	اور مومنین کے لیے نہایت شفیق، مہربان ہے۔

---

(۱) سورہ بقرہ، آیت ۱۲۸

2۔ عزت نفس

عزت نفس اپنی قدر و قیمت کا احساس ہے۔یعنی یہ کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے حقیر اور چھوٹا نہ کرے۔ان چیزوں میں سے ایک جو ہمیں حقیر کرتی ہیں اپنے کاموں کو دوسروں سے انجام دینے کی درخواست کرنا اور طلب کرنا ہے۔جو شخص بھی اپنی قدر و قیمت کو پہچانتا ہے وہ کبھی بھی دوسروں سے درخواست کر کے اپنے آپ کو حقیر نہیں کرتا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی نہیں چاہتے تھے اپنے کاموں کو انجام دینے کیلئے کسی سے درخواست کریں،حتی دوسرے لوگ اگر پیغمبرؐ کے کام کو انجام دے کر فخر ہی کیوں نہ محسوس کرتے:

تھکاوٹ کے آثار افراد کے چہرے پر نمایاں ہو چکے تھے۔گھنٹوں بیابان میں چلنے کے بعد گھوڑوں اور اونٹوں میں بھی رمق باقی نہ بچی تھی۔ جونہی قافلہ والوں کی نگاہ پانی پر پڑی تو ٹھہر گئے۔

یہیں پر آرام کریں گے۔

رسول خداؐ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اس سے نیچے اترے اور دیگر افراد کی طرح پانی کی طرف چل پڑے۔لیکن ابھی چند قدم بھی نہ چلے تھے کہ اچانک واپس پلٹ آئے۔

سب نظریں پیغمبرؐ پر جمی ہوئی تھیں کہ انہوں نے تعجب کے ساتھ دیکھا کہ پیغمبر جھکے،اونٹ کے زانو بند کو اٹھایا اور اونٹ کے گھٹنوں کو باندھا اور دوبارہ پانی کی طرف لوٹ آئے۔

یارسول اللہ،آپ نے ہمیں کیوں حکم نہیں دیا کہ اس چھوٹے سے کام کو آپ کیلئے انجام دیں؟ہم فخر کے ساتھ آپ کی خدمت کرتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

کبھی بھی اپنے ذاتی کاموں کو دوسروں سے انجام دینے کیلئے نہ کہیں،حتی (چھوٹی سی چیز جیسے) دانتوں میں خلال کرنے کیلئے تنکے کی درخواست ہی کیوں نہ ہو۔(۱)

امام صادق علیہ السلام پیغمبر اکرم کی سادہ زندگی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"جب بھی پیغمبرؐ کا لباس یا جوتا پھٹ جاتا،خود اس کو سیتے تھے۔جب دروازے پر دستک ہوتی تو خود دروازہ کھولتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے گندم و جو کو پیتے تھے اور پانی لے کر آتے تھے۔آپ گھر کے کاموں کو انجام دینے میں اپنے گھر والوں کی مدد کرتے تھے اور۔۔۔"(۲)

---

(۱) الوافی بالوفیات،صفدی،ج۱،ص۶۷ (☆متن کے الفاظ کو حفظ کریں) (۲) بحارالانوار،ج۷۶،ص۱۷۱

عملی کام

آپ کے خیال میں کس طرح سے اپنی عزت نفس کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے؟ اس موضوع کے بارے میں کلاس میں گفتگو کریں۔

مزید جانیے

کربلا کا راہی

مجھے وہ دن یاد آرہا ہے جب میں بھی شیخ زید اسپتال میں ملازم تھا۔ میں اپنے آفس سے اُٹھ کر ڈاکٹر محمد علی نقوی ؒ کی زیارت کیلئے جارہا تھا کہ ان کے آفس کے سامنے والے سبزہ زار میں ایک مالی اور دوسرا ڈاکٹر صاحب کا چپڑاسی حقہ پی رہے تھے۔ مالی چپڑاسی کو کوس رہا تھا کہ تم کام نہیں کرتے، حقہ پینے آجاتے ہو کیا تمہارا افسر یہاں نہیں ہوتا؟

میرا افسر تو یہاں ہوتا ہے مگر وہ دوسرے افسروں جیسا نہیں، چپڑاسی نے جواب دیا، کیا مطلب؟ مالی نے پھر استفسار کیا۔

میرا افسر شاہ جی ہے وہ ہمیں تنگ نہیں کرتا۔ زیادہ تر کام اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے، کبھی غصہ میں بھی آجائے تو گالی نہیں دیتا، صرف "بندہ خدا" کہہ کر خاموش ہوجاتا ہے، جب خوش ہوتا ہے تو اپنی الماری سے بسکٹ نکال کر کھلاتا ہے، ہمیں ضرورت پڑتی ہے تو اپنی تنخواہ سے ہماری مدد کرتا ہے، قرآن مجید پڑھنے کی زیادہ تاکید کرتا ہے، چپڑاسی نے دل کی گہرائیوں سے تعریف کرتے ہوئے یہ جملے کہے۔ مالی یہ باتیں سن کر حیران ہوا اور کہنے لگا "اس کا مطلب ہے کہ تمہارا افسر کربلا والے سیدوں میں سے لگتا ہے کبھی دن مجھے بھی اس شخص کی زیارت کروانا"۔

3۔ امانت داری

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بار بار خبردار کرنے کے باوجود یہودی اپنی وعدہ خلافیوں سے باز نہ آئے اور اسلام کے دشمنوں کی مالی اور جنگی امداد کرتے رہے۔ یہودی حتی مشرکین کو مسلمانوں کی نابودی اور جنگ کے لئے اکساتے تھے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اکرمؐ نے خیبر کے قلعوں کی طرف لشکرکشی کا حکم دے دیا۔۔۔

خیبر کے قلعے کو محاصرہ کیے کافی دن گذر چکے تھے۔ کافی دنوں سے مسلمانوں کی خوراک کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا۔ ایک دن جب سب بے جان ہو کر ایک طرف گرے پڑے تھے، دور سے ایک بھیڑوں کے ریوڑ کی آواز نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ سپاہیوں کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ بعض ریوڑ کی طرف لپکے اور بھیڑوں اور چرواہے کو پیغمبر کے پاس لے آئے۔

سلام ہو تم پر اے جوان۔ کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟

چرواہہ ہوں اور اس قلعے کے یہودیوں نے اپنی بھیڑیں چرانے کیلئے مجھے سونپی ہیں۔ کچھ عرصے سے اس علاقے میں چارہ ختم ہو چکا تھا اور میں مجبوراً بھیڑوں کو ایک دور دراز علاقے میں چرانے کیلئے لے گیا تھا۔

مسلمان ہو؟

نہیں، لیکن میں نے اسلام کا نام بہت سن رکھا ہے اور مجھے بہت شوق ہے کہ اسے پہچانوں۔

پیغمبر خداؐ نے اس جوان کو دین اسلام کی شناخت کروائی اور وہ چرواہا وہیں پر ایمان لے آیا۔

اور پھر اس نے پیغمبرؐ کی طرف رخ کیا اور کہا: اب میں مسلمان ہو گیا ہوں، یہ بھیڑیں اب آپ کے اختیار میں دیتا ہوں۔

سینکڑوں سپاہی جو پیغمبرؐ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے تھے، اس انتظار میں تھے کہ پیغمبر اجازت دیں تاکہ ان بھیڑوں کو ذبح کیا جاسکے۔

پیغمبرؐ نے اس چرواہے کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا: ہمارا دین امانت میں خیانت کو سب سے بڑے گناہوں میں سے سمجھتا ہے۔ یہ بھیڑیں تمہارے پاس امانت ہیں لہٰذا تمہارے لئے ضروری ہے کہ تمام بھیڑوں کو ان کے مالکوں تک پہنچاؤ۔ (۱)

پیغمبر اعظمؐ کی سب سے بڑی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت امانت داری ہے۔ آپ پیغمبر مبعوث ہونے سے پہلے، لوگوں کے درمیان (محمدؐ امین) کے نام سے مشہور تھے۔ پیغمبر ہمیشہ نصیحت کرتے تھے کہ امانتوں کو حتی کہ ان کے غیر مسلم مالکوں کو پلٹا دو۔

کفار مکہ باوجود اس کے کہ بہت شدت کے ساتھ آپ کے اور دین اسلام کے مخالف تھے اس کے باوجود بڑے اطمینان کے ساتھ اپنی قیمتی اشیاء آپ کے پاس امانت کے طور پر رکھواتے تھے۔ اس وقت بھی جب پیغمبر کافروں کے شدید شکنجہ اور آزار و اذیت کی وجہ سے مجبور ہو گئے کہ خفیہ طور پر مکہ سے باہر نکل جائیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کریں، آپ نے علی علیہ السلام سے کہا کہ وہ چند روز تک کفار کی امانتیں پلٹانے کیلئے مکہ میں رہیں۔

پیغمبر اکرم ہمیشہ فرماتے تھے:

جو شخص دنیا میں امانت میں خیانت کرے گا اور اس کو اس کے مالک کو واپس نہیں پلٹائے گا، اگر مر جائے تو وہ میرے دین پر نہیں مرا اور وہ خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ خدا اس پر غضبناک اور ناراض ہوگا۔ (۲)

---

(۱) سیرہ ابن ہشام، ج ۳، ص ۳۴۵ (۲) بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۱۷۱

یہ اخلاقی خصوصیات، دوسری بہت سی اخلاقی خصوصیات کے ساتھ مل کر باعث بنیں کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ — اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ کو عالمین کیلئے سوائے رحمت کے اور کچھ بنا کر نہیں بھیجا۔(۱)

اور آپ کے اخلاق کو (بہترین اخلاق) بیان کیا:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ — اور آپ اخلاق کے بلندترین درجہ پر ہیں۔(۲)

لہٰذا اگر دنیا کے تمام انسان یہ چاہتے ہیں کہ خدا کی جنت میں داخل ہوں اور خدا کی بے کراں رحمت ان کو اپنے دامن میں سمو لے، تو کافی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زندگی کیلئے نمونہ عمل قرار دیں۔

اگر اس سے قبل، ہم سے کہا جاتا کہ خدا کی بڑی نعمتوں کو شمار کریں تو شاید ہماری توجہ اس عظیم نعمت کی طرف نہ جاتی اور ہمیں علم نہ ہو پاتا کہ اس نعمت کے بغیر جنت تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن اب جب ہم نے یہ پہچان لیا ہے کہ خدائے مہربان نے پیغمبروں کو بھیج کر ہمارے اوپر کس قدر عظیم کرم کیا ہے تو ہم بھی کوشش کریں کہ ان کی راہنمائی کی پیروی کر کے خدا کی عظیم نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

عملی کام

آپ کے خیال میں کیسے پیغمبر اکرمؐ کو اپنی زندگی کے لئے کامل نمونہ اور سرمشق قرار دیا جاسکتا ہے؟

اپنے آپ کو آزمایئے؟

1۔ کن لوگوں کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ عمل قرار پاسکتی ہے؟ اور کیوں؟

2۔ عزت نفس کا ایک نمونہ پیش کر کے اس کی تعریف کریں۔

ب۔ فرمان پیغمبرؐ کو مدنظر قرار دیتے ہوئے، امانت میں خیانت کا انجام کیا ہے؟

---

(۱) سورہ انبیاء: آیت ۱۰۷ (۲) سورہ القلم: آیت ۴

الٰہی

حضرت محمدؐ پر درود بھیج کہ جو وحی کے امانتدار اور تیرے مخلص ترین بندے ہیں،

جو پیشوائے رحمت،

اور نیکیوں کے قافلہ سالار،

اور برکت کے خزانوں کی کنجی ہیں؛

اس لئے کہ وہ تیرے حکم کو انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو مشکل میں ڈالتے تھے،

اپنے بدن کو تیری راہ میں معرض ہلاکت میں قرار دیتے تھے،

تیرے پیغام کو پہنچانے کیلئے خود کو رنج میں ڈالتے تھے،

اور لوگوں کو تیرے آئین کی دعوت میں خود کو سختی و رنج سے دو چار کرتے تھے۔

خدایا! ان کو اس رنج کے بدلے میں جو انہوں نے تیری راہ میں برداشت کیے،

جنت کے بالاترین مرتبوں پر فائز فرما۔(۱)

---

(۱) صحیفۂ سجادیہ کی دوسری دعا سے اقتباس

چھٹا سبق

اسوۂ عدالت و فداکاری

فرشتۂ وحی، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کے خطرناک ارادے سے باخبر کرتا ہے۔ انہیں آج رات میں ہی مکہ کو چھوڑنا ہو گا۔ وگرنہ وہ مارے جائیں گے اور ان کی رسالت ادھوری رہ جائے گی۔ لیکن کیسے؟ کفار نے رسول خداؐ کی آمد و رفت کو نگرانی میں رکھا ہوا ہے۔

اے علی! کیا تم اس امر الٰہی کو اجراء کرنے میں میری مدد کر سکتے ہو؟

یا رسول اللہ؛ کیسے آپ کی مدد کروں؟

مشرکین چاہتے ہیں کہ راتوں رات بستر میں مجھے قتل کر دیں۔ خداوند تعالی نے مجھے ان کے اس ارادے سے باخبر کر دیا ہے اور مجھے ہجرت کا حکم دیا ہے۔ اگر میرا بستر آج کی رات خالی رہے، تو وہ متوجہ ہو جائیں گے اور میرا پیچھا کریں گے۔ پس کسی کو میرے بستر پر سونا ہو گا تا کہ مجھے کافی فرصت مل جائے تا کہ میں مکہ سے دور ہو سکوں۔ خطرناک کام ہے، ممکن ہے تم مارے جاؤ۔

اس صورت میں کیا آپ کی جان بچ جائے گی؟

ابھی رات کا کچھ حصہ بھی نہیں گذرا کہ مشرکین نے پیغمبر خداؑ کے گھر کا محاصرہ کرلیا ہے۔ وہ مطمئن ہیں کہ پیغمبر گھر میں ہی ہیں اور آج رات وہ اپنے منصوبے پر عمل کریں گے۔ لہٰذا بغض و کینہ سے بھرے وجود کیساتھ انتظار کرنے لگتے ہیں ۔۔۔ اور اچانک آدھی رات کے وقت، تلواریں کھینچ کر چاروں طرف سے پیغمبر کے حجرے پر حملہ کرتے ہیں۔ اس وقت حضرت علی علیہ السلام ایک ہی دفعہ اُٹھتے ہیں اور للکارتے ہیں: یہاں کیا کررہے ہو؟ مشرکین کے پاؤں تعجب کی وجہ سے وہیں زمین میں گڑ جاتے ہیں۔ یہ تو علیؑ ہے، ابوطالب کا بیٹا! حیرت زدہ ہوکر ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں: پس محمد کہاں ہے؟ مشرکین مکمل طور پر حیران تھے۔ جب انہیں پتا چلتا ہے کہ ان کی تمام تر نگرانی کے باوجود ان کا منصوبہ شکست سے دوچار ہوگیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاتھوں سے فرار ہوگئے ہیں، غصے کی حالت میں علی کی طرف بڑھتے ہیں لیکن آپ کوئی بات نہیں کرتے۔ جب ان سے ناامید ہوجاتے ہیں تو گھر سے باہر نکلتے ہیں اور آنحضرت کو ڈھونڈنے کیلئے تلاش شروع کردیتے ہیں۔

فرشتہ وحی رسول خداؐ پر نازل ہوتا ہے اور حضرت علی علیہ السلام کی قربانی کی تعریف میں خدا کی جانب سے یہ آیت نازل ہوتی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ	اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو بیچ ڈالتے ہیں
ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ	مرضی پروردگار کو حاصل کرنے کے لئے
وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌ بِالۡعِبَادِ (۱)	اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے

عملی کام

آپ کے خیال میں اس آیت کی بنیاد پر، امیر المومنینؑ نے کیوں بغیر کسی خوف اور ڈر کے پیغمبر اکرمؐ کے بستر پر سونے کو انتخاب کرلیا؟

(۱) سورہ بقرہ، آیت ۲۰۷

فدائی وہ ہے کہ جو دین اور معاشرے کی خدمت کیلئے اپنے مال، سلامتی، اپنے گھر والوں حتیٰ اپنی جان سے بھی گزر جاتا ہے۔ اور ان سب کو اپنے پاک اور عظیم ہدف کی راہ میں فدا کر دیتا ہے۔ دین اسلام فدا کار لوگوں کی تعریف کرتا ہے اور ان کو پاداش اور اجر الہی کا وعدہ دیتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا شب ہجرت کہ جو "لیلۃ المبیت" کے نام سے مشہور ہے، کی قربانی اور فدا کاری کا واقعہ راہ خدا میں فدا کاری کے واقعات میں سے ایک کامل ترین واقعہ ہے۔

اس روشن اور چمکتے ہوئے الہی نمونے کی زندگی فدا کاری اور قربانیوں سے لبریز ہے:

- جب عمرو بن عبدود (ایک مشہور عرب جنگجو) جنگ خندق کے میدان میں آ کر چلاتا ہے اور مد مقابل طلب کرتا ہے، تو اس کے ساتھ تن بہ تن مقابلہ کرنے کیلئے جو اٹھا اور اس کا کام تمام کر دیا وہ صرف اور صرف علی علیہ السلام تھے۔
- جب جنگ احد میں بہت سے مومنین شہید ہو گئے اور سوائے گنتی کے افراد کے باقی سب جنگ سے بھاگ گئے اور پیغمبر خدا (ص) کو مشرکین کے سپاہیوں کے اس ہجوم میں چھوڑ گئے، جو شخص رسول اللہؐ کے ہمراہ شجاعت کے ساتھ لڑتا رہا وہ علی علیہ السلام تھے۔
- جنگ خیبر میں مسلمان یہودیوں کے عظیم قلعوں پر بار بار حملے کرنے کے باوجود جب کامیاب نہیں ہوئے تھے، تو جس نے خیبر کے پہلوان کو مارا اور درِ خیبر کو زمین سے اکھاڑ پھینکا اور یہودیوں کو شکست دی، وہ علی علیہ السلام تھے۔
- جب خداوند تعالی نے سورہ توبہ کی اہم آیات کو نازل کیا اور قرار پایا کہ مومنین میں سے ایک شخص مکہ میں جائے اور ان آیات کو مکہ کے بے رحم مشرکین کے سامنے اونچی آواز میں پڑھے، جس نے اس خطرناک ذمہ داری کو قبول کیا، وہ علی علیہ السلام تھے۔

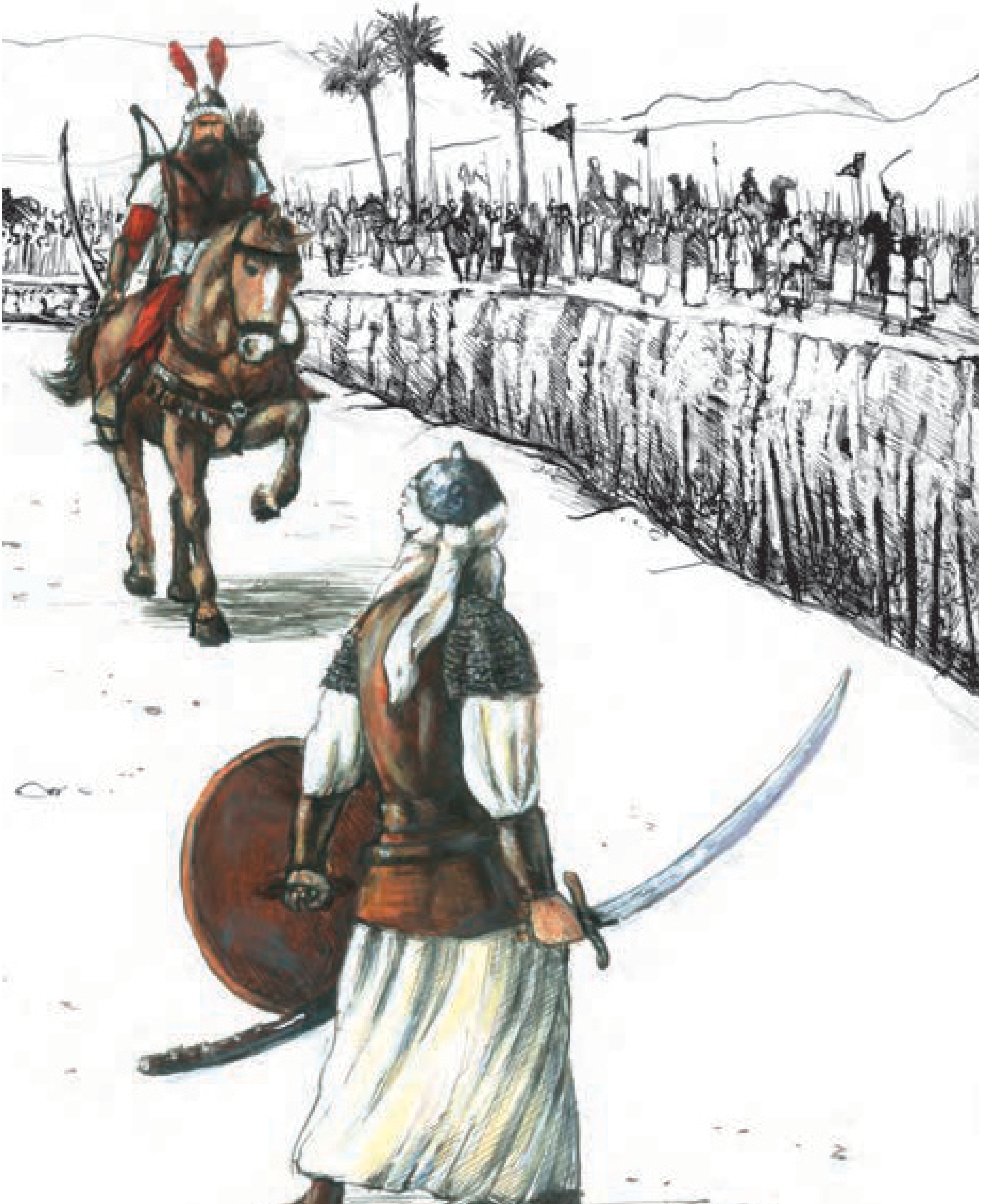

مزید جانیے

احزاب کو شکست دینے والا:

دشمنان اسلام اکٹھے ہو گئے ہیں تا کہ ہمیشہ کیلئے اسلام کا کام تمام کر دیں۔ یہ خبر پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملتی ہے اور وہ حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے کے مطابق حکم دیتے ہیں کہ ایک بڑی خندق کھودی جائے تا کہ کفار میں سے کوئی شخص اس کو عبور نہ کر سکے۔

جب دشمن کا ایک بہت بڑا لشکر شہر کے پاس پہنچا، تو انہیں بڑا تعجب ہوا۔ وہ ایک ایسی رکاوٹ سے روبرو ہوئے کہ کوئی بھی اس سے نہیں گزر سکتا تھا۔ دشمنوں میں سے جو کوئی بھی کوشش کرتا کہ خندق کو پھلانگ کر دوسری جانب جائے، تو اسے مسلمانوں کے تیروں کا سامنا کرنا پڑتا اور وہ گڑھے میں جا گرتا۔ انہوں معلوم ہو چکا تھا کہ وہ مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ مسلمانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کیلئے شہر کا محاصرہ کرنا ہوگا۔

لیکن ایک دن ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔۔۔

کفار میں سے ایک بہت طاقتور پہلوان جس کا نام "عمرو بن عبدود" تھا اپنے طاقتور گھوڑے کے ساتھ ایک لمبی چھلانگ لگا کر خندق کو عبور کر کے مسلمانوں تک آن پہنچا۔

وحشت اور خوف نے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ کیونکہ وہ ایک بے مثال جنگجو تھا؛ لیکن آیا مسلمانوں کے درمیان کوئی ہے کہ جو اس کو شکست دے سکے؟

"عمرو" مغرورانہ انداز میں مسلمانوں کے سامنے اپنے گھوڑے کے ساتھ چکر لگاتا ہے اور چلا کر کہتا ہے: تم میں سے کون ہے جو چاہتا ہے کہ میں اسے جنت میں بھیجوں؟ اس قدر میں نے للکارا ہے کہ میری آواز بیٹھ گئی ہے۔ تم میں کوئی نہیں ہے جو میرا جواب دے؟

پیغمبرؐ اپنے اصحاب کی طرف نگاہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: آیا تم میں سے کوئی ہے جو اس کی آواز کو خاموش کرے؟ سر نیچے جھکے ہوئے ہیں اور کوئی جواب نہیں آ رہا۔ کہ اچانک ایک آواز نے اس سکوت کو توڑا: میں تیار ہوں؛ اے رسول خدا! پیغمبر اعظمؐ نے فرمایا: نہیں علی، تم بیٹھ جاؤ!

رسول خداؐ نے دوبارہ اپنی بات کو دہرایا اور دوبارہ سوائے علی علیہ السلام کے کوئی جواب نہ آیا۔

جب تیسری بار علی علیہ السلام نے پیغمبر سے جنگ کی اجازت طلب کی تو پیغمبر نے اجازت دے دی، اپنی تلوار انہیں دی اور ان کیلئے دعا کی۔

سانسیں سینوں میں دب کر رہ گئی ہیں۔ دونوں طرف کی فوجیں گہری خاموشی میں اضطراب کی حالت میں میدان کی طرف نگاہیں گاڑے بیٹھی ہیں۔ جب امیر المومنین عمرو کے مقابلے میں قرار پاتے ہیں تو پیغمبر خداؐ فرماتے ہیں:

آج کُل اِسلام کُل کفر کے مقابلے میں کھڑا ہے۔

ایک کم سن نوجوان ایک نامی گرامی جنگجو کے مقابلے میں۔

حضرت علی علیہ السلام عمرو کو کہتے ہیں: سب سے پہلے تجھے کہتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ۔
ہر گز نہیں!
پس واپس پلٹ جاؤ اور جنگ سے ہاتھ کھینچ لو۔
میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ محمد سے انتقام لوں گا۔تم واپس پلٹ جاؤ؛ ابھی تم بہت چھوٹے ہو مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں تمہیں قتل کر دوں۔
پس گھوڑے سے نیچے اترو تا کہ جنگ کریں۔
"عمرو" اپنے گھوڑے سے نیچے اترتا ہے اور ایک سخت جنگ شروع ہو جاتی ہے۔عمرو کا وار اس قدر سخت تھا کہ بہت جلد اس نے علی علیہ السلام کی زرہ کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔آپ کے سر مبارک میں شدید زخم لگ گیا لیکن ان کو چونکہ موت کا کوئی ڈر نہیں تھا اس لئے دلیرانہ انداز میں جنگ کو آگے بڑھاتے ہیں۔۔۔
گرد و غبار نے میدان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور صرف تلواروں کے ٹکرانے کی آوازیں کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔دشمن کو گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی اتنے بڑے عرب جنگجو کے مقابلے میں کھڑا رہ سکتا ہے۔بڑی بے صبری سے اس مقابلے کے نتیجے کے منتظر ہیں۔اچانک علی علیہ السلام کی تکبیر کی آواز فضا میں گونجی اور "عمرو" زمین پر ڈھیر ہو گیا۔
سپاہ اسلام کی خوشی اور تکبیر کی آواز بلند ہوتی ہے۔عرب کا قوی ترین جنگجو سب کے گمان کے برعکس، شیر خدا کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔ بقیہ کفار جب اپنے جنگجو کے اس انجام کو دیکھتے ہیں تو ان کے پاس سوائے فرار کے اور کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔(۱)

عدالت طلبی اور مساوات، امیر المومنین کی شخصیت کی ایک اور نمایاں خصوصیت ہے۔حضرت علی علیہ السلام ان شرائط میں لوگوں کی جانب سے حکومت چلانے کیلئے خلافت کیلئے منتخب ہوئے کہ جب بے شمار مشکلات نے اسلامی معاشرے کو گھیرا ہوا تھا۔آپ حکومت کو قبول کرنے کی دلیل کو اس طرح سے بیان فرماتے ہیں:

"اگر خداوند تعالیٰ نے صاحبان علم سے عہد و پیمان نہ لیا ہوتا کہ وہ ستمگروں کی زیادہ طلبی اور مظلوموں کی بھوک پر خاموشی اختیار نہ کریں (اور ظالم سے مظلوم کا حق نہ چھین لیں اور اس کو پلٹا دیں) آپ پر حکومت سے کنارہ کشی کرتا اور اس وقت تم دیکھتے کہ تمہاری دنیا (کا مقام و مرتبہ) میرے نزدیک بکری کی چھینک سے بھی زیادہ گھٹیا اور بے قیمت ہے" (۲)

امیر المومنینؑ نے لوگوں میں عدالت قائم کرنے کیلئے حکومت کو قبول کیا اور مسلمانوں کے درمیان عدالت اور مساوات کی رعایت کرنے کیلئے کسی کو دوسرے پر برتری نہیں دی۔اجتماعی مسائل اور عمومی حقوق میں اپنے خاندان کے ساتھ بھی مسلمانوں جیسا ہی سلوک کیا۔بیت المال کو تقسیم کرتے تو تمام چیزوں کو بڑی باریک بینی کیساتھ اور بطور مساوی مسلمانوں میں تقسیم کرتے تھے اور جب تمام اموال اپنے حقدار تک پہنچ جاتا تو وہیں بیت المال کے تقسیم کرنے کے مقام پر نماز بجالاتے تھے۔

---

(۱) الکامل فی التاریخ سے اقتباس، ابن اثیر، ج ۲، ص ۱۸۳-۱۸۱ (۲) (نہج البلاغہ، خطبہ سوم)

عملی کام

آپ کے خیال میں بیت المال کی تقسیم اور امیر المومنینؑ کی اس جگہ پر نماز پڑھنے کے درمیان کیا رابطہ پایا جاتا ہے؟

آج پھر گذشتہ دنوں کی طرح بازار کوفہ سے گزر رہے ہیں۔

ہر روز ایک دفعہ بازار کا چکر لگاتے ہیں اور قریب سے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تا کہ کوئی مہنگے داموں اشیاء فروخت نہ کرے اور کسی کے حق میں ظلم نہ ہو۔

بازار کے وسط میں ان کی توجہ ایک چھابڑی والے پر پڑی۔ اس کے لباس سے لگتا ہے کہ عیسائی ہے۔ ایک زرہ بیچنے کیلئے لایا ہے۔ نزدیک جاتے ہیں۔ زرہ کو ہاتھ میں لیتے ہیں اور بڑے غور سے اس کو دیکھتے ہیں۔ ان کی اپنی زرہ ہے! اس شخص کی طرف رخ کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

اے شخص! یہ زرہ میری ہے کہ جو چند دن پہلے مجھ سے گم ہو گئی تھی!

نہیں نہیں، یہ زرہ میری اپنی ہے۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ زرہ میری ہے۔

عیسائی شخص بڑی سختی کے ساتھ زرہ لے لیتا ہے۔

لوگ جو کہ مسلمانوں کے خلیفہ اور ایک مسیحی شخص کی گفتگو کو دیکھ رہے ہوتے ہیں حملہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ زور وزبردستی کے ساتھ زرہ کو اس مرد سے لے لیں۔

لیکن آپ اجازت نہیں دیتے اور فرماتے ہیں: عدالت میں چلتے ہیں تا کہ قاضی ہمارے درمیان فیصلہ کرے۔ میں عدالت کے حکم کے سامنے تسلیم ہوں۔

قاضی کہ جو مسلمانوں کے خلیفہ کو دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے اپنی جگہ سے اٹھتا ہے، اور اپنا ہاتھ ادب کے ساتھ سینے پر رکھتا ہے اور ادائے احترام کرتا ہے۔

امام کے چہرے پر ناراحتی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ قاضی کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں:

قاضی کو دونوں فریقوں کے ساتھ ایک جیسا رویہ رکھنا چاہیئے، حتیٰ کہ نگاہ کرنے کے انداز اور ادائے احترام میں بھی۔

قاضی جو کہ اپنی غلطی کا احساس کر لیتا ہے عیسائی شخص کی طرف رخ کرتا ہے اور مودبانہ انداز میں اس کو سلام کرتا ہے۔

اور پھر کہتا ہے کہ: آپ کا اختلاف کیا ہے؟

یہ زرہ کہ جس کو یہ شخص بیچنے کا ارادہ رکھتا ہے، وہی زرہ ہے کہ جو کچھ عرصہ پہلے مجھ سے گم ہو گئی تھی۔

نہیں قاضی صاحب! کئی سال ہو گئے ہیں کہ یہ زرہ میرے پاس ہے۔

امامؑ مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں: نہیں میرے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔

لہٰذا، آپ کا دعوا ثابت نہیں ہوتا اور یہ زرہ اسی شخص کے پاس رہے گی۔

عیسائی شخص غیر یقینی نگاہوں سے قاضی کو دیکھتا ہے۔ اسے یقین نہیں آ رہا کہ ایک قاضی کہ جس کو خلیفہ نے خود اس مقام پر مامور کیا ہے وہ خلیفہ کے خلاف حکم دے رہا ہے۔

قاضی کی رائے سننے کے بعد، حاضرین عدالت سے باہر نکلنا شروع کر دیتے ہیں کہ اچانک۔۔۔

تھوڑی دیر صبر کیجئے۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے ابھی یقین نہیں آ رہا ہے کہ میں ایک ایسی عدالت میں کھڑا ہوں جہاں پر ایک عیسائی شخص کو تمہارے رہبر اور پیشوا کے برابر سمجھا جاتا ہے اور فیصلہ میرے حق میں اور اس کے خلاف کیا جاتا ہے۔ تمہارا رہبر عدالت میں حاضر ہوتا ہے لیکن اپنے مقام سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اس طرح کی قضاوت کو صرف پیغمبروں کے دین اور مکتب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ عدالت اور فیصلہ تمہارے دین کی حقانیت اور سچائی کی دلیل ہے۔

اس شخص کی بات جب یہاں پہنچتی ہے تو اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔اب اسکے پاؤں میں مزید کھڑے ہونے کی سکت نہیں۔زمین پر بیٹھ جاتا ہے اور روتے ہوئے کہتا ہے:"أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَٰهَ إِلاَّ اللهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ"۔پھر امیر المومنین کی طرف رخ کر کے کہتا ہے: خدا کی قسم یہ زرہ آپ کی ہے۔جب آپ جنگ صفین میں جا رہے تھے، تو یہ زرہ آپ کے سامان میں سے زمین پر گری تھی اور میں نے اٹھالی تھی۔آپ مجھے معاف کر دیجیے۔

امیر المومنین اس شخص کے ہاتھوں کو پکڑتے ہیں، اور اس کو زمین سے اٹھاتے ہیں اور فرماتے ہیں: تمہارے اسلام لانے کے احترام میں میں نے یہ زرہ تمہیں بخشی اور میرا گھوڑا بھی اب تمہارا ہوا۔(۱)

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ حضرت علی علیہ السلام کی فداکاری کی تین مثالیں بطور خلاصہ بیان کریں۔
2۔ امیر المومنین علیہ السلام کے قول کے مطابق خداوند تعالیٰ نے صاحبان علم سے ظالموں کی زیادہ طلبی کے بارے میں کیا عہد و پیمان لیا ہے؟
3۔ مسیحی شخص نے کس طرح سے دین اسلام کی حقانیت کو پہچانا اور وہ مسلمان ہوا؟

رائے

اپنے والدین اور سینئرز کی مدد سے امیر المومنینؑ کی میدان جنگ میں بہادری کی داستانوں میں سے ایک داستان یا ان اخلاقی و اجتماعی کردار کو تلاش کریں اور کلاس میں دوستوں کے سامنے پیش کریں۔

---

(۱) الغارات، ثقفی، ج۱، ص ۱۲۴، الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، ج ۳، ص ۴۰۱

الٰہی

میرا تمہارے سوا اور کون ہے کہ اس سے چاہوں کہ وہ میرے رنج وغم کو برطرف کرے؟

اسوقت میں تیری طرف آیا ہوں

اور میں نے تیری درگاہ میں دست حاجت دراز کیا ہے

پس تجھے تیری عزت و جلالت کی قسم،

میری دعا کو قبول فرما،

مجھے میری آرزو تک پہنچا،

اور مجھے ناامید نہ فرما،

اے وہ کہ جو بہت جلد اپنے بندے سے راضی ہو جاتا ہے!

بخش دے اس بندے کو کہ جس کے پاس سوائے دعا اور تضرع کے اور کچھ نہیں،

اے کہ جس کا نام دردمندوں کی دوا ہے،

اور تیری یاد و ذکر بیماروں کی شفاء ہے

اور تیری اطاعت دنیا میں بے نیاز کر دیتی ہے

رحم کر اس پر کہ جس کا سرمایہ تجھ پر امید ہے

اور سوائے گریہ کے اسکا کوئی اسلحہ نہیں۔(۱)

---

(۱) (امیر المومنین کی مناجات سے اقتباس کہ جو انہوں نے اپنے ایک صحابی کمیل کو سکھائی یہ دعا دعائے کمیل کے نام سے مشہور ہے۔)

ساتواں سبق

عظیم خاتون

اس زمانے میں کہ جب جاہل لوگ بیٹی کے پیدا ہونے کو اپنے لئے ذلت اور ناکامی تصور کرتے تھے اور ان کے ہاں عورت کی کوئی اہمیت نہ تھی خداوندتعالی نے اپنے بہترین بندے کو بہترین تحفہ عنایت کیا؛ ایک بیٹی۔ ایک ایسی بیٹی کہ ان دنوں کی غلط رسم کے برخلاف نہ صرف ذلت کا باعث نہ تھی بلکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق، باعث برکت اور خوشحال زندگی کی علامت تھی۔

عملی کام

آپ کے خیال میں باوجود اس کے کہ پیغمبر کے زمانے کے لوگوں کے درمیان بیٹی باعث ذلت تصور کی جاتی تھی، خداوندتعالی نے کیوں آنحضرت کو بیٹی عطا کی؟

دختر رسول کی عمر ابھی دو سال بھی نہ تھی کہ مشرکین مکہ نے تین سال کیلئے پیغمبر اور انکے خاندان کو شعب ابی طالب میں محاصرے میں قرار دیا۔ ابھی محاصرے کی سختی ختم نہ ہوئی تھی کہ فاطمہ اپنی والدہ خدیجہ سے جدا ہو گئیں۔ فاطمہ نے ان تمام سالوں میں جب پیغمبر کے ساتھ مکہ میں زندگی گزار رہی تھیں کئی بار مشرکین کی طرف سے پیغمبر کو دی جانے والی تکلیفوں کا مشاہدہ کیا۔ یہ سب باعث بنا کہ آپ بچپن میں ہی، اپنے شہر اور وطن سے ہجرت کی دشواری کو قبول کریں اور اپنے والد کے ساتھ مدینہ ہجرت کریں۔ یہ رنج نہ صرف آپ کی ناامیدی کا باعث نہ بنے بلکہ انہوں نے آپ کو اور زیادہ مضبوط اور صبر والا بنا دیا۔

شاید آپ نے پیغمبر کے اس قول کو سنا ہو گا کہ: فاطمہ تمام خواتین جنت کی سردار اور سب عورتوں سے افضل ہیں۔(۱)

یعنی تمام عالم کی خواتین خواہ وہ گذشتہ زمانے میں ہوں یا حال میں یا آئندہ زمانوں میں کوئی بھی آپ سے بہتر اور مقام و مرتبے میں آپ سے برتر نہیں ہے۔ پس ہم اپنی ہمت کے مطابق ان کی زندگی کو اپنے لئے نمونہ عمل بنا کر کائنات کی بہترین شخصیت کے نزدیک پہنچ سکتے ہیں۔

اب ہم حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کی بعض خصوصیات سے آشنا ہوں گے:

1۔ حیاء و عفت

ابھی حضرت علی اور حضرت زہراء کے آسمانی عقد (شادی) کو چند روز بھی نہ گذرے تھے کہ آپ دونوں پیغمبر خدا کے پاس آئے تا کہ اپنی مشترکہ زندگی میں آنحضرتؐ کی قیمتی رہنمائی سے بہرہ مند ہو سکیں۔ پیغمبر خداؐ سے بہتر کون تھا کہ جوان کو بہترین زندگی گزارنے کے بارے میں سکھا سکتا؟ پیغمبر خداؐ نے ان دونوں کو نصیحتیں فرمائیں کہ جوان کی خوبصورت زندگی کو اور زیادہ آرام بخش بنائیں؛ ان میں ایک نصیحت یہ تھی:

اے علی، بہتر ہے کہ تم گھر سے باہر کے کاموں کو اپنے ذمہ لو اور اے میری بیٹی فاطمہ آپ گھر کے اندر کے کاموں کو۔

جب یہ تقسیم انجام پائی، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

خدا جانتا ہے کہ میں کس قدر خوش ہوں کہ رسول اللہؐ نے مجھے نامحرم مردوں سے روبرو ہونے سے بے نیاز کر دیا ہے۔

2۔ پیغمبر خداؐ سے بے انتہا محبت

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا پیغمبر سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں۔ جب کوئی اچھی چیز پکاتیں تو رسول خدا کو ضرور دعوت دیتی تھیں اور ان سے ایک مہربان ماں کی طرح پیار کرتی تھیں۔ سخت جنگوں میں اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ کے زخموں کا مداوا کرتی تھیں۔ پیغمبر اکرمؐ کی زندگی کے آخری لمحات میں، سب سے زیادہ بے تاب تھیں حتی کہ پیغمبر نے ان کو ایک خوشخبری سنائی کہ اے میری بیٹی! تم اولین فرد ہو گی کہ جو میرے بعد، مجھ سے ملاقات کرو گی۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے چہرے پر مسکراہٹ نمایاں ہوئی۔(۲)

---

(۱) امالی صدوق، ج۱، ص۱۷۵ (۲) قرب الاسناد، ص۲۵

پیغمبر اکرم (ص) آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

خدا فاطمہ (س) سے محبت کرتا ہے اور ان سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ فاطمہ (س) کے خوش ہونے سے خوش ہوتا ہے اور ان کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہوتا ہے۔ (۱)

پیغمبر اکرم (ص) آپ کا بے حد احترام کرتے تھے اور آپ سے جان و دل سے محبت کرتے تھے۔ جب بھی مسافرت کیلئے جاتے تو سب سے آخر میں جس سے خدا حافظی کرتے وہ حضرت زہراءؑ تھیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس سے ملاقات کرتے وہ حضرت فاطمہ (س) تھیں۔
جب بھی حضرت فاطمہ سلامہ اللہ علیہا گھر میں داخل ہوتی تھیں تو پیغمبر اکرمؐ خوشی سے اپنی جگہ سے کھڑے ہو جاتے تھے اور آپ کا استقبال کرتے تھے، آپ کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے اور آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور فرماتے تھے:

فاطمہ (س) میرے دل کا سرور ہے۔ (۲)

عملی کام

آپ کے خیال میں کیوں خداوند تعالیٰ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے خوش ہونے سے خوش اور غضبناک ہونے سے غضبناک ہوتا ہے؟ اس موضوع کے بارے میں اپنے کلاس فیلوز سے گفتگو کریں۔

3۔ خاندان اور خانہ داری کو اہمیت دینا

وہ کہ جو پیغمبر اکرمؐ کے قول کے مطابق تمام خواتین عالم کی سردار تھیں، گھر میں کام کرنے کو عیب نہیں سمجھتی تھیں۔ گندم کو ہاتھ سے چلنے والی چکی سے خود پیستی تھیں اور روٹی پکاتی تھیں اور کبھی کبھار کاموں کی سختی اس قدر زیادہ ہوتی تھی کہ آپ کے ہاتھوں پر چھالے پر جاتے تھے۔ ان تمام کاموں کی سختی اور مشکلات کے باوجود آپ عبادت خدا سے غافل نہیں ہوتی تھیں۔ بعض راتوں کو صبح تک خدا کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول رہتی تھیں۔ لیکن ان تمام تر عبادات کے باوجود، پریشان رہتی تھیں؛ سفر آخرت کے بارے میں پریشان۔ پیغمبر خداؐ سے فرماتی تھیں: خدا کی قسم میری پریشانی اس وقت زیادہ ہو جاتی ہے جب میں یہ سوچتی ہوں کہ میں نے آخرت کے طولانی سفر کے لئے کیا تیاری کی ہے!
آپ گھریلو زندگی میں تمام تر سختیوں اور مشکلات کے باوجود اہل خانہ کے لئے سکون کا باعث تھیں۔ جس طرح سے کہ امام علی علیہ السلام آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

جب بھی میں آپ کی جانب دیکھتا تو میرا دکھ اور پریشانی دور ہو جاتی۔ خدا جانتا ہے کہ فاطمہ نے ساری زندگی مجھے ہرگز غصہ نہیں دلایا اور اپنے لئے مجھ سے کوئی چیز نہیں مانگی، کہ شاید میں اس کو مہیا نہ کرسکوں [اور مجھے شرمندہ ہونا پڑے]۔ فاطمہ راہ خدا کی پیروی کرنے میں بہترین معاون تھیں۔ (۳)

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ کرتی تھیں۔ شب قدر میں اپنے بچوں کو ہلکی غذا دیتیں تا کہ وہ رات کو بیدار رہ سکیں اور اس رات کی برکتوں سے بہرہ مند ہوسکیں۔

---

(۱) ارشاد القلوب، ج ۲، ص ۲۳۱ ☆ روایت کے متن کو حفظ کریں۔ (۲) بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۹ و ۳۸ (۳) کشف الغمہ، ج ۱، ص ۳۶۳؛ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۷۷ و ۱۳۳

4۔ سادہ زیستی

باوجود اس کے کہ پیغمبر کی بیٹی تھیں، لیکن اپنے والد بزرگوار کی طرح سادہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ سلمان فارسی کہ جنہوں نے ایران کے بادشاہوں، شہزادوں اور شہزادیوں کے جاہ و جلال کو دیکھا ہوا تھا جب دختر رسول خدا کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں: عجب ہے کہ ایران اور روم کے بادشاہوں کی بیٹیاں سونے کے تختوں پر بیٹھتی ہیں اور سونے کی تاروں سے بنے ہوئے کپڑے زیب تن کرتی ہیں لیکن رسول خدا کی بیٹی کے سر پر نہ گرانبہا اور قیمتی چادر ہے اور نہ ہی فاخرانہ لباس۔

باوجود اس کے کہ آپ کے ازدواج کے وقت، شہر کے بہت سے بزرگ اور ثروتمند آپ کے رشتے کے طالب تھے اور حتی کہ ان میں سے بعض حاضر تھے کہ سولدے ہوئے اونٹوں کے برابر قیمتی کپڑے اور ہزاروں دینار سونے کو آپ کا حق مہر قرار دیں، لیکن حضرت فاطمہ (س) نے حضرت علیؑ کو انتخاب کیا کہ جن کے پاس مال دنیا میں سے سوائے ایک اونٹ، ایک زرہ اور ایک تلوار کے علاوہ کچھ نہ تھا؛ اور آپ نے ایمان کو مال و دولت پر برتری دی۔

شادی کے بعد کافی عرصہ تک آپ کرائے کے گھر میں رہے اور پھر آپ لوگوں نے پیغمبر کے گھر کے ساتھ ایک گھر بنالیا۔ ایک ایسا گھر کہ جس میں کھجور کے پتوں سے بنی چٹائی بچھی تھی کہ جو آدھے فرش کو ڈھانپتی تھی اور باقی آدھے فرش کو نرم ریت سے بنایا گیا تھا۔

5۔ ایثار اور بخشش

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا محروموں کی مدد کو بھی عبادت اور اطاعت خدا سمجھتی تھیں۔ کئی بار ایسا ہوتا کہ فقراء آپ کے دروازے پر آتے باوجود اس کے کہ آپ خود ثروتمند نہ تھیں، لیکن جو کچھ ہوتا وہ ان کو بخش دیتی تھیں:

اس کا اڑا ہوا رنگ اس کی بھوک کی علامت تھا۔ ایک بوڑھا شخص بہت ہی پھٹے پرانے لباس میں، آہستہ آہستہ آگے آتا ہے اور رسول خدا کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے:

یارسول اللہؐ، بھوکا ہوں، فقیر ہوں، میرے پاس پہننے کو مناسب لباس بھی نہیں۔

رسول خداؐ بڑے پیار سے فرماتے ہیں: ابھی میرے پاس کچھ نہیں ہے، لیکن تجھے ایک گھر میں بھیجتا ہوں کہ جو خدا اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور خدا اور اسکا رسول بھی ان سے محبت کرتے ہیں؛ جو خدا کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ اور پھر بلال کی طرف رخ کر کے فرماتے ہیں: اس کو فاطمہ کے گھر تک رہنمائی کرو۔

گھر کے دروازے پر، بوڑھا شخص با آواز بلند کہتا ہے: اے اہل بیت نبوت آپ پر سلام ہو۔

تم پر بھی سلام ہو، کون ہو؟

ایک بوڑھا شخص ہوں کہ جس نے پیغمبر خدا کی پناہ لی ہے۔ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو مجھے کچھ عنائت کیجئے۔

حضرت فاطمہ پورے گھر میں دیکھتی ہیں۔ فقیر کو پیٹ بھر کر کھلانے کیلئے کچھ نہیں ملتا اور نہ ہی اس کے پہننے کیلئے کوئی لباس ملتا ہے۔ فقیر کو بھی تو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا جاسکتا۔

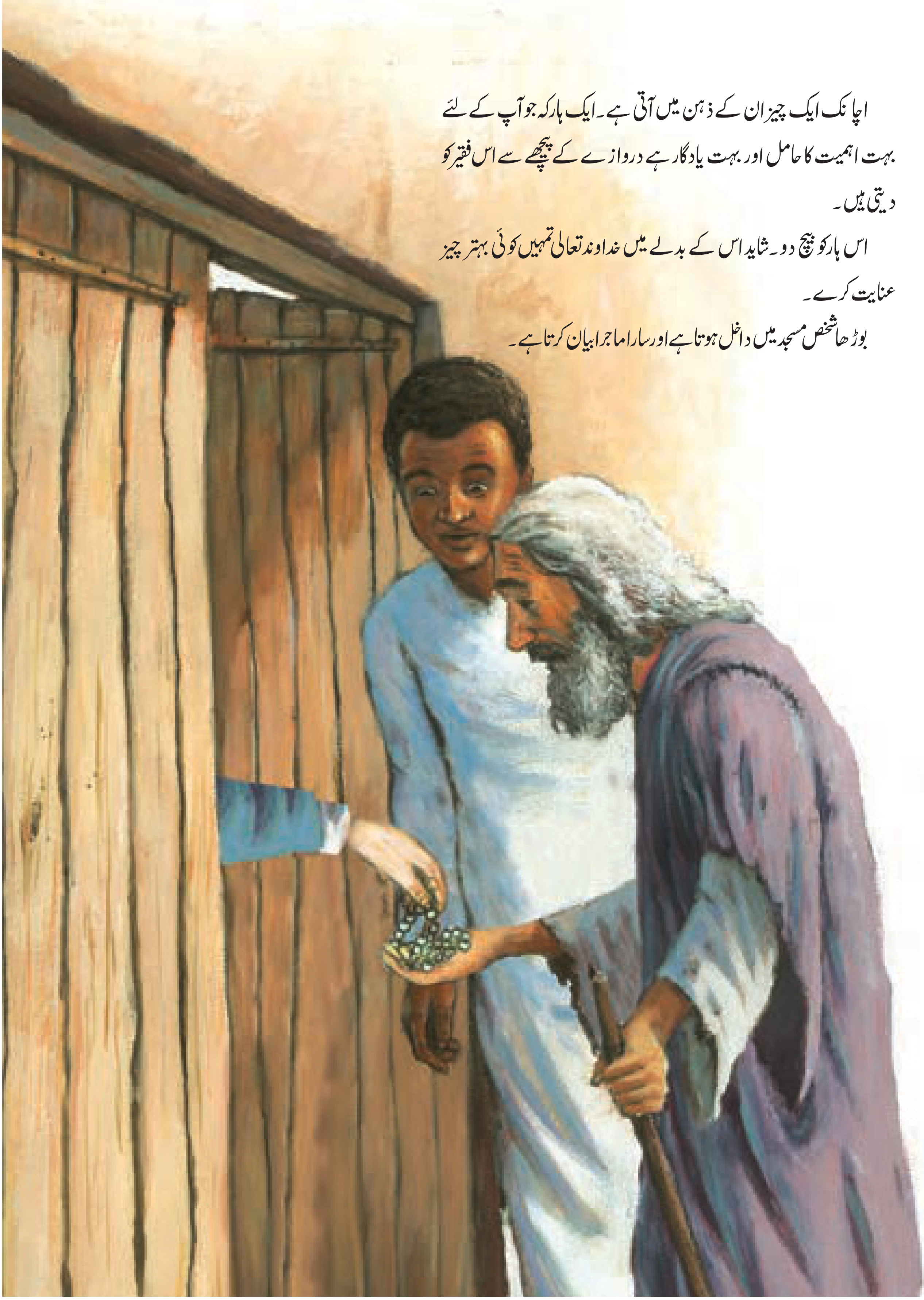

اچانک ایک چیز ان کے ذہن میں آتی ہے۔ایک ہار کہ جو آپ کے لئے بہت اہمیت کا حامل اور بہت یادگار ہے دروازے کے پیچھے سے اس فقیر کو دیتی ہیں۔

اس ہار کو بیچ دو۔شاید اس کے بدلے میں خداوند تعالی تمہیں کوئی بہتر چیز عنایت کرے۔

بوڑھا شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے اور سارا ماجرا بیان کرتا ہے۔

اشکوں کے قطرے پیغمبر خداؐ کے رخسار مبارک پر جاری ہو جاتے ہیں۔

عمار یاسر کہتے ہیں: ہار کو کتنے میں بیچو گے؟

ایک ایسی غذا کے بدلے میں کہ جو میرا پیٹ بھر دے، ایک لباس کہ جو میرے بدن کو ڈھانپ دے اور اتنے پیسے کہ جو مجھے گھر تک پہنچا دیں۔

میں اس کو خریدتا ہوں اور اس کے علاوہ، سونے کے بیس سکے اور چاندے کے دو سو سکے بھی تجھے دیتا ہوں۔

تم کتنے سخاوتمند ہو بھائی۔ میں نے ہار تمہیں بیچا۔

عمار نے ہار کی قیمت کو ادا کیا۔ پھر ہار کو اپنے غلام کو دیتے ہوئے کہا:

اس ہار کو رسول خداؐ کی خدمت میں پیش کرو، میں تجھے اور اس ہار کو پیغمبرؐ کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔

غلام پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں آتا ہے۔ پیغمبر خداؐ فرماتے ہیں: اس کو میری بیٹی فاطمہ (س) کو دو۔ اور نیز میں نے تجھے بھی اسے بخشا۔ وہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آتا ہے اور سارا ماجرا بیان کرتا ہے۔ آپ ہار کو لے لیتی ہیں اور غلام کو خدا کی راہ میں آزاد کر دیتی ہیں۔

غلام آزادی کی خوشی میں، اونچی آواز سے ہنستا ہے اور کہتا ہے: عجیب پر برکت ہار ہے، کہ جس نے ایک بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا، ایک برہنہ شخص کو لباس پہنایا، ایک فقیر کو بے نیاز کیا، ایک غلام کو آزاد کیا اور آخر میں اپنے اصلی مالک کی طرف پلٹ گیا۔(۱)

عملی کام

مندرجہ ذیل آیات کی روشنی میں کہ جو مومنوں کی خصوصیات بیان کرتی ہیں، بتائیں کہ ان میں سے ہر ایک آیت اس داستان کے کونسے حصے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

يُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (۲) دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود نیازمند ہی کیوں نہ ہوں۔	
لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (۳) تم ہرگز نیکی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے راہِ خدا میں انفاق نہ کرو۔	
مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا (۴) جو شخص بھی نیکی کرے گا اسے اس سے بہتر جزا ملے گی۔	

(۱) بحار الانوار، ج ۸، ص ۳۰۳ (۲) سورہ حشر، آیت ۹ (۳) سورہ آل عمران، آیت ۹۲ (۴) سورہ نمل، آیت ۸۹

6۔ اجتماعی مسائل میں شرکت

بی بی دوعالم باوجود اس کے کہ خواتین کی سعادت کو نامحرم مردوں سے دور رہنے میں سمجھتی تھیں لیکن جب بھی حق خطرہ میں پڑ جاتا تو حیاوعفت کا خیال رکھتے ہوئے بڑے وقار کے ساتھ لوگوں کے درمیان آتیں اوران کوارشاد اور نصیحت کرتیں۔آپ کے مدینہ کی مسجد میں جو خطبے اور اقوال ہم تک پہنچے ہیں وہ اجتماعی مسائل میں ان کی شرکت کے نمونوں میں سے ہیں۔

آپ جنگ کے دوران گھر میں روٹی پکاتیں اور اس کو اسلام کے سپاہیوں کیلئے بھیجتیں اور جب بھی ضرورت ہوتی محاذ پر زخمیوں کو مرہم پٹی کرتیں اوران کو پانی پہنچانے میں مشغول ہو جاتیں۔

خواتین کو دینی معارف اوراحکام سکھاتیں اور بڑے تحمل کے ساتھ ان کے سوالوں کے جواب دیتیں اور ہرگز اس کام سے تھکاوٹ اور ملال کا احساس نہ کرتی تھیں۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ کیوں حضرت زہراء سلام اللہ علیہا ہرگز امیرالمومنین سے کوئی چیز نہ مانگتی تھیں؟

2۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی امیرالمومنین کے ساتھ ازدواج کی کیا دلیل تھی جبکہ بہت سے ثروتمند لوگ آپ کے رشتے کے طلبگار تھے؟

3۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی پانچ اخلاقی خصوصیات کو تحریر کریں۔

مزید جانیے

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے نام اور القاب

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے بہت سے نام اور القاب تھے کہ جن میں سے ہر ایک بہت اعلی معنی کا حامل ہے۔ یہاں پر ہم ان کے بعض القاب کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

بتول: خواتین سے تقوی میں بالاتر	طاہرہ: بری صفات سے پاکیزہ
حانیہ: شوہر کے حق میں مہربان	فاطمہ: آتش سے دور شدہ
راضیہ: خواست خدا پر راضی	مبارکہ: صاحب خیر و برکت
زکیہ: رشد یافتہ	مرضیہ: وہ کہ جس سے خدا خوش ہے
زہراء: نورانی	مطہرہ: ہر آلودگی اور پلیدی سے دور
صدیقہ: گفتار اور کردار کی سچی	منصورہ: وہ کہ جس کی مدد کی جائے۔

رائے

قرآن کریم کی تفسیروں میں سے کسی ایک تفسیر کا مطالعہ کر کے یہ بتائیں کہ سورہ کوثر کا اس درس کے ساتھ کیا رابطہ ہے۔

الٰہی

مجھے اس رزق پر کہ جو تو عطا کرتا ہے قانع بنا دے،

اور جب تک تو مجھے زندہ رکھے، صحت و سلامتی عطا فرما،

اور جب میری جان لے لے تو مجھے بخش دے اور اپنی رحمت کو میرے اوپر نازل فرما۔

خدایا! میرے ماں باپ کو بہترین جزا عطا فرما۔

خدایا! میری زندگی کے ایام کو جس ہدف کی خاطر تو نے خلق کیا ہے اس کی راہ میں قرار دے۔

خداوندا! اپنے مقام و منزلت کو میرے دل میں بڑھا دے،

اور مجھے اپنی ایسی فرمانبرداری عطا فرما کہ جو تجھے خوش کرے،

اور اس چیز سے دوری عطا فرما کہ جو تیرے غضب کا باعث بنے،

اور اس کو میرے دل پر الہام فرما۔

اے مہربانوں میں سے سب سے زیادہ مہربان! (۱)

آپ بھی اگر چاہیں تو چند جملے اپنے پروردگار کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔

---

(۱) حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی مناجات، بحار الانوار، ج ۹۲، ص ۴۰۶

فصل چھارم

زادِ راہ

اس کتاب میں ہم بلوغت کے احکام، نجاسات اور ان کو پاک کرنے کے طریقے، نماز کے واجبات اور آداب اور نماز جماعت کے طریقہ کار سے آشنائی حاصل کریں گے:

آٹھواں سبق (بندگی کا اعزاز): اس درس میں شرائط، بلوغت کے احکام اور بلوغت کے دوران اپنی ذمہ داریوں سے آشنائی حاصل کریں گے۔ اسی طرح سے احکام شرعی کو سیکھنے کا طریقہ بھی سیکھیں گے۔

نواں سبق (پاکیزگی کی راہ میں): تاکہ ہم پاک و پاکیزہ سالم زندگی کے حامل ہوں خداوندتعالی نے ہمیں بعض چیزوں سے پرہیز اور دوری اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان میں سے ایک نجاسات ہیں کہ جن سے روحانی اور جسمانی سلامتی کو حاصل کرنے کیلئے دوری اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس درس میں تین قسم کی نجاسات (پیشاب، پاخانہ اور خون) اور اس کو پاک کرنے کے طریقے سے آشنا ہوں گے۔

دسواں سبق (دین کا ستون): خداوندتعالی کے ساتھ بہترین انداز میں راز و نیاز کرنے کا طریقہ جو ہم پر واجب ہوا ہے وہ نماز ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے۔ اس درس میں حقیقی نماز گزاروں، نماز کے واجبات و آداب، اور نماز اول وقت کی اہمیت سے آشنائی حاصل کریں گے۔

گیارہواں سبق (نماز جماعت): نماز کو بجالانے کا ایک خوبصورت اور کامل ترین طریقہ جماعت کی صورت میں نماز پڑھنا ہے۔ اس درس میں ہم نماز جماعت اور خداوندتعالی کے نزدیک اس کی اہمیت، اور نیز نماز جمعہ اور اس کو قائم کرنے کے طریقے سے بھی آشنا ہوں گے۔ اور اس درس میں ہم یہ بھی سیکھیں گے کہ کس طرح سے غسل کیا جائے۔

آٹھواں سبق

بندگی کا اعزاز

ایک یادگار دن

بیٹا! میری اور اپنی امی کی طرف سے یہ تحفہ قبول کرو۔ آج کے دن کی مناسبت سے ایک تحفہ

میں نے اپنے آپ سے کہا: لیکن آج کون سا دن ہے؟ بڑے تجسس کے ساتھ میں نے تحفے کو اٹھایا اور اس کو کھولا۔ چاندی میں بنے ہوئے سرخ عقیق والی ایک انگوٹھی تھی۔

شکریہ، لیکن میں سمجھا نہیں کہ آج کون سا دن ہے اور یہ تحفہ کس خوشی میں ہے؟

آج تمہاری زندگی کا ایک اہم دن ہے؛ آج سے تم بالغ ہو گئے ہو۔

لیکن میرے بالغ ہونے میں تو ابھی چند مہینے باقی ہیں۔

اگر تم شمسی سال کو حساب کرو، تو چند مہینے باقی ہیں، لیکن سن بلوغ کو قمری سالوں سے حساب کرتے ہیں۔ تم آج زندگی کے نئے مرحلے میں داخل ہو جاؤ گے؛ اس دوران میں تم نئی ذمہ داریوں کو قبول کرو گے۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: ٹھیک ہے۔ آج سے مجھے اس عظیم اعزاز کی قدر کرنا ہوگی اور آج کے بعد میں اپنی نمازوں کو وقت پر بجالاؤں گا۔ آج سے خداوند تعالیٰ نے مجھے باقاعدہ طور پر اپنے بندوں میں شمار کرلیا ہے۔

مجھے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ میں نے انگوٹھی کو ہاتھ میں پہنا اور اسے دیکھنے لگا۔ مجھے احساس ہونے لگا کہ آج سے میں اہم ہو گیا ہوں اور ایک شخصیت کا مالک بن گیا ہوں۔ میں نے دل ہی دل میں کہا: انگوٹھی کو سنبھال کر رکھوں گا تاکہ میری زندگی میں اس اہم دن کی یادگار رہے۔ اس کو سنبھال کر رکھوں گا تاکہ ہرگز اس دن کو فراموش نہ کروں۔ نہ اس دن کو اور نہ ان ذمہ داریوں کو۔۔۔۔

بلوغ شرعی، شرعی تکالیف کے واجب ہونے کا سر آغاز ہے؛ یعنی ہر لڑکے اور لڑکی پر واجب ہو جاتا ہے کہ بڑوں کی طرح، دینی احکام جیسے نماز، روزہ، حجاب اور۔۔۔ پر عمل کرے۔

ممکن ہے کہ شرعی ذمہ داریوں کو شروع میں انجام دینا دشوار اور مشکل ہو مثلاً:

- ہر روز اذان صبح کے بعد نماز صبح کے لئے بیدار رہنا۔
- ماہ رمضان میں اذان صبح سے لیکر اذان مغرب تک روزہ رکھنا۔
- نامحرموں کے روبرو ہوتے وقت اپنی نگاہ کو کنٹرول کرنا۔

(ب) اگر خداوند تعالیٰ ہم سے محبت کرتا ہے کہ یقیناً محبت کرتا ہے۔ تو پھر اس نے یہ کام ہم پر کیوں واجب کئے ہیں کہ جن میں سے بعض کو انجام دینا ہمارے لئے دشوار ہے؟ اس سوال کے جواب کو سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل مثال پر غور کیجئے:

ایک کھلاڑی کو تصور کیجئے کہ جس کا کوچ اسے مدمقابل سے جیتنے اور میڈل حاصل کرنے کیلئے سخت ورزشیں کرواتا ہے۔ آیا کھلاڑی اپنے کوچ پر اعتراض کرتا ہے؟ یا کیونکہ جانتا ہے کہ مقابلے میں جیتنے کیلئے پریکٹس اور تیاری ضروری ہے اس کو قبول کرتا ہے اور اپنے کوچ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے؟

اسلئے کہ ہم انسان بھی شیطان کے ساتھ مقابلے اور جزائے الٰہی تک پہنچنے کی طاقت حاصل کر سکیں، خداوند تعالی نے ہم پر کچھ شرعی ذمہ داریاں واجب کی ہیں؛ کیونکہ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور وہ ہماری توانائیوں اور کمزوریوں کو ہم سے بہتر جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کونسی چیز ہمارے فائدے میں ہے اور کونسی نقصان میں، اور اسی لئے ہماری پسند یا ناپسند کسی چیز کے اچھے یا برے ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی:

وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئاً	اور شاید تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو
وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ	اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو
وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئاً	اور شاید تم ایک چیز کو پسند کرتے ہو
وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ	اور وہ تمہارے لئے بری ہو
وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ	خدا [تمہارے فائدے کو] جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو(۱)

عملی کام

کلاس میں اپنے دوستوں کے ساتھ، ان کاموں کا نام لیں کہ جن کو انجام دینے کیلئے، کوشش، مشق اور زحمت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن وہ انسان کی پیشرفت اور ترقی کا باعث بنتا ہے۔

---

(۱) سورہ بقرہ: آیت ۲۱۶

بلوغت کے دوران رونما ہونے والی تبدیلیاں

بلوغت کے زمانے میں جہاں جسمانی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں وہیں پر جوانوں میں اہم روحی اور شخصیتی تبدیلیاں بھی واقع ہوتی ہیں۔بطورمثال:
جدید سوالات ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔اس دوران میں، نوجوان اپنی سابقہ معلومات میں تردید سے دوچار ہوجاتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اپنی معلومات کو جدید منطقی بنیادوں پر منظم کریں۔اسی خصوصیت کی بنیاد پر دین اسلام کہتا ہے: تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اصول دین اور عقائد کی بنیاد کو صحیح فہم وادارک پر رکھیں اور ان میں تقلید سے پرہیز کریں۔
یا یہ کہ ان کی استقلال طلبی کی حس بڑھ جاتی ہے اور افراد یہ احساس کرنے لگتے ہیں کہ وہ بصورت مستقل اپنی آراء کو بیان کریں۔اسی لئے ان کی توقع ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ ان کی باتوں پر توجہ کریں اور انہیں اہمیت دیں۔
یہ احساسات فطری اور خدادادی ہیں کہ جو شخصیت کے رشد اور نشوونما کا باعث بنتے ہیں۔اگر ان احساسات کو مناسب اہمیت نہ دی جائے یا زیادہ روی کی جائے، تو بے شمار فکری اور اخلاقی انحرافات میں مبتلا ہونے کا خدشہ پیدا ہوجاتا ہے۔مثال کے طور اگر ہم اہم دینی سوالات کو حل کرنے کیلئے ان افراد کی طرف رجوع کریں کہ جن کے اعتقادات صحیح نہیں ہیں تو سوائے سرگردانی اور گمراہی کے ہمیں اور کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوگا۔

شرعی بلوغت

شرعی بلوغت کی تین نشانیاں ہیں؛ اگر ان میں سے ایک نشانی بھی کسی فرد میں ظاہر ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ حد بلوغت کو پہنچ گیا ہے:

1۔ بدن کے بعض نچلے حصوں میں بالوں کا اگنا،
2۔ بعض ہارمونز کا بدن میں فعال ہوجانا کہ جس کی نشانیاں لڑکوں اور لڑکیوں میں مختلف ظاہر ہوتی ہیں،
3۔ بلوغت کی عمر تک پہنچنا؛ یہ سن لڑکوں کیلئے پندرہ قمری (۱) سالوں کا ختم ہونا اور لڑکیوں کیلئے نو قمری سالوں کا اختتام ہے۔(۲)
جب انسان شرعی سن بلوغت کو پہنچ جاتا ہے تو شرعی ذمہ داریوں کو انجام دینا اس پر واجب ہوجاتا ہے۔

---

(۱) (لڑکوں میں شمسی سال کے حساب سے سن بلوغت چودہ سال، چھ مہینے اور پندرہ دن ہے۔)
(۲) (لڑکیوں میں شمسی سال کے حساب سے سن بلوغت آٹھ سال، آٹھ مہینے اور اکیس دن ہے۔)

شرعی ذمہ داریوں کوانجام دینے کیلئے آمادگی حاصل کرنا

بلوغت سے پہلے شرعی ذمہ داریوں کوانجام دیناواجب نہیں ہے؛لیکن بہتر ہے کہ بلوغت تک پہنچنے سے پہلے(ماں باپ کی مدد سے)دینی ذمہ داریوں کو سیکھ لیا جائے اور ان وظائف کی مشق وتمرین کے ساتھ پاداش الہی کو حاصل کرنے کے علاوہ کافی مقدار میں اپنے اندران کی تیاری کرلی جائے۔

سن بلوغت تک پہنچنے سے پہلے دینی احکام کی تمرین اور تکرار اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اہل بیت علیہم السلام ہمیشہ بچپن ہی سے اپنے بچوں کو دینی وظائف سے آشنا کرواتے تھے اور ان سے چاہتے تھے کہ وہ اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق ان ذمہ داریوں پر عمل کریں۔(۱)

امام صادق علیہ السلام جوانی میں عبادت کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

خداوندتعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین مخلوقات میں سے وہ نوجوان ہے کہ جو اپنی جوانی اور شادابی کو اطاعت خدا میں گذارتا ہے۔
خداوندتعالیٰ ایسے جوان کے بارے میں فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: یہ ہے میرا حقیقی بندہ۔(۲)

(۱) کافی، ج۳،ص۴۰۹ (۲) اعلام الدین،ص ۱۲۰

دینی احکام کی شناخت کا طریقہ

نماز، روزہ، خمس وزکات، حج، گناہوں سے پرہیز اور ۔۔۔ہم مسلمانوں کیلئے دینی فرائض کے نمونوں میں سے ہیں۔ان احکام کو صحیح طریقے سے انجام دینا ہماری دنیا اور آخرت کی سعادت کا باعث بنتا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ کس طرح سے ہم ان فرائض کو اچھے انداز میں انجام دے سکتے ہیں؟

ان فرائض کو صحیح انداز میں انجام دینے کے طریقوں یا راہوں میں ایک راہ علوم دینی کو حاصل کرنا ہے۔ہر زمانے میں اعلیٰ علمی مقامات کو طے کرنے کے لئے کچھ لوگ مدارس میں جاتے ہیں اور سالہا سال تحصیل علم، مطالعہ اور دینی علوم میں تحقیق کے بعد مہارت (اسپیشلائزیشن) حاصل کرتے ہیں۔دین کے ماہر (اسپیشلسٹ) افراد کو مجتہد یا فقیہ کہتے ہیں۔مجتہدین تمام احکام دینی کو سمجھ سکتے ہیں اور خدا کے احکامات کو صحیح انداز میں انجام دینے کے طریقے کو ہر موضوع میں واضح اور روشن طور پر بیان کر سکتے ہیں۔

آپ کے خیال میں، کیا اجتہاد کے درجہ پر پہنچنا سب لوگوں کیلئے ممکن ہے؟

اگر سب لوگ مجتہد نہیں بن سکتے تو پھر دینی وظائف اور فرائض کی شناخت حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے؟

مجتہد کی تقلید

احکام کو پہچاننے کا راستہ، احکام دین میں ماہر شخص کی طرف رجوع کرنا ہے اور اس کام کو تقلید کہا جاتا ہے۔جس مجتہد کی طرف لوگ دینی احکام کو سیکھنے کیلئے رجوع کرتے ہیں، اس مجتہد کو "مرجع تقلید" کہا جاتا ہے۔

مرجع تقلید میں کچھ شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ان میں سے بعض شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

۱) زندہ ہو،

۲) شیعہ اثنا عشری ہو،

۳) عادل ہو یعنی واجبات دینی پر عمل کرے اور گناہوں سے دوری کرے،

۴) اعلم ہو؛ یعنی باقی تمام مجتہدین سے دانا تر ہو۔

مرجع تقلید کی شناخت دینی علماء کیلئے ممکن ہے اور لوگ ان علماء کے مشورے سے اپنے مرجع تقلید کا انتخاب کریں۔

عملی کام

الف) تقلید کی قسموں میں سے کونسی صحیح اور کونسی غلط ہے؟

جاہل کی کسی جاہل کی تقلید:______________________

جاہل کی کسی عالم کی تقلید:______________________

عالم کی کسی جاہل کی تقلید:______________________

ب) مرجع تقلید کی شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے، مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجئے:

1۔ مجتہدین میں سے ایک دانا تر اور دوسرا عمر میں بڑا ہے، کیا لوگ ان دونوں میں سے جس کسی کی بھی تقلید کرنا چاہیں کر سکتے ہیں؟ کیوں؟

2۔ جو لوگ اس سال سن بلوغ تک پہنچیں گے، آیا اس مرجع کی تقلید کر سکتے ہیں جو وفات ہو چکا ہو؟ کیوں؟

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ شرعی بلوغت کی نشانیوں کو بطور خلاصہ بیان کریں۔

2۔ بیان کریں کہ کس عمر سے شرعی احکام کو سیکھنے کا آغاز کرنا چاہیئے؟ کیوں؟

3۔ احکام شرعی میں تقلید سے کیا مراد ہے؟ بیان کریں۔

4۔ مرجع تقلید کی شرائط میں سے تین شرائط کو بیان کریں۔

رائے

1۔ اپنی تاریخ پیدائش کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا کی بندگی کے عظیم اعزاز کو حاصل کرنے والے دن کو معین کیجئے۔

2۔ کسی باعمل عالم دین کی مدد سے اپنے مرجع تقلید کا انتخاب کیجئے۔

الٰہی

تونے شرعی ذمہ داریوں کے دروازے کو میرے اوپر کھول دیا ہے؛
تاکہ اس دروازے کے ذریعے میں تیرے بہترین بندوں میں شامل ہو جاؤں،
پس مجھے ایسے کام کی توفیق دے کہ اس میں تیری مرضی ہو۔
خدایا! میں تیری محبت کا پیاسا بن گیا ہوں،
خدایا! میں نے اپنے ہاتھ تیری طرف دراز کیے ہوئے ہیں،
اور میری ساری امید اور آرزو یہ ہے کہ تو میری مدد کرے،
تاکہ جو ذمہ داریاں تو نے میرے کندھوں پر ڈالی ہیں ان کو اچھے انداز میں انجام دوں۔
خدایا! اگر کبھی غفلت کی وجہ سے تجھ سے دور ہو جاؤں،
تو مجھے اپنی طرف واپس پلٹا دے۔

آپ بھی اگر چاہیں تو چند جملے اپنے پرودگار کے ساتھ راز و نیاز کرسکتے ہیں۔

____

____

____

نواں سبق

پاکیزگی کی راہ میں

گھریلو ساز و سامان کی دکان میں ہمیشہ ہر مشین کے ساتھ رہنمائی کے لئے ایک کتابچہ ہوتا ہے۔اس کتابچہ میں اس مشین کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے اور اس کو صاف کرنے کی راہوں اور حتیٰ بعض خرابیوں کو ٹھیک کرنے کا سادہ طریقہ بھی بیان کیا ہوتا ہے۔ یہ کتابچہ اس مشین کو تیار کرنے والے لکھتے ہیں کہ جو تمام دوسرے افراد سے زیادہ اس مشین کو جانتے ہوتے ہیں۔

اب ذرا سوچیں؛

کیوں مشین بنانے والے اس کے ساتھ ہدایات کا کتابچہ قرار دیتے ہیں؟

جو لوگ ان آلات کو استعمال کرنا چاہتے ہیں اگر ان کے ساتھ دیئے گئے کتابچوں کو علیٰحدہ کر کے رکھ دیں اور ان کی ہدایات پر عمل نہ کریں، تو جانتے ہیں ان آلات کے ساتھ کیا ہوگا؟

عملی کام

آپ کے خیال میں، جس نے ہم انسانوں کو تخلیق کیا ہے، کیا اس نے بھی ہماری سعادتمند زندگی کی رہنمائی کے لئے کوئی کتابچہ ساتھ بھیجا ہے؟

خداوندتعالی جو ہمارا خالق ہے وہ سب سے زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کونسی چیز ہمارے لئے نقصان دہ ہے اورکونسی چیز فائدہ مند؛اسی لئے اس نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم کیسے زندگی گزاریں،کن چیزوں سے دوری اختیار کریں،اورکونسے کام سرانجام دیں۔

امام رضاعلیہ السلام فرماتے ہیں:

"خداوندحکیم نے ہر وہ چیز جولوگوں کی سلامتی کیلئے نقصان دہ ہے اوران کی ہلاکت اورنابودی کا باعث بنتی ہے، حرام قراردی ہے اورجوچیزان کی سلامتی کیلئے مفید ہے،اسکوحلال قراردیا ہے۔"(۱)

ان چیزوں میں سے ایک چیزکہ جس سے دوری کاخداوندتعالی نے ہمیں حکم دیا ہے وہ نجاسات ہیں۔طہارت کاخیال رکھنااورنجاسات سے دوری اختیارکرنانہ صرف ہماری جسمانی اورروحانی سلامتی کاباعث بنتی ہے بلکہ بعض عبادات کے لئے مقدمہ اوران کے قبول ہونے کی شرائط میں سے بھی ہے۔

احکام نجاسات سے آشنائی

یہاں پرہم چارقسم کی نجاسات سے آشناہوں گے:

۱۔خون: خون انسان کے بدن میں ایک اہم مائع ہے کہ اس کے بغیر زندگی ممکن نہیں ہے۔لیکن بدن سے نکلنے کے بعدخون نجس شمارہوتا ہے۔اوراس کے جسم یالباس کے ساتھ لگنے سے بچنا چاہیئے۔انسانی خون کے علاوہ وہ حیوانات کہ جوخون جہندہ(۲) رکھتے ہیں ان کاخون بھی نجس ہوتا ہے۔

۲،۳۔پیشاب وپاخانہ: فالتواورزہریلامواد کہ جوبدن کیلئے خطرناک اور بیماریوں کاباعث بنتا ہے وہ پیشاب اور پاخانے کی صورت میں بدن سے خارج ہوتا ہے۔یہ موادنجس ہے۔اسے لئے پیشاب اور پاخانے کی جگہ کو پانی کیساتھ دھونا چاہئے۔یہ کام جہاں پرصحت کے لئے ضروری ہے وہیں پرنمازکواداکرنے کیلئے واجب بھی ہے۔

ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ حیوانات جوحرام گوشت ہیں اورخون جہندہ رکھتے ہیں جیسے چوہا،بلی وغیرہ ان کاپیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے؛لیکن وہ حیوانات جوحلال گوشت ہیں جیسے گائے اوربھیڑ،بکری وغیرہ ان کاپیشاب اور پاخانہ نجس نہیں ہے۔

۴۔کتا: کتے کے بدن کے تمام اجزاء(بال،ناخن،جلداورہڈیاں)اوراسکی رطوبتیں نجس ہیں۔کتے کوحفاظت اورشکارکیلئے استعمال کیاجاسکتا ہے،لیکن اس کے رہنے کی جگہ کوانسانوں کی زندگی کی جگہ سے دورہوناچاہئے۔

ایک شخص نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا:کیامیں کتے کوشکارکیلئے استعمال کرسکتاہوں؟

---

(۱) علل الشرائع،ج۲،ص۵۹۲ (۲) (وہ حیوانات کہ اگران کی شہ رگ کوکاٹاجائے توان کاخون ان کی رگوں میں سے اچھل کرنکلتا ہے)

امام نے فرمایا:

ہاں، لیکن ہر گز اس کو اپنے گھر کے اندر نہ لیکر جانا۔(۱)

مطہرات

یہاں پر دو قسم کی مطہرات کہ جو نجاسات کو دور کرتی ہیں سے آشنائی حاصل کریں گے:

1) پانی:

خداوند تعالی کی جانب سے انسان پر نعمتوں میں سے ایک قیمتی نعمت پانی ہے۔ پانی زندگی کا سرچشمہ ہے اور اس کے بغیر کوئی مخلوق زندہ نہیں رہ سکتی۔خداوند تعالی نے اسے ایسا خلق کیا ہے کہ وہ پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی۔

پانی یا راکد(۳) ہے یا جاری اور آب راکد یا کُر ہے یا قلیل

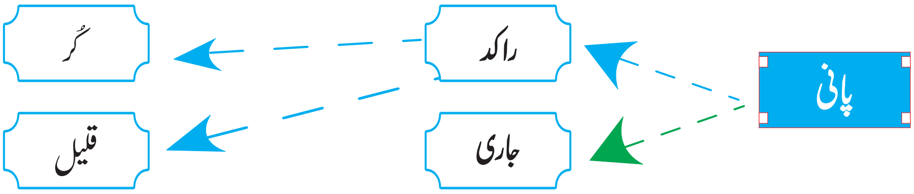

(۱) (گھر کے اندر سے مراد، کمرے اور استراحت کی دوسری جگہیں ہیں اور گھر کا صحن اس سے مراد نہیں ہے۔) (۲) سورہ فرقان، آیت ۴۸

(۳) (کھڑا ہوا)

آب جاری وہ پانی ہے کہ جو زمین سے ابلتا ہے اور جاری ہو جاتا ہے؛ جیسے نہر اور چشمے کا پانی۔ ٹیوب ویل اور بارش کا پانی بھی آب جاری کے حکم میں آتا ہے۔

اگر پانی کی مقدار کم از کم 384 لیٹر ہو، اس کو آب کُر کہا جاتا ہے، جیسے ٹینکی، حوض اور سوئمنگ پول کہ جو اس مقدار تک پہنچ جائے۔ عمارتوں میں واٹر سپلائی کا پانی بھی آب کُر کا حکم رکھتا ہے؛ کیونکہ وہ شہر یا دیہات کی واٹر سپلائی کے ساتھ متصل اور جڑا ہوا ہوتا ہے اور اس کی مقدار آب کُر سے زیادہ ہوتی ہے۔ نلکے کا پانی بھی جب تک نلکا چلتا رہتا ہے وہ آب کُر کا حکم رکھتا ہے۔

آب جاری اور آب کُر نجاست کے ساتھ ملنے سے نجس نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس نجاست کے ذریعے اس کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے؛ مثلاً خون کے گرنے سے اس کا رنگ سرخ ہو جائے۔

اگر پانی کی مقدار 384 لیٹر سے کم ہو، تو اسے آب قلیل کہا جاتا ہے، جیسے گلاس، جگ اور لوٹے میں پانی۔ آب قلیل اگر نجس چیز کے ساتھ ملے تو وہ نجس ہو جاتا ہے؛ اگرچہ نجاست کم ہی کیوں نہ ہو، مثلاً خون کا ایک قطرہ بالٹی میں گر جائے۔

پانی کے ذریعے پاک کرنے کا طریقہ

ان چیزوں کو جو نجس ہو چکی ہیں، پہلے ان کی نجاست کو دور کرنا چاہیے، پھر اس کے بعد اس کو ٹونٹی کے نیچے یا آب جاری میں ڈال دیں، اس طرح سے کہ پانی اس نجس شدہ چیز کی تمام جگہوں تک پہنچ جائے۔ مندرجہ ذیل ڈائیگرام میں نجس شدہ اشیاء کو آب قلیل یا آب کر کے ساتھ پاک کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

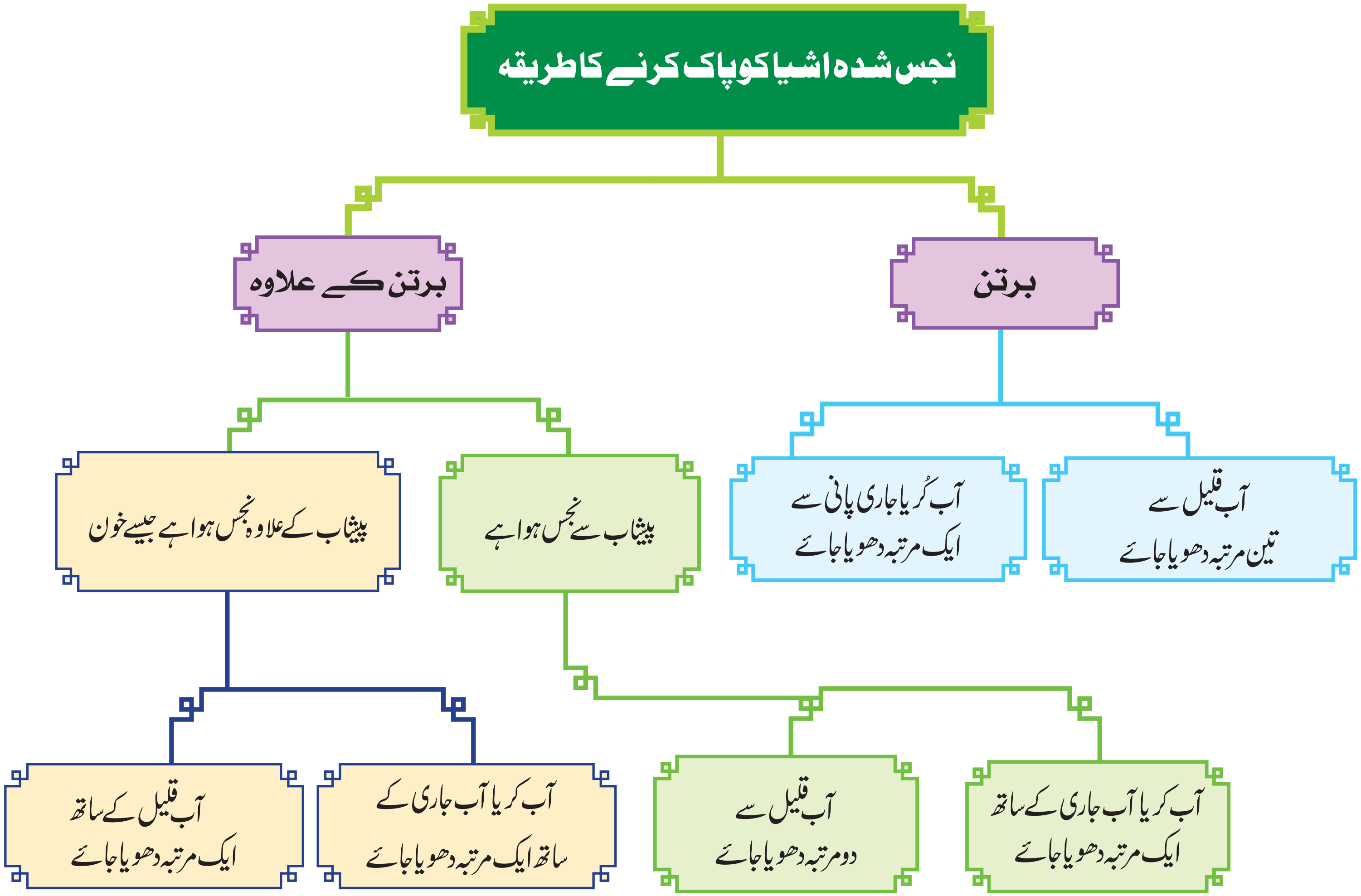
نجس شدہ اشیا کو پاک کرنے کا طریقہ
برتن
برتن کے علاوہ
آبِ قلیل سے
تین مرتبہ دھویا جائے
آبِ کُر یا جاری پانی سے
ایک مرتبہ دھویا جائے
پیشاب سے نجس ہوا ہے
پیشاب کے علاوہ نجس ہوا ہے جیسے خون
آبِ کر یا آبِ جاری کے ساتھ
ایک مرتبہ دھویا جائے
آبِ قلیل سے
دو مرتبہ دھویا جائے
آبِ کر یا آبِ جاری کے
ساتھ ایک مرتبہ دھویا جائے
آبِ قلیل کے ساتھ
ایک مرتبہ دھویا جائے

ایسے برتن کو کہ جس کو کتے نے چاٹا ہو یا اس میں پانی پیا ہو، پہلے اسے مٹی سے مانجنا چاہیئے، پھر اس کو دو بار دھونا چاہیئے تا کہ وہ پاک ہو سکے۔ یہ برتن بغیر مٹی سے مانجنے کے پاک نہیں ہوتا ہے۔

2) زمین:

جب پاؤں کا تلوا یا جوتے کا تلوا چلتے وقت نجس ہو جائے، تو اگر ہم اتنا مزید چلتے رہیں کہ غلاظت دور ہو جائے، تو وہ پاک ہو جاتا ہے؛ لہٰذا زمین بھی مطہرات میں سے ایک ہے کہ جو پاؤں کے تلوے یا جوتے کے تلوے کو اس پر چلنے سے نجس ہونے والی نجاست کو پاک کر دیتی ہے۔ البتہ چار شرائط کیساتھ:

اول: زمین خود پاک ہو، **دوم:** زمین خشک ہو، **سوم:** عین نجاست، زمین پر چلنے سے مکمل طور پر برطرف ہو جائے، **چہارم:** زمین گھاس والی یا قالین اور کارپٹ والی نہ ہو۔

عملی کام

صحیح جملات کے سامنے (✓) اور غلط جملات کے سامنے (×) کا نشان لگائیں:

1۔ خون آلود لباس کو پاک کرنے کیلئے کافی ہے کہ خون والی جگہ کو دھو لیا جائے۔	
2۔ اگر ہمارا بدن پیشاب سے نجس ہو جائے، تو کافی ہے اس جگہ کو رومال سے صاف کر لیا جائے۔	
3۔ نجس برتن آبِ قلیل کے ساتھ دو بار پانی ڈالنے سے پاک نہیں ہوتا۔	
4۔ اگر ہمارے پاؤں کا تلوا نجس ہو گیا ہو، تو کارپٹ پر چلنے سے پاک نہیں ہوتا۔	
5۔ جس برتن کو کتے نے چاٹا ہو دو بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔	

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ اگر انسان کا بدن خون سے نجس ہو جائے تو اسے کیسے پاک کیا جاتا ہے؟

2۔ زمین کن چیزوں کو پاک کر سکتی ہے؟

3۔ جو چیزیں نجس ہو چکی ہیں ان کو پاک کرنے کیلئے، پہلے کیا کرنا چاہیئے؟

الٰہی

تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے پیدا کیا؛
اور مجھے مسلمان قرار دیا؛
اور جو کچھ میری صحت وسلامتی کیلئے ضروری تھا وہ مجھے سکھایا؛
اور پانی کو پاک اور پاک کرنے والا قرار دیا؛
خداوندا! ہر ناپاکی سے کہ جو میری سلامتی کو خطرے میں ڈالتی ہے
اس سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔
مجھے پاکیزہ زندگی عطا فرما۔
اے پاکیزہ لوگوں کو پسند کرنے والے۔

آپ بھی اگر چاہیں تو چند جملوں میں اپنے پروردگار کے ساتھ بات کر سکتے ہیں۔

____

____

____

دسواں سبق

دین کا ستون

ملاقات کا لمحہ

گویا آسمان سے آگ برس رہی تھی۔ زمین تنور کی طرح گرم اور جھلسا دینے والی ہو رہی تھی۔ چند دن ہو چکے ہیں کہ وہ لوگ محاصرہ میں ہیں اور دشمن اجازت نہیں دے رہا کہ نہر فرات سے پانی بھر سکیں۔ اب بہت شدت سے پیاس کا احساس ہو رہا تھا اور اس سخت اور شدید گرمی کو برداشت کرنا دشوار ہو رہا تھا۔

آہستہ آہستہ امام حسینؑ کے بہادر اور باایمان صحابی، عشق شہادت کے ساتھ میدان جنگ میں جاتے ہیں اور بہادری کے ساتھ لڑنے کے بعد شہید ہو جاتے ہیں۔

سورج جب وسط آسمان میں آتا ہے تو امام کا ایک صحابی حضرت کے پاس آتا ہے:

وقت نماز ہے، میں چاہتا ہوں کہ شہادت سے پہلے آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔

امام ایک دلنشین مسکراہٹ کے ساتھ فرماتے ہیں: تو نے نماز کو یاد کیا، خدا تجھے نماز گزاروں میں سے قرار دے۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر۔۔۔

فرزند امام "علی اکبر" اذان دیتے ہیں اور عظیم نماز ظہر عاشورا شروع ہو جاتی ہے۔

امام اپنے محدود اصحاب کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور امام کے چند اصحاب نمازیوں کی حفاظت کے لئے ان کے سامنے صف بنالیتے ہیں۔
دشمن جنگ کے اس گرما گرم ماحول میں اس منظر کو دیکھ کر ہنستے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔اور پھر غصے کی حالت میں اپنے تیروں کو کمان میں چڑھاتے ہیں اور پھر خدا کے بہترین بندوں پر تیروں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔
گویا شیطان میں امام حسین علیہ السلام اور ان کے دوستوں کی نماز کو دیکھنے کی ہمت نہیں ہے۔نماز جب ختم ہوتی ہے تو امام کے دو صحابی آسمان کی جانب پرواز کر چکے ہوتے ہیں۔
وہ راہ نماز اور راہ امام کے شہید ہیں۔

عملی کام

امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی ظہر عاشورا کی نماز سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟

اہمیت نماز

نماز کو بجالانا خدا کے نزدیک اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اس نے اسے تمام انبیاء کو سکھایا اور ان سے چاہا کہ لوگوں کو بھی نماز بجالانے کی نصیحت کریں۔
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارے میں فرماتے ہیں:
"جب باایمان انسان نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو نماز کے آخر تک خدا اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور اپنی رحمت کا سایہ اس پر کئے رکھتا ہے۔فرشتے اس کے ارد گرد کھڑے ہو جاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں: اے نماز گزار، اگر تم جانتے ہوتے کہ تمہیں کون دیکھ رہا ہے اور تم کس کے ساتھ راز و نیاز کر رہے ہو، تو ہرگز نماز کو ترک نہ کرتے۔" (۱)
خوب اچھی طرح سے سنو! تمہیں سنائی دے رہا ہے؟۔۔۔

حی علی الصلاۃ	آؤ نماز کی طرف
حی علی الفلاح	آؤ فلاح اور کامیابی کی طرف

---

(۱) کافی، ج۳، ص۲۶۵

کیایہ صحیح ہے کہ جب خداوند تعالیٰ ہمیں اپنے ساتھ گفتگو کیلئے پکار رہا ہو اور ہمیں اپنے ساتھ راز و نیاز کی اجازت دے رہا ہو تو ہم کسی اور کام کو ترجیح دیں؟

امام باقر علیہ السلام نماز اول وقت کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"جو نماز اول وقت میں ادا کی جاتی ہے، وہ درخشاں اور چمکتی ہوئی اپنے ادا کرنے والے کی طرف پلٹتی ہے اور کہتی ہے: تو نے میری اچھے انداز میں حفاظت کی، خدا تیری بھی حفاظت کرے۔" (۱)

جو کوئی بھی اپنی نماز کو بغیر دلیل کے تاخیر میں ڈالتا ہے، وہ نماز کی ادائیگی کے لئے خداوند تعالیٰ کی دعوت کو کم اہمیت سمجھتا ہے اور اس طرح سے اس کی بے احترامی کرتا ہے۔ نماز انسان کی خدا سے بہت زیادہ نزدیکی اور شیطان سے دوری کا سبب بنتی ہے۔

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

آپ کا پروردگار فرماتا ہے: جو کوئی بھی اپنی پنجگانہ نمازوں کو اہمیت دیتا ہے اور ان کو اپنے وقت میں ادا کرتا ہے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ جس روز وہ مجھ سے ملاقات کیلئے آئے گا میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا۔ (۲)

شاید آپ اپنے آپ سے سوال کریں کہ یہ چیز کیسے ممکن ہے؟

اس سوال کے جواب کو قرآن کریم میں دیکھ سکتے ہیں:

أَقِمِ الصَّلاةَ — اور نماز کو قائم کرو

إِنَّ الصَّلاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشاءِ وَ الْمُنْكَرِ (۳) — کہ بے شک نماز گناہوں اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

نماز کو صحیح طور پر اور وقت پر ادا کرنا باعث بنتا ہے کہ انسان گناہوں اور برے کاموں سے دور ہو جائے۔ جس قدر انسان گناہوں سے دور ہوتا جاتا ہے وہ جنت کے نزدیک تر ہوتا جاتا ہے۔

واجبات نماز

اذان کی آواز سکول میں گونج رہی تھی۔۔۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر ۔۔۔

علی سب کو اذان کے ذریعے سے نماز قائم کرنے کی طرف دعوت دے رہا تھا۔

---

(۱) کافی، ج ۳، ص ۲۶۸ (۲) وسائل الشیعہ، ج ۴، ص ۱۱۰ (۳) سورہ عنکبوت، آیت ۴۵ ۞ (آیت کو حفظ کریں)

سعید اور رضا نے وضو کیا اور مسجد کی طرف چلے گئے۔ آقا جان احمد رضا، امام جماعت، مسجد کے محراب میں بچوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے تھے اور جو بھی مسجد میں داخل ہوتا تھا اس کے ساتھ سلام دعا کرتے اور حال احوال پوچھتے تھے۔

رضا اور سعید بھی آقا جان کے ساتھ سلام اور حال احوال پوچھنے کے کے بعد صف اول میں بیٹھ گئے۔ رضا جو کہ کھیلنے کے بعد تھکا ہوا تھا، نے سعید کو کہا: اے کاش ایسا ہوتا کہ میں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتا۔

سعید نے جواب دیا: کوئی مسئلہ نہیں تو تم بیٹھ کر نماز پڑھ لو۔ اگر تمہیں شک ہے تو آقا جان سے پوچھ لو۔

رضا نے آقا جان کی طرف رخ کیا اور پوچھا: معذرت چاہتا ہوں آقا جان! کیا ہم بیٹھ کر اپنی نماز کو پڑھ سکتے ہیں؟

آقا احمد نے کہا: کھڑے ہونا نماز کے واجبات میں سے ایک ہے اور نمازی کیلئے ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی نماز کو کھڑے ہو کر پڑھے۔ صرف وہ لوگ اپنی نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں کہ جو ناتوانی یا بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے۔

رضا نے کہا: معذرت چاہتا ہوں آقا جان، اگر کوئی صحیح نماز پڑھنا چاہے تو کیسے نماز پڑھے؟

آقا احمد نے کہا: جب رو بہ قبلہ کھڑے ہوتے ہیں، سب سے پہلے ارادہ و نیت کرتے ہیں کہ اللہ کیلئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر "اللہ اکبر" کہتے ہیں۔ پھر نمازی سورہ حمد اور کوئی ایک سورت قرآن سے پڑھے اور اگلے مرحلے میں اتنا جھکے کہ اس کے ہاتھ اس کے گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور رکوع کے ذکر کو پڑھے "سبحان ربی العظیم و بحمدہ" اور پھر کھڑا ہو، پھر دو بار سجدہ کرے اور ذکر سجدہ کو پڑھے "سبحان ربی الاعلی و بحمدہ"

رضانے پوچھا: «سبحان ربی العظیم و بحمدہ» اور «سبحان ربی الاعلی و بحمدہ» کی جگہ تین بار « سبحان اللہ » پڑھ سکتے ہیں؟

- جی ہاں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھیں گے اور پھر دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ جائیں گے اور کہیں گے "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ" پھر اگر دو رکعت نماز پڑھ رہے ہیں تو کہیں " السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ" اور نماز کو ختم کر دیں۔

اور اگر ہماری نماز تین یا چار رکعتی ہے، تو صلوات کے بعد کھڑے ہو جائیں گے اور تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ حمد پڑھیں گے یا تین مرتبہ آہستہ کہیں "سُبْحَانَ اللَّهِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اللَّهُ أَكْبَرُ".

- اس کے علاوہ نماز کے تمام اعمال کو ترتیب اور بلا فاصلہ انجام دینا چاہیے۔
- اس وقت سعید نے پوچھا: لیکن دوسری رکعت میں قنوت واجب نہیں ہے کیا؟
- اگر چہ نماز میں قنوت پڑھنے کا بہت ثواب ہے اور اس میں ہم خدا سے اپنی دعائیں مانگ سکتے ہیں لیکن قنوت نماز میں واجب نہیں ہے۔
- اس وقت ایک محترم نمازی آگے بڑھے اور کہا: بچو بہتر ہے کہ باقی سوالات کو کسی اور وقت میں پوچھیے گا تا کہ نماز اول وقت میں دیر نہ ہو۔

عملی کام

واجبات نماز گیارہ ہیں کہ جو مندرجہ ذیل ہیں:

(1) نیت	(2) قیام	(3) تکبیرۃ الاحرام
(4) رکوع	(5) سجود	
(6) قرائت	(7) ذکر	(8) تشہد
(9) سلام	(10) ترتیب	(11) موالات

ایک بار دوبارہ آقا احمد کی باتوں کو غور کیساتھ پڑھیں اور اپنے استاد کی مدد سے ہر ایک مندرجہ بالا واجبات کی جگہ کو تحریر میں تلاش کریں۔

مندرجہ بالا بیان شدہ گیارہ واجبات میں پہلے پانچ کو ارکان نماز کہا جاتا ہے۔ ارکان، نماز کے وہ حصے ہیں کہ اگر نمازی ان کو بھول جائے یا غلطی سے ان میں اضافہ کر دے تو نماز باطل ہو جاتی ہے، لیکن اگر دیگر واجبات کو بھول جائے یا غلطی سے ان میں اضافہ کرے تو نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔

مزید جانیے

امام صادق علیہ السلام ہمیشہ اپنے شاگردوں اور دوستوں سے محبت کرتے اور انکا خیال رکھتے تھے اور دینی و اخلاقی تعلیمات کو بڑی مہربانی اور نرمی کے ساتھ انہیں بیان کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنے ایک صحابی سے پوچھا کہ ان کے سامنے دو رکعت نماز پڑھے۔ اس کو جب اپنی نماز کی غلطیوں کو صحیح کرنے کا ایک اچھا موقع ملا تو اس نے دو رکعت نماز پڑھی۔

امام نے اس سے فرمایا: مناسب نہیں ہے کہ ہم اس طرح سے نماز پڑھیں۔۔ پھر آپ خود اپنی جگہ سے اٹھے اور سکھانے کی نیت سے دو رکعت نماز ادا کی:

امام نے نماز آرام اور سکون کی حالت میں ادا کی۔ وہ اپنے ارد گرد نہیں دیکھ رہے تھے اور ان کی تمام تر توجہ نماز پر تھی۔ نماز کے اعمال کو توجہ کے ساتھ یکے بعد دیگرے انجام دے رہے تھے۔ امام کی نماز خدا کے سامنے خضوع و خشوع سے سرشار تھی۔(۱)

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ ارکان نماز کی تعداد کتنی ہے؟ ترتیب کے ساتھ ان کے نام لکھیے۔

2۔ جو نماز پنجگانہ کو اہمیت دیتا ہے اور ان کو اول وقت میں ادا کرتا ہے، اس کی جزا کیا ہے؟

3۔ فرشتے باایمان نمازیوں کو کیا کہتے ہیں؟

رائے

اپنے امام جماعت یا ماں باپ کے سامنے ایک مکمل دو رکعتی نماز پڑھیں اور ان سے کہیں کہ وہ آپ کی نماز کی غلطیوں کی نشاندہی کریں۔

---

(۱) امالی شیخ صدوق، ص ۴۱۳_۴۱۴

الٰہی

میں نے اپنے تمام وجود کے ساتھ تیری طرف توجہ کی ہے،

اور جان لیا ہے کہ انسان کا نیازمندوں سے حاجت مانگنا،

کم عقلی کی نشانی ہے؛

کتنے ہی افراد کو دیکھا ہے کہ انہوں نے تیرے علاوہ کسی اور سے عزت طلب کی ہے

اور انہیں ذلت نصیب ہوئی ہے؛

اور انہوں نے امیری کو دوسروں کے پاس ڈھونڈا ہے

اور تنگدستی تک جا پہنچے ہیں،

اے میرے سرور و آقا،

تنہا تم ہی ہو کہ میری حاجت کو پورا کرنے والے ہو۔

اس سے پہلے کہ کسی اور کو پکاروں، صرف تجھے پکارتا ہوں اور بس

کیونکہ صرف تم ہی میری امید ہو۔(۱)

---

(۱) (صحیفہ سجادیہ کی اٹھائیسویں دعا سے اقتباس)

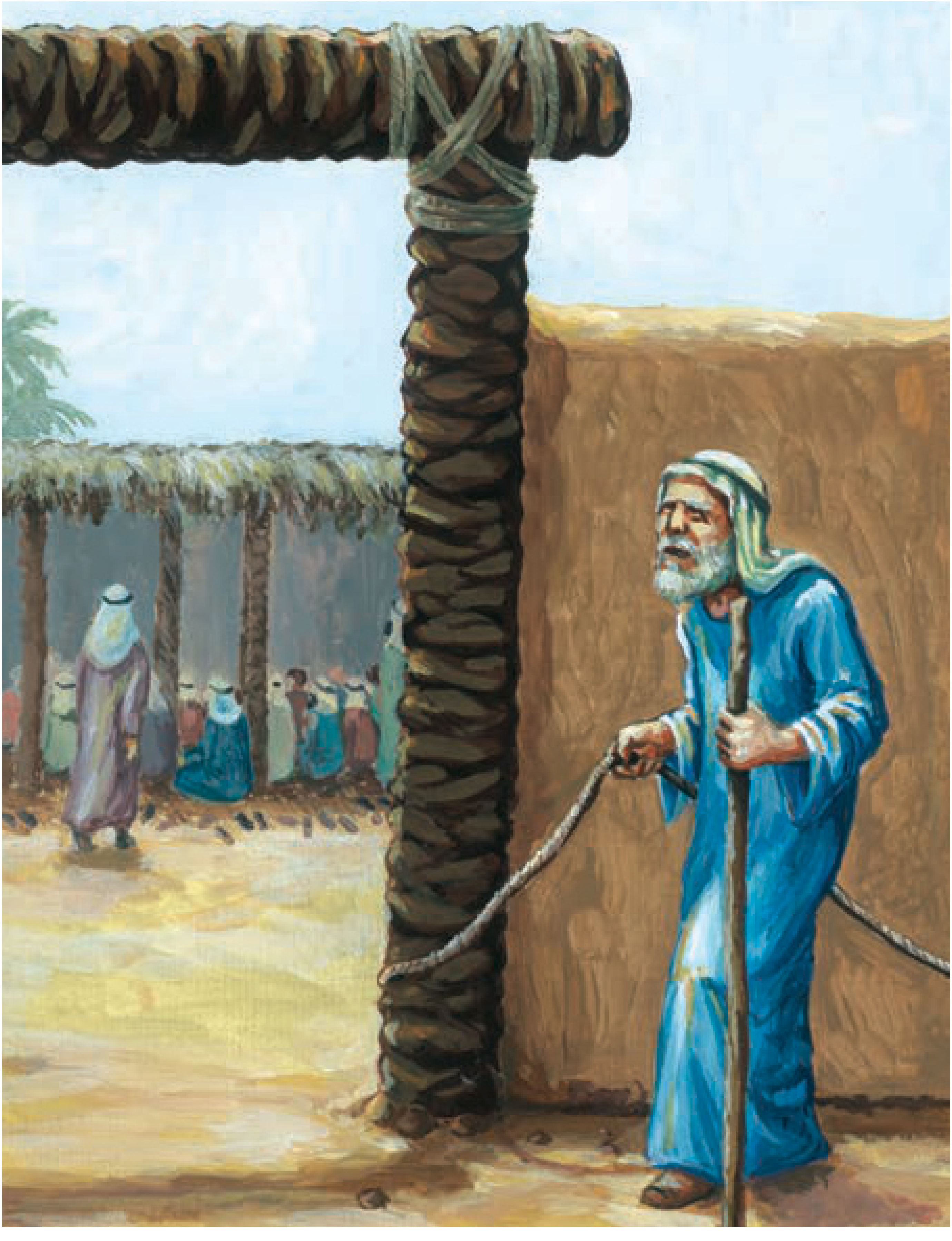

گیارہواں سبق

نماز باجماعت

جب اذان کا وقت ہوتا تو بڑی حسرت کے ساتھ مسجد کی اذان کو سنتا تھا۔ اور چونکہ نماز جماعت میں شرکت نہیں کر سکتا تھا اور ایک عظیم ثواب کو ہاتھ سے کھو بیٹھتا تھا ناخوش تھا۔

حتی ایک بار بے پناہ کوشش اور راہگیروں کی مدد سے اس نے اپنے آپ کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا اور کہا:

اے رسول خدا! میں نابینا ہوں اور نماز جماعت میں شرکت نہیں کر سکتا میری ذمہ داری کیا ہے؟

تمہارا گھر کہاں ہے؟

مسجد سے چند گلیوں کے فاصلے پر ہے۔

اپنے گھر سے مسجد تک رسی باندھو اور وقت نماز رسی کو پکڑو اور مسجد میں آؤ۔(۱)

عملی کام

آپ کے خیال میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں (حتی نابینا افراد) کو نماز جماعت میں شرکت کی ترغیب کیوں دلاتے تھے؟

---

(۱) وسائل الشیعہ، ج۵، ص ۳۷۷

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ نماز کو با جماعت قائم کرتے تھے اور مسلمان بھی آپ کی دعوت کی بنیاد پر، اسطرح سے نماز جماعت کے پابند تھے کہ گویا نماز جماعت اور اکٹھا ادا کرنے کی صورت میں واجب ہوئی ہے اور نماز فرادی خاص اور استثنائی حالت رکھتی ہے۔

کامل ترین آسمانی دین، مومنوں سے چاہتا ہے کہ نہ صرف اپنے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد اور اتحاد رکھیں بلکہ اپنی بہت سے عبادتوں کو بھی اجتماعی صورت میں انجام دیں۔

امام رضا علیہ السلام نماز جماعت کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

نماز جماعت میں پڑھی جانے والی ہر رکعت تنہا پڑھی جانے والی دو ہزار رکعتوں کے برابر، اہمیت وثواب رکھتی ہے۔(۱)

نماز جماعت مسلمانوں کے درمیان وحدت کا ایک خوبصورت اور بے مثال نمونہ ہے۔ جب ہم سب لوگ منظم انداز میں کندھے سے کندھا ملا کر صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے معبود کے ساتھ راز و نیاز کرتے ہیں، تو ہمارے قلوب زیادہ خداوندتعالی کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور خدا ہم سب پر اپنی رحمت اور لطف کو اور زیادہ نازل کرتا ہے۔ اسی لئے مستحب ہے کہ واجب نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے اور مناسب نہیں ہے کہ انسان بغیر کسی عذر کے نماز جماعت کو ترک کرے۔ نماز جماعت اس قدر بااہمیت ہے کہ مستحب ہے کہ نماز جماعت کے شروع ہونے تک اس کا انتظار کرنا چاہئے اور اگر کسی نے اپنی نماز تنہا یا فرادیٰ پڑھ لی ہو اور نماز جماعت بعد میں شروع ہوئی ہو، تو بہتر ہے کہ نماز کو دوبارہ جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے۔

عملی کام

آپ کے خیال میں نماز کو جماعت کی صورت میں ادا کرنے کے اور کون کونسے فائدے ہوسکتے ہیں؟

نماز جماعت کے احکام

نماز جماعت کے کچھ احکام ہیں کہ ان میں سے بعض کو ہم یہاں پر بیان کریں گے:

1۔ ماموم کو چاہیئے کہ وہ تکبیرۃ الاحرام کو امام جماعت سے پہلے ہرگز نہ کہے۔(۲)

2۔ نماز جماعت میں ماموم کو حمد اور سورہ کے علاوہ نماز کے دیگر تمام حصوں کو خود پڑھنا چاہئے، لیکن اگر تیسری اور چوتھی رکعت میں نماز جماعت میں پہنچے تو حمد اور سورہ کو بھی پڑھنا چاہیے۔

---

(۱) وسائل الشیعہ، ج۵، ص۳۷۷ (۲) (ماموم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو امام جماعت کی اقتدا کرتا ہے)

3۔ اگر اس وقت جب امام رکوع میں ہے، ماموم اقتدا کرے اور امام کے ساتھ رکوع میں ملے، اس کی نماز صحیح ہے۔

4۔ ماموم اگر دوسری رکعت میں اقتدا کرے، قنوت اور تشہد کو امام کے ساتھ پڑھے گا اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں اور پاؤں کے پنجے کو زمین پر رکھے اور زانوؤں کو بلند کرے، اور تشہد کے بعد امام کے ساتھ اٹھے اور حمد وسورہ پڑھے اور اپنی نماز کی دوسری رکعت میں کہ جو امام کی تیسری رکعت ہے دوسجدوں کے بعد بیٹھے اور تشہد پڑھنے کے بعد کھڑا ہوجائے۔

5۔ اگر ماموم غلطی سے امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھالے، چنانچہ امام رکوع میں ہے، تو دوبارہ رکوع میں جائے اور امام کے ساتھ سر اٹھائے اور اس صورت میں رکوع کہ جو رکن ہے وہ زیادہ نہیں ہوتا اور نماز کو باطل نہیں کرتا۔

مزید جانیے

نماز جماعت کے دیگر احکام کی پہچان:

1۔ اگر امام کی تکبیر کے بعد پہلی صف نماز کے لئے آمادہ ہو اور ان کا تکبیر کہنا نزدیک ہو تو جو افراد پچھلی صفوں میں کھڑے ہیں وہ تکبیرۃ الاحرام کہہ سکتے ہیں۔

2۔ اگر نمازی مستحب نماز پڑھنے میں مشغول ہو اور جماعت کھڑی ہوجائے، اور اسے اطمینان نہ ہو کہ جب وہ نماز پوری کرے گا تو جماعت میں پہنچ پائے گا تو مستحب ہے کہ نماز مستحب کو چھوڑ دے اور نماز جماعت کے ساتھ مل جائے۔

3۔ ماموم کو چاہیئے کہ جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے کے علاوہ، دیگر کاموں کو جیسے رکوع وسجود، امام یا امام کے تھوڑی دیر بعد بجالائے۔

4۔ مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں منظم ہوں اور جو لوگ ایک صف میں کھڑے ہیں ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور ان کے کندھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔

5۔ مستحب ہے کہ "قد قامت الصلوۃ" سننے کے بعد مامومین کھڑے ہوجائیں اور اگر صفوں کے درمیان جگہ ہو، تو مکروہ ہے کہ کوئی شخص اکیلا کھڑا ہو۔

دریا میں قطرہ

برادران! سب آچکے ہیں۔ آپ کے ساتھ مل کر تیس افراد ہوجائیں گے۔

بس چل پڑتی ہے۔میں بھی کمیل کی طرح پہلی بارروز قدس کی ریلی میں شرکت کر رہا ہوں۔

جوں جوں نماز جمعہ کی جگہ کے نزدیک ہورہے ہیں لوگوں کا رش بڑھ رہا ہے۔کمیل بھی میری طرح تعجب کے ساتھ اس اجتماع کو دیکھ رہا ہے۔ پورے راستے میں فلسطینی بہنوں اور بھائیوں کیلئے لوگوں سے مدد اکٹھی کی جارہی ہے۔فوٹو گرافر اور کیمرہ مین لوگوں کی تصویریں اور فلم بنا رہے ہیں۔

نعروں کی آوازیں فضامیں گونج رہی ہیں۔اس اجتماع میں ایک شخص بڑے حروف میں لکھے ہوئے "مردہ باد اسرائیل" کے پلے کارڈ کولوگوں کے درمیان تقسیم کر رہا ہے۔چند بچوں کے ساتھ ہم بھی آگے بڑھتے ہیں اور ایک ایک پلے کارڈ لے لیتے ہیں۔اب کمیل اور میں نے بھی دوسرے لوگوں کی طرح "مردہ باد اسرائیل" کے پلے کارڈ کو پکڑا ہوا ہے۔

نماز جمعہ کے پنڈال میں داخل ہوتے ہیں اور ایک صف میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ نعروں کی آواز ختم ہو جاتی ہے اور امام جمعہ منبر پر تشریف لاتے ہیں اور خطبہ نماز جمعہ شروع کرتے ہیں۔
وہ خداوند تعالیٰ کی حمد اور پیغمبر اکرمؐ اور ان کے اہل بیتؑ پر درود بھیجنے کے بعد لوگوں کو تقوی کی دعوت دیتے ہیں۔ اور پھر اخلاقی اور اجتماعی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایک چھوٹی سورہ پڑھتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں۔
میں کھڑا ہوتا ہوں اور کمیل کو کہتا ہوں کہ کھڑے ہو جاؤ، نماز شروع ہونے والی ہے۔
کمیل ایک مرتبہ مجھے دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا بھول گئے؟ جب کل آقا احمد نماز جمعہ کے احکام کے بارے میں بیان کر رہے تھے، تو انہوں نے کہا تھا: نماز جمعہ کے دو خطبے ہوتے ہیں۔ ابھی امام جمعہ کھڑے ہوں گے اور اگلا خطبہ دیں گے۔ یہ دو خطبے اور نماز جمعہ کی دو رکعتیں مل کر نماز ظہر کی جگہ لیتے ہیں۔ لہٰذا یہ دو خطبے نماز جمعہ کا حصہ ہیں۔
امام جمعہ دوسرے خطبے میں بھی خداوند تعالیٰ کی حمد اور پیغمبر پر صلوات بھیجنے کے بعد لوگوں کو پرہیزگاری کی دعوت دیتے ہیں اور پھر ملکی اور بین الاقوامی مسائل کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں اور آخر میں ایک سورہ پڑھ کر خطبے کو ختم کر دیتے ہیں۔
اب سب کھڑے ہو گئے ہیں اور انتظار کر رہے ہیں کہ کب نماز جمعہ شروع ہوتی ہے۔

اللہ اکبر، تکبیرۃ الاحرام۔۔۔

ٹیلی ویژن پر ریلی کی تصاویر دکھائی جا رہی ہیں، مجھے بڑے پن کا احساس ہو رہا ہے۔ میں بھی اس عظیم اجتماع میں ہوں کہ جو مظلوم اور نہتے فلسطینیوں کی حمایت کر رہے ہیں۔ یوم القدس سال میں ایک بار، ماہ مبارک رمضان کے آخری جمعہ کو منعقد ہوتا ہے، لیکن نماز جمعہ ہر ہفتہ ادا کی جاتی ہے۔

نماز جمعہ کو ادا کرنے کا طریقہ

نماز جمعہ، نماز صبح کی طرح دو رکعت ہے اور مندرجہ ذیل ترتیب سے ادا کی جاتی ہے:
امام جمعہ کی تکبیرۃ الاحرام کے بعد، ہم بھی نیت کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اور پھر جب امام جمعہ حمد اور سورہ کی تلاوت کریں گے ہم خاموش رہیں گے۔ امام جمعہ کی حمد اور سورہ کے بعد ہم قنوت پڑھیں گے، پھر رکوع کریں گے اور پھر سجدوں کو بجا لائیں گے اور کھڑے ہو جائیں گے۔
دوسری رکعت میں بھی امام کی حمد و سورۃ کے دوران بھی خاموش رہیں گے۔ امام کی حمد و سورہ کے بعد رکوع کریں گے اور رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد امام کے ساتھ قنوت پڑھیں گے اور قنوت کے بعد سجدے میں جائیں گے اور پھر تشہد اور نماز کا سلام پڑھیں گے۔

غسل جمعہ

مستحب کاموں میں سے ایک کام جو روز جمعہ ظہر سے پہلے انجام پاتا ہے وہ غسل جمعہ ہے۔ مستحب ہے کہ نماز جمعہ میں شرکت سے قبل غسل جمعہ کو بجالایا جائے۔ یہاں پر ہم غسل کے طریقے سے آشنائی حاصل کریں گے:

غسل کرنے کے چار مرحلے ہوتے ہیں۔

1۔ سب سے پہلے نیت کریں گے۔یعنی ہمارا قصد اور ارادہ یہ ہونا چاہیئے کہ خدا کی خوشنودی کیلئے غسل کر رہے ہیں۔

2۔ پھر سر اور گردن کو پوری طرح دھوئیں (البتہ اس مرحلے میں ضروری نہیں ہے کہ جب ہم اپنا سر و گردن دھو رہے ہیں تو اپنے کان، ناک اور منہ کو اندر سے بھی دھوئیں؛ بلکہ سر اور چہرے کی وہی مقدار دھونا، جو باہر سے دیکھی جاسکتی ہے غسل کیلئے کافی ہے)۔

3۔ سر و گردن کو دھونے کے بعد، بدن کے دائیں طرف کو دھوئیں گے؛ یعنی دائیں کندھے کے اوپر سے دائیں جانب کے پاؤں کے تلوے تک پوری طرح دھونا۔اس مرحلے میں پیٹ کی دائیں جانب، سینہ اور کمر، پوری دائیں ٹانگ اور بازو دھویا جائے گا۔

4۔ اس مرحلے کے بعد بدن کا بائیں طرف کا حصہ بھی دائیں طرف کے حصے کی طرح پوری طرح دھوئیں گے۔

یاد رکھیں کہ واجب اور مستحب تمام غسل اسی طرح سے انجام دیئے جاتے ہیں اور صرف انکی نیت مختلف ہوتی ہے۔

یہ اطمینان حاصل کرنے کیلئے کہ تمام جگہیں پوری طرح دھل گئی ہیں، ضروری ہے کہ ہر مرحلے میں تھوڑا سا دوسری جانب سے بھی دھولیں۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ نماز جمعہ کس طرح سے پڑھی جاتی ہے؟

2۔ نماز جماعت میں ماموم کو چاہیئے کہ __________ اور __________ کے علاوہ نماز کے تمام حصوں کو خود پڑھے۔

3۔ غسل کو انجام دینے کا طریقہ بیان کریں۔

رائے

جو کچھ آپ نے اس درس میں پڑھا ایک طالب علم کے ریلی اور نماز جمعہ میں شرکت کے پہلے تجربے کی کہانی تھی۔آپ بھی نماز جمعہ میں اپنے ایک یادگار واقعے کو لکھیں اور کلاس میں اپنے دوستوں کیلئے پڑھیں۔

الٰہی

اے خدا کہ جس نے ہمیں توفیق دی
تا کہ ہم تنہائی اور مجمع میں تیرے ساتھ بات کرسکیں۔
مجھے نماز جماعت میں حاضر ہونے کی توفیق عطا فرما،
اے وہ کہ جس نے مسجد کو باشرف مقام قرار دیا ہے،
میری مدد فرما تا کہ تیرے گھر میں تیرے ساتھ بات کرسکوں۔
خدایا مجھے پیروِ امام حسین (علیہ السلام) قرار دے،
کہ جنہوں نے دشمن کے تیروں کی بارش میں بھی،
جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔

آپ بھی اگر چاہیں تو چند جملوں میں اپنے پروردگار کے ساتھ بات کرسکتے ہیں۔

____

____

____

فصل پنجم

اخلاق

جیسا کہ ہم ایک مثالی طالب علم کی خصوصیات سے اجمالی طور پر آشنا ہیں کہ وہ اپنے وقت سے بہترین فائدہ اٹھاتا ہے، استاد کا احترام کرتا ہے اور اپنے زندگی میں ایک منظم انسان ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ کوشش کے ذریعے سے کامیاب ہوا جا سکتا ہے، اور کامیاب ہونے کیلئے نظم وضبط ضروری ہے۔ اس فصل میں ہم ایسی اخلاقی صفات سے آشنا ہوں گے کہ جو زندگی کو خوبصورت بناتی اور کامیابی سے ہمکنار کرتی ہیں:

بارہواں درس (نشانِ عزت): اس دنیا میں سعادتمندانہ اور کامیاب زندگی احکام خداوندی پر عمل کی محتاج ہے۔ احکام الٰہی میں ایک حکم کہ جو ہمارے اور معاشرے کے صحیح و سالم رہنے میں بے پناہ اثر رکھتا ہے، اسلامی لباس کا خیال رکھنا ہے۔ یہ درس زندگی کو صحیح و سالم بنانے اور مردوں اور عورتوں کے شیطان سے تیروں سے بچنے کیلئے اسلامی لباس کا خیال رکھنے کے اثرات کو بیان کرتا ہے۔

تیرہواں درس (فرشتوں کے پروں پر): یہ درس ہمیں سکھاتا ہے کہ علم حاصل کرنا کس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ خدا اور پیغمبر اکرمؐ نے ہمیشہ لوگوں کو اسے حاصل کرنے کی دعوت دی ہے۔ جو بھی علم حاصل کرتا ہے وہ محبوب خدا ہو جاتا ہے اور اسے خدا کی جانب سے بے حساب اجر و پاداش نصیب ہوتا ہے۔

چودہواں درس (ہم نشین کا کمال): اس درس میں ہم سیکھیں گے کہ کس طرح سے ایک اچھے دوست کا انتخاب کریں اور اچھے دوست میں کونسی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ یہ درس اچھے دوست کی تین خصوصیات کو بیان کرتا ہے۔ یہ تین خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں: نمازی اور نیک ہونا، وعدے کو وفا کرنا، اور سچا ہونا۔

پندرہواں درس (شیطان کے کارندے): ناپسند اخلاقی صفات وائرس کی طرح ہیں کہ جو ہماری روح کے قلعے میں گھس جاتے ہیں اور ہمیں خدا کی خوبصورت جنت میں پہنچنے سے روکتے ہیں۔ یہ درس دو اخلاقی بیماریوں اور ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

بارھواں سبق

نشانِ عزت

فوٹوگرافی کے مقابلے کے ختم ہونے میں دو دن سے زیادہ کا وقت باقی نہ بچا تھا اور مجھے ابھی تک فوٹوگرافی کے لئے کوئی مناسب موضوع نہیں ملا تھا۔

اس دن سکول کے راستے میں میری نظر فٹ پاتھ کے کنارے پر موجود باغیچے پر پڑی۔ نرم نرم اور خوبصورت گھاس کے درمیان سفید، سرخ اور گلابی رنگ کے پھول لہلہا رہے تھے۔

میں آگے بڑھا اور نزدیک سے ان کو دیکھنے لگا۔ پھول فوٹوگرافی کیلئے بہترین موضوع تھے، لیکن افسوس کہ کیمرا میرے پاس نہیں تھا۔ میں نے دل میں کہا: کل ضرور کیمرا اپنے ساتھ لاؤں گا اور ان خوبصورت پھولوں کی چند تصویریں لوں گا۔

اگلے دن، تھوڑی دیر پہلے گھر سے نکلا اور بڑے شوق کے ساتھ پھولوں کے باغیچے کی طرف بڑھا۔ باغیچہ تک چند قدم باقی تھے کہ اچانک حیرت کی وجہ سے میرے پاؤں زمین میں گڑ گئے۔ زمین مسلے ہوئے پھولوں کی پتیوں اور سبز رنگ کے پتوں کہ جن کو جڑ سے اکھاڑ دیا گیا تھا سے بھری ہوئی تھی اور ان خوبصورت پھول کے پودوں پر سوائے چند ایک ٹوٹی ہوئی شاخوں کے کچھ اور باقی نہ بچا تھا۔ دکھ کی لہر نے میرے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس دن ظہر تک پھولوں کی اس دردناک تقدیر پر سوچتا رہا۔

ایسا لگتا ہے جیسے خواب دیکھ رہا ہوں؛ گلاب کے پھولوں سے بھرا ہوا ایک بڑا سا پودا، اور وہ بھی کل کے ٹوٹی پتیوں والے پھولوں کے بالکل قریب۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ کیسے ممکن ہے کہ وہ بے رحم ہاتھ جنہوں نے اس پودے کے تمام پھولوں کی پتیوں کو ریزہ ریزہ کرکے بکھیر دیا تھا انہوں نے ان خوبصورت اور شاداب پھولوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا ہو۔

جب میں نے خوب اچھے انداز میں غور سے دیکھا تو اس کا جواب صرف ایک لفظ تھا: باڑ! (۱)

---

(۱) باغ کے اردگرد احاطہ لگانا

آپ کے خیال میں ایک باغبان جب پھولوں کے پودے کے اردگرد ایک باڑ لگاتا ہے تو کیا اسے قیدی بنا دیتا ہے؟
باغبان کا یہ عمل کس کے لئے فائدہ مند ہے؟
ہم سب لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اپنی قیمتی اور گراں قیمت چیزوں کی خطروں اور نقصانات کے مقابلے میں حفاظت کریں۔ گراں قیمت اشیا کو تجوری اور مضبوط الماری میں سنبھال کر رکھنا اس حفاظت کی ایک مثال ہے۔

عملی کام

اپنے دوستوں کے ساتھ کلاس میں گفتگو کریں اور عقلمندانہ حفاظت کی دیگر مثالوں کو بیان کریں۔

امن اور سکون

خداوندتعالی کے حکیمانہ احکام اور دستورات میں سے ایک حکم جو ہم انسانوں کی روح کی سلامتی کا باعث بنتا ہے وہ حجاب اور پردے کا حکم ہے۔ دانا اور قادر خالق کہ جو تمام اشخاص سے زیادہ ہماری کمزوریوں اور توانائیوں کو جانتا ہے فرماتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ	اے پیغمبر!
قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ	کہہ دیجئے آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہ
يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ	اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں
ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ	کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے
فَلَا يُؤْذَيْنَ	اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی
وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا(۱)	اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے

یہ نورانی آیت بہت اچھی طرح سے بیان کر رہی ہے کہ حجاب کا اہم ترین فائدہ، شہرت پرست اور مفاد پرست افراد کی آزار اور اذیت سے محفوظ رہنا ہے۔

اعداد و شمار کا ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ آزار و اذیت پانے والی خواتین اور لڑکیاں وہ ہیں جو مناسب لباس نہیں پہنتیں اور اپنے آپ کو نامحرم مردوں کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ یہ خواتین یہ جانے بغیر کہ وہ اپنے اس فعل سے ضعیف ارادہ رکھنے والے اور مریض افراد کو اکسا کر اپنے آپ کو ایک ایسے جال میں پھنساتی ہیں کہ جس کا انجام سوائے افسوس اور پشیمانی کے اور کچھ نہیں ہے۔

---

(۱) سورہ احزاب، آیت ۵۹

عملی کام

جو شخص یہ جانتا ہے کہ وہ بہت جلد اس دنیا سے چلا جائے گا، وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اہم ترین کام انجام دے اور اہم ترین باتیں کو اپنی زبان پر لائے۔ مندرجہ ذیل مطالب اسلام کی راہ میں شہید ہونے شہداء کے وصیت نامے کے مختلف حصوں پر مشتمل ہیں کہ جو انہوں نے اپنی شہادت کے قریب لکھے۔ اس متن کو پڑھئیے اور آخر میں دیئے گئے سوالات کے جواب دیجئے۔

1۔ "آپ کا حجاب اور پردہ کرنا تمام شہداء کے خون کو محفوظ کرنے کے مترادف ہے اور شاید اسی وجہ سے اسلام کے تمام دشمنوں کی یہ کوشش ہے کہ مسلمان خواتین سے حجاب کو چھین لیں۔"

2۔ "میری بہن اپنے پردے کا خیال رکھو اور ہمیشہ اپنی زندگی میں حضرت زہراء سلام اللہ علیہا اور دیگر آئمہ کو نمونہ عمل قرار دو اور اپنے پردے کا خیال رکھ کر کے میرے اور دیگر شہداء کے خون کی حفاظت کرو۔"

3۔ "آپ تمام بہنوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اجازت نہ دیں کہ اپنے اعمال میں سستی کے ذریعے قلب سیدہ بزرگوار حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کو رنجیدہ خاطر کریں اور روز قیامت میدان محشر میں ان کے سامنے شرمندہ ہوں۔"

4۔ "اور تم اے میری بہن! جناب زینب کی طرح میرے پیغام کو پھیلانے والی بنو اور اپنے پردے کا خیال رکھو کہ تمہاری چادر کی سیاہی میرے خون کی سرخی سے زیادہ متکبرین کے بدن کو لرزاتی ہے۔"

آپ کے خیال میں کیوں شہداء نے اس قدر پردے کا خیال رکھنے کی تاکید کی ہے؟ اب ان کی اسلام کی حفاظت کی خاطر اپنی جان نثار کرنے کی قربانی کے مقابلے میں ہماری ذمہ داری کیا بنتی ہے؟

(ا) "وصیت نامہ شہداء کے موضوعی اقتباسات" سے اقتباس، جلد اول، حجاب

مزید جانیے

مغربی ممالک میں خواتین کیلئے معاشرے میں چھیڑ چھاڑ اور رکاوٹوں جیسے اخلاقی جرائم کے بلا دینے والے اعداد و شمار نے ان ممالک کے ماہرین اور اہل نظر افراد کو پردے اور حجاب کی طرف متوجہ کیا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے ممالک میں بے پردگی اور بے حجابی سے پیدا ہونے والی مشکلات اسلامی ممالک میں پیدا ہونے والی مشکلات سے دسیوں گنا زیادہ ہیں اور اسی وجہ سے وہ مسلمان خواتین کے لباس کو انکے لئے سکون اور امن و امان کا سبب سمجھتے ہیں۔

روزنامہ نیویارک ٹائمز کا رپورٹر «اسلام میں خواتین کے لئے امن و امان» کے عنوان سے مضامین میں لکھتا ہے: «آج کے دور میں مسلمان خواتین گزشتہ تمام زمانوں سے زیادہ حجاب اور پردے کی جانب میلان رکھتی ہیں۔ لیکن اس کی وجہ اور سبب کیا ہے؟ اس کی وجہ اسلام کے وہ سنہری اصول ہیں کہ جو اس نے اسلامی معاشرے کے مردوں اور خواتین کی روح وروان کو عطا کئے ہیں۔ خواتین کے لباس (پردے) نے عورت کے لئے یہ ممکن بنایا ہے کہ وہ پرہجوم شہروں میں آسانی سے کام کر سکیں اور مزاحمت، چھیڑ چھاڑ اور ... سے محفوظ رہیں۔ پردہ اپنے ارد گرد ایک ناقابل تردید پیغام بھیجتا ہے۔ پردہ اور حجاب یہ کہتا ہے: یہ ایک شریف اور پاک خاتون ہے، اس کی طرف توجہ نہ رکھو!»

اسی طرح روزنامہ وال اسٹریٹ جنرل 2011ء میں خبر دیتا ہے:

«نیویارک سٹی میں خواتین پر حملوں اور چھیڑ چھاڑ کے واقعات کے اضافہ کے بعد اس شہر کی پولیس نے ایک گشت کرنے والی فورس تشکیل دی کہ جو نازیبا لباس پہننے والی خواتین کو روکتی تھی اور ان کو ہدایت دیتی تھی کہ وہ اپنے لباس کے انداز کو تبدیل کریں۔ راہگیروں کے کہنے کے مطابق پلیس ان افراد کو یاددہانی کرواتی کہ ان کا غلط لباس باعث بنتا ہے کہ بعض افراد یہ جرات کریں کہ ان کو اذیت کریں اور حد سے تجاوز کریں۔ نیویارک سٹی پولیس کا افسر اس بارے میں کہتا ہے کہ ہم خواتین کو یاددہانی کرواتے ہیں کہ چھیڑ خوانی کے اکثر واقعات میں چھیڑنے والے افراد نے ان خواتین پر حملہ کیا ہے کہ جو نامناسب لباس پہنے ہوئے تھیں۔»

مشترک ذمہ داری

پردے اور حجاب کا خیال رکھنا اسلام کے اہم احکام میں سے ہے اور یہ رشد اور ترقی کیلئے کسی طرح سے بھی رکاوٹ نہیں ہے؛ لہذا آج ممتاز علمی مقام کی حامل خواتین میں عفیف اور باپردہ لڑکیوں کا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے۔ لیکن آیا یہ ذمہ داری صرف خواتین کی ہے اور معاشرے کی پاکدامنی اور سلامتی کو بچانے کیلئے مردوں کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟

مردوں کی ذمہ داریوں میں سے ایک، خواتین کی طرح مناسب لباس پہننا ہے۔

شاید سوال کیا جائے کہ کیا مردوں کو بھی عورتوں کی طرح مناسب لباس پہننا ہوگا؟

جی ہاں، جس طرح سے خواتین کیلئے لباس کی حدود ہیں، مردوں کیلئے بھی لباس کی حدود ہیں۔ دین اسلام، ہر اس کام کو کہ جو مردوں یا عورتوں کو گناہ میں مبتلا کرے اسے حرام سمجھتا ہے۔ تنگ اور بدن نما لباس کا پہننا، ایسے نازک لہجے میں گفتگو کرنا کہ جو دوسروں کو گناہ کی طرف لے جائے، ایسے لباس کا پہننا کہ جو انسان کو معاشرے میں انگلیاں اٹھنے کا سبب بنادے اور ایسی ہر حرکت کہ جو نامحرموں کو انسان کی طرف متوجہ کردے حرام ہے اور ان تمام حالات میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اس کے علاوہ مرد اور خواتین کو ایک ہی حکم میں حیاء اور عفت کا خیال رکھنے کا کہا گیا ہے۔

خداوند تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ	اور [اے پیغمبر] آپ مومنین سے کہہ دیجئے
يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ	کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں
وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ	اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں
ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ	کہ یہی زیادہ پاکیزگی ہے
إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ	اور بیشک اللہ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس سے باخبر ہے۔
وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ	اور مومنات سے کہہ دیجئے
يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ	کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں
وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ	اور اپنی عفت کی حفاظت کریں
وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ	اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں
إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (۱) ☆	سوائے اس کے جو از خود ظاہر ہے

ان آیات سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ صرف لباس کا خیال رکھنا معاشرے کی سلامتی کیلئے کافی نہیں ہے بلکہ تمام افراد، (خواہ مرد ہوں یا خواتین) کو اپنی رفتار اور گفتگو کے ذریعے سے بھی حیاء اور عفت کا خیال رکھنا چاہیے۔

عملی کام

آپ کے خیال میں خداوند تعالیٰ نے ان آیات میں کیوں مردوں اور عورتوں کو علیحدہ علیحدہ اپنا مخاطب قرار دیا ہے اور ان ہدایات کو دونوں گروہوں کیلئے دہرایا ہے؟

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ قرآن کریم کی آیات کی رو سے، خواتین کیلئے حجاب اور پردے کا اہم ترین فائدہ کیا ہے؟

2۔ معاشرے کی پاکیزگی کو محفوظ رکھنے کیلئے مردوں اور خواتین کی مشترکہ ذمہ داری کیا ہے؟

---

(۱) سورہ نور، آیت ۳۱-۳۰ ☆ اس آیت اور ترجمہ کو حفظ کیا جائے۔

مزید جانیے

فرمان خدا کی اہمیت:

حجاب اور پردے کے حکم کے بنیادی دشمنوں میں سے ایک بگڑے ہوئے اور شہوت پرست سیاستدان ہیں کہ جو اپنے اہداف کی تکمیل کو خواتین کے بے عفت ہونے میں ہی سمجھتے ہیں۔ وہ کوشش کرتے ہیں کہ جس طرح سے بھی ہو سکے (میڈیا میں تشہیر سے لیکر حجاب کے خلاف قوانین بنا کر اور باپردہ خواتین پر سختی کرنے سمیت) ہر ممکنہ کوشش کے ذریعے معاشرے کو بے پردگی اور برہنگی کی طرف دھکیلیں۔

باپردہ لڑکیوں کو سکولوں اور یونیورسٹیوں سے نکالنا ان اقدامات میں سے ایک ہے کہ جو فرانس جیسے بعض ممالک میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جو آپ پڑھیں گے وہ ایک دس سالہ بچی کا خط ہے کہ جس کا نام راضیہ نادران ہے اور اس کو سر پر حجاب کرنے کی وجہ سے سکول میں پڑھائی سے محروم کر دیا گیا اور اسے سکول سے خارج کر دیا گیا۔

"پہلے سال جب ہم فرانس آئے تو مجھے حجاب کی وجہ سے سکول میں داخلے کی اجازت نہ دی گئی۔ میں پورا ایک سال گھر میں رہی اور میں نے گھر پر ہی اپنی پڑھائی کو جاری رکھا۔ دوسرے سال، لمبی چوڑی بحثوں کے بعد آخر کار انہوں نے قبول کر لیا کہ میں سکول آ سکتی ہوں۔

اس سال میں نے فرانسیسی پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنی پڑھائی بھی جاری رکھی۔ لیکن اس سال اس کے باوجود کہ میری ٹیچر نے یہ قبول کر لیا تھا کہ میں حجاب کے ساتھ کلاس میں آؤں، لیکن پرنسپل نے میرے حجاب کے بارے میں سختی کرنا شروع کر دی۔ وہ ہر روز میرے والد کے نام خط لکھتے کہ وہ مجھے اجازت دیں کہ میں حجاب کے بغیر سکول میں جاؤں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا میں اپنے والد کی سختی کی وجہ سے حجاب کرتی ہوں!

آخر کار آخری خط میں لکھا: اگر راضیہ اپنے حجاب کو نہیں اتارے گی تو اسے سکول میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔"

اس نے مجھے صبح کے وقت یہ خط دیا اور ظہر کے بعد جب میں اپنی کتابیں اور کاپیاں لینے سکول گئی تو میں نے دیکھا کہ پرنسپل ایک فوجی افسر کی طرح کچھ ٹیچرز کے ساتھ سکول کے دروازے پر کھڑی تھی اور اس خیال میں کہ میں کلاس میں جانا چاہتی ہوں بڑے غصے کے ساتھ مجھے کہا: "نہیں! نہیں! راضیہ نہیں! نہیں!"

مجھے اس وقت بہت برا لگا اور مجھے بہت غصہ آیا لیکن اسی حالت میں میں نے کہا: میں اپنا بیگ اٹھانے آئی ہوں۔ میں اس دن کے بعد سکول نہیں جاتی اور گھر میں ہی پڑھتی ہوں، لیکن میں پرنسپل کے اس برے رویئے اور بے ادبی کو کبھی فراموش نہیں کروں گی۔

اس کے بعد فرانس کے ٹیلی ویژن رپورٹر نے ایک انٹرویو میں مجھ سے پوچھا: کیا تم پھر بھی اپنے پردے اور حجاب کو پہننا چاہو گی؟ میں نے کہا: پردہ مجھ پر واجب ہے۔ میں نو سال سے پردہ کرتی ہوں اور زندگی کے آخری ایام تک کرتی رہوں گی۔ میں اپنی دوستوں کے ساتھ کھیلنے اور سکول جانے کو پسند کرتی ہوں لیکن اپنے دین اور اپنے پردے کو سب سے زیادہ ترجیح دیتی ہوں اور تیار ہوں کہ اپنے گھر میں اکیلی رہوں لیکن میرا خدا مجھ سے راضی رہے۔

میں مسلمان بچیوں سے کہنا چاہوں گی کہ وہ فرانسیسیوں کے اس شور شرابے اور اسلام مخالف رویے سے نہ گھبرائیں اور اس مقاومت اور جہاد کو جاری رکھیں کیونکہ یقیناً ہم ہی کامیاب ہوں گے۔

دس سالہ راضیہ نادران از کلرمونٹ (فرانس)

الٰہی

تجھ سے چاہتا ہوں کہ میرے لئے خیر و نیکی کو انتخاب فرما!
پس محمد و آل محمدؐ پر درود بھیج
اور ہر چیز میں سے سب سے اچھی چیز کو ہمارا نصیب قرار فرما،
اور ہماری رہنمائی فرما کہ جو ٹھیک اور صحیح ہے، اس کو جہاں پائیں اس پر عمل کریں۔
پس پریشانی اور شک کو ہمارے دل سے دور فرما،
اور ہمارے قلب کو ایسا بنا دے کہ ہم تیرے سامنے سر تسلیم خم رہیں،
اور ہمارے کام کو اس آخری انجام تک جو نیک تر اور پسندیدہ تر ہے پہنچا؛
کیونکہ تو بہترین چیزیں بخشتا ہے،
جو کچھ تو چاہتا ہے وہی کرتا ہے، اور
تو ہر کام پر قادر ہے۔(۱)

---

(۱) (صحیفہ سجادیہ کی تینتیسواں دعا سے اقتباس)

تیرہواں سبق

فرشتوں کے پروں پر

کچھ لوگ دعا اور عبادت میں مشغول تھے اور مستحب نمازیں پڑھ رہے تھے۔ اور کچھ لوگ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے علمی گفتگو اور مباحثہ میں مصروف تھے اور دینی مسائل سیکھ رہے تھے۔ اسی دوران پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ سب بڑے شوق سے دیکھنے کے مشتاق تھے کہ پیغمبر کس گروہ کے ساتھ ہم نشینی کا انتخاب کرتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں موجود افراد کو رحمت کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا:

یہ سب لوگ نیک کام انجام دینے میں مشغول ہیں، لیکن خداوند تعالیٰ نے مجھے لوگوں کی تعلیم و تربیت کیلئے بھیجا ہے۔

آپ نے یہ فرمایا اور علم حاصل کرنے والے افراد کے ساتھ شامل ہو گئے۔(۱)

عملی کام

آپ کے خیال میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں علم و دانش کو حاصل کرنے والے افراد کے ساتھ بیٹھنے اور شامل ہونے کو کیوں انتخاب کیا؟

---

(۱) منیۃ المرید ص ۱۰۸؛ سنن ابن ماجہ ج ۸۳/۱؛ احیاء علوم الدین ج ۱۰/۱؛ کنز العمال، ۲۸۷۵۱

طالب علم اور عالم کی اہمیت

پیغمبر خداؐ اس معاشرے میں نبوت کے لئے مبعوث ہوئے جہاں علم و دانش کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ اور بہت کم افراد لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے۔ یہ وہ حالات تھے جن میں آپ نے مومنین کو علم حاصل کرنے کی طرف ترغیب دلائی آپ فرماتے تھے:

اے لوگو، جان لو کہ جو کوئی بھی علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جو بھی قدم اٹھاتا ہے اس کے بدلے میں اس کے نامہ اعمال میں ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اور جو زمین اس کے پاؤں کے نیچے ہے وہ خداوند کریم سے اس کیلئے بخشش کی دعا کرتی ہے۔(۱)

رسول خداؐ حکم دیتے تھے کہ جو اسیر بھی دس مسلمانوں کو لکھنا اور پڑھنا سکھا دے گا اس کو آزاد کر دیا جائے گا۔ آپ ہمیشہ علماء کو ان لوگوں سے افضل قرار دیتے تھے جو بغیر علم و دانش کے عبادت کرتے تھے؛ کیونکہ (آپ فرماتے تھے):

جب شیطان کوشش کرتا ہے کہ گمراہ کن افکار اور عقائد کے ذریعے لوگوں کو سیدھے راستے سے منحرف کر دے، تو یہ علماء ہی ہوتے ہیں کہ جو اس کے انحراف کو سمجھ جاتے ہیں اور اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔(۲)

عملی کام

ان روایات کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام سے ہم تک پہنچی ہیں کی طرف توجہ کریں اور ان کو ان کے متعلقہ موضوع کے ساتھ ملائیں۔

1۔	علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔(۳)	ہمیشہ کی زندگی
2۔	جس سے علم حاصل کرتے ہو اس کے سامنے متواضع رہو۔(۴)	حقیقی دولت
3۔	علم و دانش ایک نا ختم ہونے والا خزانہ ہے۔(۵)	استاد کا احترام
4۔	جو لوگ اہل علم و دانش ہیں وہ مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں۔(۶)	سب کیلئے علم کا حاصل کرنا

اگر آپ ابھی خداوند کریم سے بات کرنا چاہیں اور اس سے کچھ مانگنا چاہیں تو کیا کہیں گے؟ خداوند حکیم قرآن کریم میں اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے:

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا

کہو، اے میرے پروردگار، میرے علم میں اضافہ فرما۔(۷)

کیا آپ جانتے ہیں کہ دین اسلام میں علم حاصل کرنے پر اس قدر تاکید کی وجہ کیا ہے؟

---

(۱) کافی ج ۱ ص ۳۴ (۲) منیۃ المرید ص ۱۰۰ (۳) کافی، ج 1 ص ۳۰ (۴) کافی، ج ۱ ص ۳۴

(۵) عیون الحکم والواعظ ص ۴۴ (۶) غرر الحکم ص ۴۷ (۷) سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۴

امام صادق علیہ السلام علم کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

جو کوئی بھی اپنے کاموں کو علم و بصیرت کے بغیر انجام دیتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو الٹے راستے پر چل رہا ہو۔ جس قدر وہ تیزی کے ساتھ چلے گا، اپنے مقصد سے دور تر ہوتا جائے گا۔(۱)

لہٰذا صرف وہی لوگ اپنے اہداف تک پہنچ سکتے ہیں کہ جو اپنے راستے کے متعلق علم اور آگاہی رکھتے ہوں؛ کیونکہ زندگی کا سیدھا راستہ تلاش کرنا علم و بصیرت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اسلام، علم کا ترویج کنندہ

مسلمان کہ جنہوں نے اپنی سعادت کی راہ کو پیغمبر اور اہل بیت سے سیکھا تھا، انہوں نے ان کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے علم و دانش کو حاصل کرنے کیلئے انتھک کوششوں کا آغاز کر دیا۔ مثال کے طور پر، چار ہزار سے زائد شاگرد امام صادق علیہ السلام کے مختلف دروس میں شرکت کرتے تھے۔ اور ان میں سے ہر گروہ کسی ایک علمی موضوع کو سیکھنے میں مشغول رہتا تھا۔ اور انہی میں سے بہت سے شاگرد تھے کہ جو بعد میں نامور دانشمند بنے اور آج بھی دنیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں ان کا نام لیا جاتا ہے۔

جابر بن حیان (علم کیمیاء کا بانی) ان چار ہزار شاگردوں میں سے ایک تھا کہ جس نے سالہا سال امام صادق علیہ السلام کے پاس کسب علم کیا۔

ہمیں ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں کو کامیابیاں ہمیشہ ان زمانوں میں حاصل ہوتی رہیں کہ جب وہ علم و دانش کے حصول میں بھرپور توجہ کے ساتھ ساتھ احکام اور دینی تعلیم سے غفلت نہیں کرتے تھے۔

عملی کام

ایک شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: اے رسول خدا، علم کیا ہے؟

پیغمبرؐ نے فرمایا: خاموشی اختیار کرنا۔

پھر کیا ہے؟	اچھے انداز میں سننا۔
اس کے بعد کیا ہے؟	اس کو یاد رکھنا۔
پھر اس کے بعد کیا ہے؟	اس پر عمل کرنا۔
پھر کیا ہے؟	دوسروں کو اسکی تعلیم دینا۔

اس حدیث مبارکہ کے بارے میں کلاس میں گفتگو کریں اور وضاحت کریں کہ علم کو حاصل کرنے کے ان مراحل کو آگے پیچھے کر دینے سے کیا نتائج برآمد ہوں گے۔

---

(۱) وسائل الشیعہ، ج ۲۷، ص ۳۴

مزید جانیے

تاریخ علم اور دنیائے دانش میں سے ایک درخشاں ترین چہرہ محمد بن موسیٰ خوارزمی ہے۔ اس مسلمان دانشمند نے ستارہ شناسی، جغرافیہ اور ریاضیات جیسے موضوعات میں بے شمار کتابیں یادگار چھوڑیں ہیں۔ کہ ان میں سے دو اہم ترین کتابوں "فن محاسبہ" اور "جبر و مقابلہ" کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

خوارزمی نے ان کتابوں کو تاجروں، ملازمین اور ان سرکاری اہلکاروں کے لئے لکھا کہ جو زمین کو کسانوں کیلئے ماپنے کے بعد تقسیم کرتے تھے۔ اس نے ان کتابوں میں پہلی بار ریاضی کے مسائل کی تعلیم کو بیان کیا کہ جو اس سے قبل اس علم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ کسر اعشاریہ(ا)(Decimal Fraction) کے حساب کا طریقہ کار اور ان اعداد کی تقسیم ان کی ایجادات میں سے ہے۔ خوارزمی کی کتابیں تین سو سال بعد یورپ میں شائع ہوئیں۔ یورپین کہ جو پہلی بار ریاضی کے اس طریقہ کار سے آشنا ہو رہے تھے انہوں نے اس کا نام الگورزم (الخوارزمی کے نام سے ماخوذ) رکھا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن وہ طلباء تنظیم ہے کہ جس نے اپنے قیام سے ہی جوانوں اور نوجوانوں کے علمی میدانوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کی ہے۔ تنظیم اس سلسلے میں پری بورڈ امتحانات، اسٹڈی سرکلز، علمی ورکشاپس اور تعلیمی کنونشنز کے ذریعے اہل بیت کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی تمام توانائیوں کو استعمال کر رہی ہے۔ تاکہ امامیہ نوجوان اپنے آباو اجداد کے ورثے کو حاصل کر کے دنیا میں علم و دانش کے چراغ کو جلائے رکھیں۔ اور دنیا کو راہ سعادت کی طرف رہنمائی کرتے رہیں۔

(ا)　(اعشاریہ: ایسی کسر جس کا نسب نما دس یا دس کی قوت سے حاصل ہونے والا کوئی عدد ہو، جس کو ظاہر کرنے کے لیے شمار کنندہ کے بائیں طرف نقطہ، عربی، فارسی اور اُردو میں ہمزہ (ء) لگایا جاتا ہے مثلاً 710.7=(۷۱۰ء۷) یا 0003.31000=(۳۱۰۰۰ء۰۰۰۳))

مزید جانیے

اس کی ریاضی بہت اچھی تھی۔ وہ بچوں کو چوراہے پر اکٹھا کرتا اور کھمبے پر لگی لائٹ کے نیچے انہیں ریاضی کا سبق سکھاتا۔ یونیورسٹی کی ٹرم کے شروع میں استاد نے شاگردوں سے کہا: کوئی بھی اس مضمون میں 75 نمبر نہیں لے سکتا۔ یہ درس اس قدر سخت اور ٹیکنیکل ہے کہ جو بھی ٹرم کے اختتام پر 75 نمبر لے گے میں اسے 100 نمبر دوں گا۔ اس نے ٹرم کے اختتام پر 100 نمبر حاصل کئے۔ استاد نے بھی اسے 110 نمبر دیئے تا کہ ٹیکنیکل کالج کی تاریخ میں وہ یادگار رہیں۔

وہ ہائی سکول میں فرسٹ پوزیشن ہولڈر تھا۔ اور یونیورسٹی میں ایک مثالی طالب علم تھا۔ اور اس نے اپنی ڈاکٹریٹ کی ڈگری الیکٹرونکس اور پلازما (فزکس) میں اعلیٰ نمبروں سے دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں سے حاصل کی۔

ڈاکٹر مصطفی چمران نے اعلیٰ علمی مدارج کو طے کرنے اور خدا پر ایمان سے بہرہ مند ہونے کے بعد لبنان کے محروموں کی خدمت کیلئے اس ملک کا سفر کیا اور علمی خدمات کے ساتھ ساتھ دشمن کے ساتھ مقابلے میں بھی ساتھ دیا۔

انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد اور عراق کی بعثی حکومت کے غاصبانہ حملے کے بعد وہ ایران واپس چلے گئے اور بلا توقف دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے محاذ پر تشریف لے گئے اور گوریلا وار کی ٹیکنیک کے ذریعے ملک کے جنوبی حصوں میں ہونے والے آپریشنز کے ذریعے دشمن کے تسلط

کی راہ میں رکاوٹ بنے۔ اور آخر کار 21/06/1981 کو اپنی دیرینہ آرزو کہ جو خدا کی راہ میں شہادت تھی پر فائز ہوئے۔

خدایا، مجھے علمی لحاظ سے سب سے پہلے نمبر پر ہونا چاہئے ایسا نہ ہو کہ دشمن مجھے اس وجہ سے طعنہ دیں۔ مجھے ان سنگ دلوں کو کہ جو اپنے علم کا بہانہ بناتے ہیں اور دوسروں پر فخر جتلاتے ہیں ثابت کرنا ہو گا کہ وہ میرے پاؤں کی خاک تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ مجھے ان تمام سیاہ دل مغروروں اور متکبروں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنا ہو گا؛ جب کہ میں خود زمین پر خاضع ترین اور خاکسار شخص ہونگا۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ علماء کس طرح سے لوگوں کو انحراف سے نجات دلاتے ہیں؟

2۔ مسلمانوں کی اکثر علمی ترقی کون سے زمانے میں ہوئی؟ ایک مثال کے ساتھ وضاحت کریں۔

3۔ علم و بصیرت کے بغیر کاموں کو انجام دینے کے کیسے نتائج برآمد ہوتے ہیں؟

رائے

مسلمان دانشمندوں میں سے کسی ایک کی حالات زندگی اور علمی آثار کے بارے میں تحقیق کریں اور اس کے نتیجہ کو کلاس میں پڑھیں۔

الٰہی

میرے علم میں اضافہ فرما؛

کیونکہ علم، مال سے بہتر ہے۔

علم میری حفاظت کرتا ہے،

جبکہ مال کی مجھے حفاظت کرنا پڑتی ہے،

مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے،

لیکن علم کو خرچ کرنے سے اس میں اضافہ ہوتا ہے،

خداوندا!

میری مدد فرما تاکہ میں ہمیشہ علم جو کہ مومن کی گمشدہ میراث ہے کو حاصل کرسکوں۔(۱)

(۱) کلمات قصار، نہج البلاغہ سے اقتباس

چودھواں سبق

ہم نشین(۱) کا کمال

خوشبودار مٹی حمام میں تھی، ایک دن
میرے مخدوم کے ہاتھوں وہ مجھ تک پہنچی
مشک ہے یا عنبر ، یہ پوچھا، میں نے اُس سے
دل میں آویزاں ہوئی مہک تیری ، مستی بھری
میں تھی اِک ناچیز مٹی صدیوں سے، وہ بولی
مگر مجھ کو ملی صحبت اِک پھولِ خوشبودار کی
سرایت کر گیا مجھ میں، ہم نشین کا کمال
ورنہ میری ہستی تھی ہمیشہ خاک کی(۲)

عملی کام

اس شعر کو مدنظر قرار دیتے ہوئے بیان کریں کہ دوست اور ہم نشین ایک دوسرے پر کس طرح سے اثر انداز ہوتے ہیں؟

---

(۱) ساتھی/دوست (۲) گلستان سعدی کے اشعار کا ترجمہ

ہم میں سے بعض لوگ جب ایک شخص سے چند بار سڑک پر، سکول میں، بس میں یا دیگر جگہوں پر ملاقات کر لیتے ہیں اور وہ ہمیں اچھے لگنے لگتے ہیں تو ہم اس سے دوستی کر لیتے ہیں اور بغیر کسی تحقیق اور آزمائش کے اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگ جاتے ہیں۔ انتخاب کا یہ طریقہ کار بہت خطرناک بھی ہوسکتا ہے؛ کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ ہمارا نیا دوست کن خصوصیات اور صفات کا مالک ہے۔

امیر المومنین حضرت علی (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

اس سے پہلے کہ کسی کو دوستی کیلئے انتخاب کرو، اس کو آزما لو ورنہ بغیر اس کے کہ تمہیں علم ہو کسی برے ہم نشین کی دوستی میں پھنس جاؤ گے۔ (۱)

آپ کے خیال میں کس طرح سے ہم اپنے دوست کو آزما سکتے ہیں؟

یہاں پر ہم تین خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں جن سے اچھے دوستوں کو پہچانا جاسکتا ہے:

1۔ اہل نماز اور نیکی

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اپنے دوستوں کو دو خصوصیات کے ذریعے پہچانو، اگر وہ خصوصیات ان میں پائی جاتی ہوں [تو ان کی ہم نشینی اختیار کرو] اور اگر نہ پائی جاتی ہوں تو (لازما) ان سے دوری اختیار کرو، دوری اختیار کرو، ان سے دوری اختیار کرو۔۔۔؛ (پہلی) اوقات نماز کی رعایت کرنا اور (دوسری) سختی اور آسانی میں دیگر انسانوں کے ساتھ نیکی کرنا۔ (۲)

ایک بار پھر حدیث کو تھوڑا مزید غور کے ساتھ پڑھیں۔ یہاں امام نے ایک جملے کو تین بار دہرایا ہے۔ اس بار بار دہرانے کا سبب کیا ہے؟ کیوں امام اس قدر تاکید کے ساتھ ہمیں ان لوگوں سے جو نماز کو توجہ نہیں دیتے اور دوسروں کی فکر نہیں کرتے کے ساتھ دوستی کرنے سے روک رہے ہیں۔

یقیناً جو شخص دنیا کے خالق کے فرمان اور اس کے نماز قائم کرنے کے حکم کو توجہ نہیں دیتا وہ ہمیں اور ہماری باتوں کو بھی توجہ نہیں دے گا۔ امام کے کلام میں نماز کی طرف توجہ کے ساتھ دوسروں کی مدد کا بھی کہا گیا ہے۔ آپ کے خیال میں جو شخص صرف دوسروں کی خوشی میں اس کا ساتھ دے لیکن مشکلات میں اور ضرورت کے وقت اس کو چھوڑ دے کیا وہ اچھا دوست ہوسکتا ہے؟

دوست وہ ہوتا ہے کہ جو مشکل میں کام آئے

در پریشان حالی و درماندگی	دوست آن دانم کہ گیرد دست دوست
درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

---

(۱) غرر الحکم، ص ۴۱۶ (۲) کافی، ج ۲، ص ۶۷۲

عملی کام

آپ کے خیال میں اہل نماز ہونے کو کیوں اس حد تک دوست کے انتخاب میں اہم شمار کیا گیا ہے؟ اس موضوع کے بارے میں کلاس میں گفتگو کریں۔

2۔ وفائے عہد

جب کسی سے وعدہ کرو کہ اس کے لئے کسی کام کو انجام دو گے؛

جب کسی سے وعدہ کرو کہ کسی جگہ پر اس سے ملو گے،

حتیٰ اگر اپنے آپ سے عہد کرو کہ۔۔۔

ان تمام مواقع پر میں، آپ نے وعدہ کیا ہے اور آپ کو اسے نبھانا چاہیے۔

خداوندتعالیٰ نے وفائے عہد کو ایمان کی نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

قَدۡ أَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُونَ ..... — یقنا مومنین کامیاب ہو گئے

وَالَّذِينَ هُمۡ — وہ لوگ کہ جو

لِأَمَانَاتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رَاعُونَ (ا) — اپنی امانتوں اور وعدوں کا لحاظ رکھتے ہیں۔

کیا کبھی آپ کیلئے پیش آیا ہے کہ کسی نے آپ سے وعدہ کیا ہو اور اس پر عمل نہ کیا ہو؟

ایسے حالات میں آپ اس شخص کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟

اگر وہ دوبارہ آپ کے ساتھ وعدہ کرے، کیا آپ اس کی بات پر اعتماد کریں گے؟

جب کوئی شخص آپ کے ساتھ وعدہ کرتا ہے، لیکن اس پر عمل نہیں کرتا، تو اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ کوئی بڑے ڈبے کو خوبصورت کاغذ میں لپیٹ کر آپ کو تحفہ کے طور پر پیش کرے۔

اور جب وہ تحفہ آپ کے ہاتھوں میں پہنچے تو آپ کی خوشی کا باعث بنے، لیکن جب آپ اسے کھولیں تو دیکھیں کہ یہ خالی ہے اور اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔

(ا) سورہ مومنون، آیت ۸

اس وقت آپ کتنے غمگین اور پریشان ہوں گے؟
یہ وہی احساس ہے کہ جسے انسان وعدہ خلافی کے وقت محسوس کرتا ہے۔
قول اور وعدہ پر پابند نہ رہنا باعث بنتا ہے کہ دوستی مضبوط اور پائیدار نہ ہو۔

امیر المومنین علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

"جو اپنے وعدے کو وفا نہ کرے، اس دوست کی دوستی پر اعتماد نہ کرو" (۱)

عملی کام

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں، وعدہ خلافی کرنے والے افراد کس طرح اپنے دوستوں کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔

مزید جانیے

میں گذشتہ کئی سالوں سے اسے جانتا ہوں، اس سے پہلے کہ وہ پیغمبری پر مبعوث ہو۔ اس وقت میں چرواہا ہوا کرتا تھا اور لوگوں کی بکریوں کو صحرا میں لے کر جایا کرتا تھا۔ وہ بھی کبھی کبھار ریوڑ کو چراگاہ میں لاتا تھا۔
ایک دن جب ہم دونوں اپنی بھیڑوں کو صحرا میں لے کر گئے ہوئے تھے، میں نے اس سے کہا: ہمیں کسی اور چراگاہ کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ یہاں پر زیادہ گھاس باقی نہیں بچی۔۔۔
اس نے دور ایک ٹیلے کی مجھے نشاندہی کی اور کہا: اس ٹیلے کے پیچھے بھی ایک چراگاہ ہے، اگر تم کہو تو کل صبح ہم دونوں اپنی اپنی بھیڑوں کو وہاں لے جائیں گے۔
میں نے کہا: ٹھیک ہے، پس ہمارا وعدہ رہا کہ کل صبح سویرے اس ٹیلے کے اوپر ملیں گے۔۔۔
اگلے دن، بھیڑوں کی آواز کے ساتھ میں نیند سے بیدار ہوا، سورج نمودار ہو چکا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ میں نے تو وعدہ کیا تھا۔ جلدی سے اٹھا، اور تیزی سے اپنے منہ پر پانی پھینکا اور اپنی بھیڑ بکریوں کو لے کر چل پڑا۔

---

(۱) بحارالانوار، ج ۵۳، ص ۱۷۷

میں نے دل میں کہا کہ اب بکریوں کو وہاں لے کر جانے کا فائدہ نہیں ہے اس کی بھیڑوں نے گھاس میں سے کچھ نہیں چھوڑا ہوگا۔ لیکن اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ جس مقدار میں بھی بچا ہو، کچھ نہ ہونے سے تو بہتر ہے۔ ان بھوکے جانوروں کو ایسے بھی تو نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔

جب میں اپنی بکریوں کے ساتھ ٹیلے پر پہنچا، تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی! محمد امینؐ اپنی بکریوں کو وہیں روکے ہوئے تھے اور انہوں نے اپنی بکریوں کو چراگاہ میں داخل نہیں ہونے دیا تھا۔

میں نے ان سے کہا، آپؐ نے انہیں چراگاہ میں کیوں نہیں جانے دیا؟

کہا: ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ایک ساتھ اپنی بھیڑوں کو چرائیں گے۔

3۔ راست گوئی

کیاایسا ہوسکتا ہے کہ انسان کسی سے دوستی تو کرے،لیکن اس کی کسی بات پر اعتماد نہ کرے؟

آپ کے خیال میں،کونسی خصوصیت سب سے زیادہ اعتماد کا باعث بنتی ہے؟

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

کسی کی اچھائی کو سمجھنے کیلئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ آپ اس کے لمبے لمبے رکوع اور سجود کو دیکھیں، بلکہ اس کے لئے آپ اس کی راست گوئی اور امانت داری کو دیکھیں۔جس کی زبان سچی ہوگی اس کے اعمال بھی پاک ہو جائیں گے۔(۱)

کیا آپ نے اس ضرب المثل کو سنا ہے کہ "سورج ہمیشہ بادلوں کے پیچھے نہیں رہتا"؟

جو شخص غلط کام انجام دیتا ہے اسے اپنی غلطی کی تلافی کرنے کیلئے صرف ایک بار معافی مانگنا پڑتی ہے۔لیکن اگر کوئی شخص اپنی غلطی کو چھپانے کیلئے ایک جھوٹ بولے تو اس نے ایک اور غلطی کو انجام دیا ہے و۔۔۔اس وقت تک کہ حقیقت کا سورج جھوٹ کے بادلوں کے پیچھے سے باہر نہ آ جائے؛ایک ایسی حقیقت کہ جس کا تمام جھوٹ بولنے والوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یہاں پر امیر المومنین علیہ السلام کے حکیمانہ قول کی بہتر انداز میں سمجھ آتی ہے کہ آپ نے فرمایا:

سچ کا انجام نجات ہے اور جھوٹ کا انجام،حسرت اور پشیمانی۔جھوٹ بولنے کا نتیجہ دنیا میں خواری اور آخرت میں عذاب جہنم ہے۔

بہت سے بڑے بڑے جھوٹ ان جھوٹوں کا نتیجہ ہیں کہ جو مذاق میں بولے جاتے ہیں۔جب انسان کو مذاق میں جھوٹ بولنے کی عادت ہو جاتی ہے،تو کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بغیر اس کے کہ اس کو علم ہو وہ جھوٹ بولنے کی بری اخلاقی صفت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔وہ آہستہ آہستہ اپنے دوستوں میں دروغ گو اور جھوٹ بولنے والا مشہور ہو جاتا ہے اور اپنی عزت اور اعتماد کھو بیٹھتا ہے اور ان جانے میں بڑے گناہوں میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ کونسی دو خصوصیات ہیں کہ اگر وہ کسی میں نہ ہوں تو اس شخص سے پرہیز کرنا چاہیئے؟

2۔ سچ بولنا انسان کے اعمال پر کیا اثرات ڈالتا ہے؟

3۔ مومنین کی خصوصیات میں سے وہ کونسی خصوصیت ہے کہ جو انہیں کامیاب اور سعادت مند بنا دیتی ہے؟

---

(۱) کافی،ج۲،ص۱۰۵،روایت کے الفاظ کو یاد کیا جائے

الٰہی

اے سچوں میں سے سب سے سچے اور اے مہربانوں میں سے مہربان ترین

میں نے ایسی باتیں کہیں ہیں کہ جو سچی نہ تھیں؛

اور میں نے وعدے کیے تھے کہ جن کو وفا نہیں کیا؛

اور میں خود جانتا ہوں کہ میں نے برا کیا ہے۔

اب تجھ سے پناہ مانگتا ہوں

اس سے کہ دوبارہ سچ نہ کہوں اور جو کچھ کہا ہے اس پر عمل نہ کروں!

پس میری خطاؤں کو معاف فرمادے اور میری مدد فرما تاکہ میں تلافی کر سکوں؛

میری مدد فرما تاکہ جو برا ہے، اسے ہرگز انجام نہ دوں؛

اور مجھے حقیقی نمازیوں میں سے قرار دے۔

___

___

___

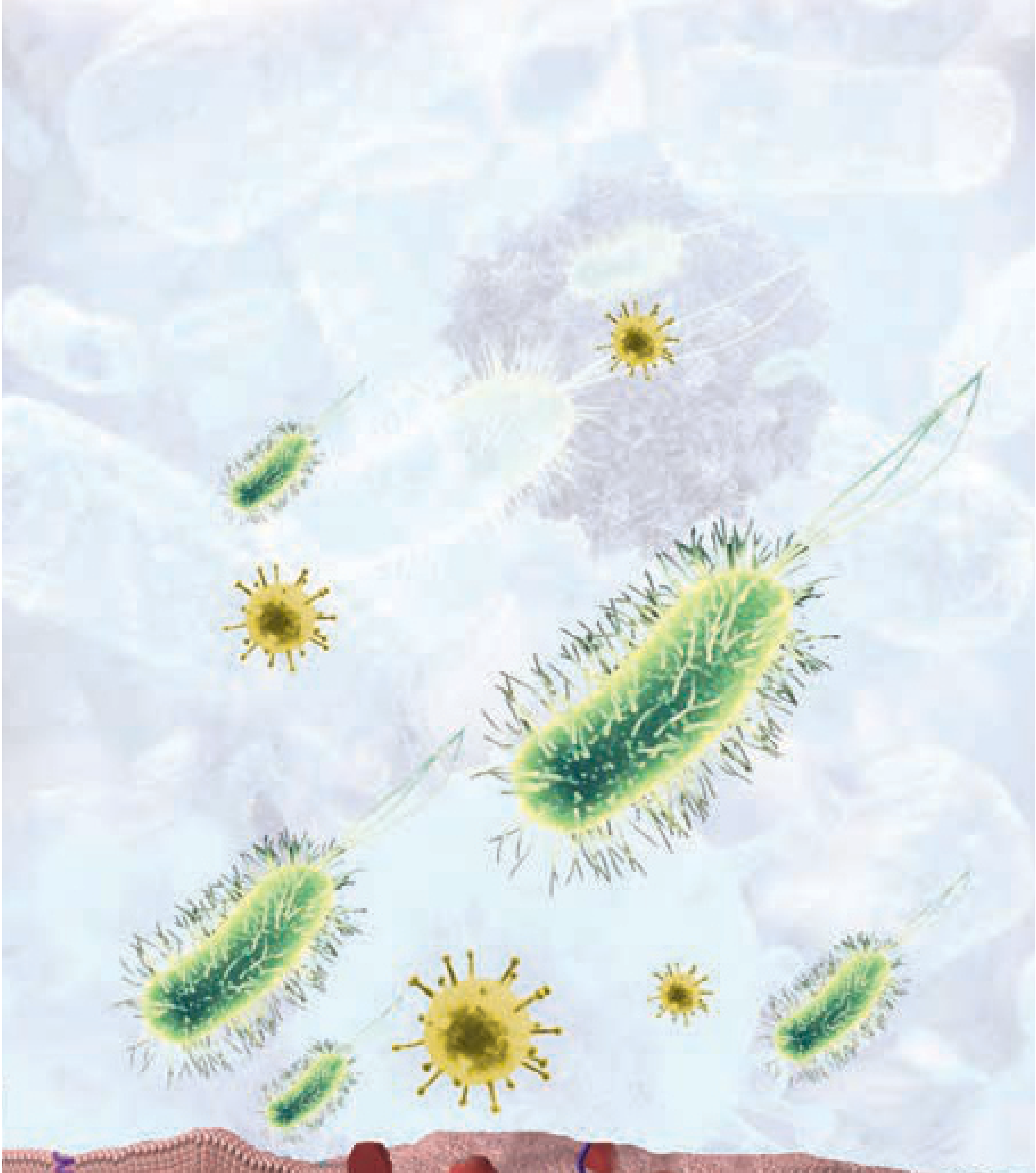

پندرھواں سبق

شیطان کے کارندے

جیسا کہ ہم لوگ جانتے ہیں کہ کس طرح سے وائرس ہمارے بدن میں داخل ہو کر اور اسے کمزور کر کے ہماری صحت کو خراب کرتے ہیں ۔ اور اسی طرح سے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ خون کے سفید خلیوں کا کام وائرس کا مقابلہ کرنا اور انہیں نابود کرنا ہے ۔

لہذا ہمارے جسم کو وائرسوں کی طرف سے خطرہ لاحق رہتا ہے اور حفظان صحت کا خیال نہ رکھنے یا غیر مناسب اور آلودہ غذاؤں سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے ہم مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں ۔

اب آپ کے خیال میں کیا ہماری روح اور ہمارا اخلاق بھی وائرس اور آلودگی کے خطرہ سے دوچار ہو سکتا ہے؟ کیا اس دنیا میں ایسی چیزیں ہیں کہ جو ہماری اخلاقی صحت کیلئے خطرہ ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اخلاق کو بھی بعض ناپسندیدہ عادات اور بعض اعمال سے خطرہ لاحق ہے۔ جھوٹ، سستی، غیبت، گالیاں دینا اور۔۔۔ وائرس کی طرح ہیں جو ہماری اخلاقی زندگی میں گھس جاتے ہیں اور اگر دیر سے ہوش میں آئیں اور ان نادرست اعمال کا مقابلہ نہ کریں تو ممکن ہے کہ اپنی زندگی کو تباہ کرلیں اور خداوند تعالیٰ کی خوبصورت جنت تک نہ پہنچ سکیں۔ جو شخص ناپسندیدہ اخلاق میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ درحقیقت مریض ہے اور اس کے علاج کیلئے فکرمند ہونا چاہیے۔

اخلاق میں وائرس پھیلانے کا اصلی سبب شیطان ہے۔ شیطان ان اخلاقی بیماریوں کے ذریعے ہماری روح میں نفوذ کرتا ہے اور مقابلہ نہ کرنے کی صورت میں ہمیں جنت اور سعادت تک پہنچنے میں شکست دیتا ہے۔

ابھی چند لمحوں کیلئے دل میں اپنے بارے میں سوچیں، کہ آپ کیسے فرد ہیں؟

راست گو؟ امانت دار؟ محنتی؟ و۔۔۔ یا بد اخلاق؟ بدزبان؟ جھوٹے؟ جلدباز؟ سست؟ و۔۔۔

آپ کے خیال میں ان میں سے کونسی خصوصیات، شیطان کے چھوڑے ہوئے وائرس ہیں؟

ان میں سے کون سے کام جو خون کے سفید خلیوں کی طرح ہیں آپ کے اخلاق کی حفاظت کرتے ہیں؟

ابھی تک آپ نے ان وائرسوں کے ساتھ کتنا مقابلہ کیا ہے اور ان کے مقابلے میں کس قدر اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے ہیں؟

یہ سبق ان بعض ناپسندیدہ عادات اور افعال کی پہچان کروائے گا جو آپ کے اچھے اخلاق کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

1۔ جلدبازی

بعض اوقات جب ہمیں بہت جلدی ہوتی ہے، اور ایک چیز کو ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں؛ اگر ایسی حالت میں وہ چیز ہمارے پاس بھی پڑی ہو تو عام طور پر ہم اسے نہیں ڈھونڈ پاتے۔ جانتے ہیں کیوں؟

جب ہم جلدبازی کا شکار ہو جاتے ہیں تو اچھے انداز میں نہیں سوچ سکتے اور اسی وجہ سے صحیح فیصلہ بھی نہیں کرسکتے اور ایک ایسا فیصلہ بڑی غلطی کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

جلدباز انسان کی پشیمانی تمام لوگوں سے زیادہ ہے؛ کیونکہ اس کی عقل اس وقت اسکی مدد کے لئے آتی ہے جب پانی سر سے گذر چکا ہوتا ہے۔(۱)

جلدباز انسان بار بار کام کو دہرانے کی مشکل سے بھی دوچار ہوتا ہے؛ کیونکہ جو کام جلدبازی اور بغیر سوچ بچار کے انجام دے گا، اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا اور وہ مجبور ہے کہ دوبارہ اپنے وقت اور توانائی کو اس کام کو صحیح طریقے سے انجام دینے کیلئے صرف کرے۔

---

(۱) غرر الحکم، ص ۲۶۶

فکر و سوچ و بچار؛ راہ حل

ایک شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے رسول اللہ، مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔

- اگر تمہیں کوئی نصیحت کروں تو اس پر عمل کرو گے؟
- جی ہاں۔
- کیا واقعی عمل کرو گے؟
- جی ہاں، یا رسول اللہ۔

جب یہ سوال و جواب تین بار دہرایا جا چکا،

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب تم کسی کام کا ارادہ کرو، تو پہلے اس کے نتیجہ اور عاقبت کے بارے میں اچھی طرح غور و فکر کرو۔ اگر تم دیکھو کہ اس کا نتیجہ اچھا ہے تو اپنے فیصلے پر عمل کرو اور اگر تم دیکھو کہ اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہے تو اس سے صرف نظر کرو (اور انجام نہ دو)۔

آیا جلد بازی اور جلدی ہمیشہ اور ہر حال میں ناپسندیدہ ہے؟ کیا ایسے مواقع ہیں کہ جن میں جلدی کرنا بہتر ہے؟

---

(۱) غررالحکم، ص ۲۶۶

ایک ایسے انسان کو تصور کیجئے کہ جو چاہتا ہے کہ کچھ پیسے کسی غریب آدمی کو صدقے کے طور پر دے ۔ اگر وہ اپنے اس فیصلے کے فورا بعد یہ کام انجام نہ دے، تو شیطان اس کے پاس آئے گا اور اس کے ذہن میں صدقے کو بڑا بنا کر پیش کرے گا اور اس کو قبول کروادے گا کہ اسے خود کو ان پیسوں کی شدید ضرورت ہے اور ابھی اس کام کا وقت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ

جب اذان کی آواز کو سنتے ہیں، بہترین کام یہ ہے کہ دیگر کاموں کو روک دیں اور نماز کو بجا لائیں؛ کیونکہ اگر ہم اپنی نماز کو دیگر کاموں کے لئے تاخیر میں ڈالیں گے تو شیطان کا دل للچائے گا اور وہ ہمیں دیگر کاموں میں مشغول کردے اور اسی طرح سے دوسرے کام اور پھر اور کام۔۔۔

اسی بنا پر نیک کاموں کو انجام دینے میں ہرگز دیر اور کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے؛ بلکہ پہلی فرصت میں انہیں انجام دے دینا چاہیئے۔

عملی کام

وضاحت کریں کہ ان مندرجہ ذیل نکات میں جلدی اور عجلت کے اچھے یا برے کیا نتائج برآمد ہوں گے۔

امتحانی سوالات کے جوابات	
کاموں میں فیصلہ	
سڑک پار کرنا	

2۔ سستی

اخلاق کی دیگر آفات میں سے کہ جو انسانی روح کے قلعے میں گھس جاتی ہے وہ سستی، کاہلی اور ڈھیلا پن ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

سستی اور بے حالی سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں؛ کیونکہ یہ دونوں، دنیا کو بھی تم سے چھین لیں گی اور آخرت کو بھی۔ (۱)

سست اور کاہل انسان بھی دوسروں کی طرح خدا کی قیمتی نعمتوں سے بہرہ مند ہوتا ہے؛ لیکن بجائے اس کے کہ وہ صحیح ہدف کیلئے کوشش کرے، اپنی عمر، صحت وسلامتی اور بقیہ تمام نعمتوں کو فضول میں ضائع کر دیتا ہے۔ اور ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا ہے۔

(۱) کافی، ج ۵، ص ۸۵

وہ اپنی نماز کو وقت پر ادا نہیں کرتا، درس پڑھائی میں کوتاہی کرتا ہے، گھر کے کاموں میں اپنے گھر والوں کی مدد نہیں کرتا، اپنی صفائی اور پاکیزگی کو کم اہمیت دیتا ہے اور اپنی بے نظمی اور سستی کے ذریعہ اپنے اردگرد کے لوگوں کو مشکل میں ڈالتا ہے۔

راہ حل

سستی کا علاج کرنے کیلئے چند کاموں کو انجام دیا جاسکتا ہے:

الف) **عاقبت اندیشی/ دور اندیشی:** کبھی کبھار ہم بعض کاموں کو انجام نہیں دیتے، صرف اس بنیاد پر کہ وہ کام تھوڑا سا مشکل ہے اور ہماری لئے مشقت کا باعث ہے۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ اس کام کا ہمارے مستقبل پر کیا اثر پڑے گا؟

ہم یہ کرسکتے ہیں کہ ہم پڑھائی نہ کریں اور اپنے اوقات کو صرف تفریح اور کھیل کود میں گزار دیں لیکن مستقبل کو کام نہ ملنے یا مناسب مقام حاصل نہ ہونے پر اپنے ماضی پر حسرت واندوہ میں گزار دیں۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو شخص بھی آج اپنے کام میں کوتاہی اور سستی کرے گا وہ مستقبل میں مصائب اور مشکلات میں مبتلا ہوگا۔(۱)

ب) **محنتی لوگوں کے ساتھ دوستی:** محنتی دوستوں کا ساتھ اور ان کی تلاش و کوشش کو دیکھنا کام اور فعالیت کیلئے زیادہ جذبے کو ابھارتا ہے۔ اسی طرح سے کامیاب لوگوں کی حالات زندگی کا مطالعہ کہ جنہوں نے اپنی کوشش اور جدوجہد کی بنیاد پر تاریخ میں مقام حاصل کیا ہے، وہ ہمارے جدوجہد کرنے کے جذبے کو دو چند کرسکتا ہے۔

ج) **مصمم ارادہ:** بعض اوقات بجائے اس کے کہ ہم کسی کام میں ہاتھ ڈال دیں اور کام کرنا شروع کر دیں، خیالی پلاؤ پکانا شروع کر دیتے ہیں اور صرف یہ کہتے ہیں کہ اے کاش ایسے ہو جاتا یا کتنا اچھا ہوتا جو ایسے ہو جاتا و۔۔۔

لیکن آرزو، خیال کرنے اور اے کاش کہنے سے کام انجام نہیں پاتے؛ بلکہ یہ ہم خود ہیں کہ آج کل کرنے کی بجائے ایک پکا ارادہ کریں اور خدا پر توکل کرکے کام کو آج سے ہی شروع کر دیں۔ آج وہی کل ہے کہ جس کا انتظار ہم گزشتہ کل بیٹھ کر کر رہے تھے۔

امام علی علیہ السلام کے قول کے مطابق:

سستی کا علاج، عزم اور پختہ ارادے میں ہے۔(۲)

د) **منصوبہ بندی:** سستی کا مقابلہ کرنے کیلئے ایک اہم قدم منصوبہ بندی ہے۔ منصوبہ بندی کیلئے، ہر چیز سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ دن رات میں کونسے کاموں کو انجام دینا ہے؟ ان کو ایک صفحے پر لکھ لیں۔

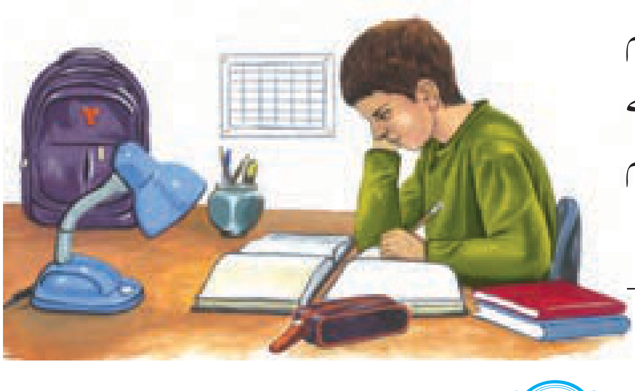

---

(۱) غرر الحکم، ص ۶۷۴ (۲) کافی، ج ۵، ص ۸۵

پھر اہم کاموں کو بقیہ کاموں سے علیحدہ کرلیں۔ واضح ہے کہ پہلے اہم کاموں کو انجام دینا چاہیئے اور اگر وقت باقی بچ جائے تو دیگر کاموں میں مشغول ہوا جائے۔

منصوبہ بندی کے اس اہم نکتے کو ترجیحات بنانا کہا جاتا ہے۔

عملی کام

ان روایات کی طرف توجہ کیجئے:

1۔ تم تمام کاموں کو ایک ساتھ انجام نہیں دے سکتے۔ لہٰذا اپنے وقت کو اہم ترین کاموں میں استعمال کرو۔(۱)

2۔ ہر اس کام کہ جس کے لئے وقت کو معین نہیں کروگے اس میں تاخیر کا شکار ہوجاؤ گے۔(۲)

3۔ جو شخص اپنے آپ کو محاسبے کا عادی بنالے وہ اپنے کاموں میں کبھی سست نہیں ہوگا۔(۳)

4۔ تھوڑا کام کہ جو مسلسل انجام پائے، ان بے شمار کاموں سے بہتر ہے کہ جو کبھی انجام پاتے ہیں اور کبھی نہیں۔

ان روایات میں منصوبہ بندی کے اصولوں کے بارے میں اشارہ کیا گیا ہے۔ **"وقت کو کیسے استعمال کریں"** کتابچے سے ان اصولوں کو یہاں پر درج کریں۔

پہلا اصول: ____________________

دوسرا اصول: ____________________

تیسرا اصول: ____________________

چوتھا اصول: ____________________

اپنے آپ کو آزمائیے؟

1۔ کیوں جلد باز انسان صحیح فیصلے نہیں کرسکتا؟

2۔ جلد بازی اور عجلت کے ساتھ مقابلے کے دو طریقے لکھیں۔

3۔ وضاحت کریں سست اور کاہل شخص کس طرح سے اپنی دنیا اور آخرت کو اپنے ہاتھوں سے کھو بیٹھتا ہے؟

---

(۱) شرح نہج البلاغہ، ج ۲۰، ص ۳۱۴ (۲) نہج البلاغہ، حکمت ۲۸۵ (۳) ۴،۳ غرر الحکم

الٰہی

میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے وسوسوں سے؛

اوراسکے دھوکوں، حیلوں سے اوراس کی جھوٹی تسلیوں پر اعتماد کرنے سے؛

اوراس کی چالوں میں گرفتار ہونے سے؛

خدایا! محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج؛

اور ہمارے دلوں میں شیطان کے داخل ہونے کا راستہ نہ چھوڑ؛

خدایا! ہر وہ باطل چیز کہ جس کو شیطان ہمارے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کرے، اسکی ہمیں پہچان کروا؛

اور جب پہچان کروا چکے تو ہمیں اس سے دور فرما؛

اور ہمیں سکھا کہ ہم کس طرح سے اسکا مقابلہ کریں؛

ہمیں خواب غفلت سے بیدار فرما کہ ہم اس کی طرف مائل نہ ہوں؛

اوراپنی توفیق کے ذریعے ہمیں اس کے ساتھ مقابلے میں مدد فرما۔(۱)

(۱) صحیفہ سجادیہ کی سترہویں دعا سے اقتباس

منابع کی فہرست

قرآن کریم

۱) احیاء علوم الدین، ابو حامدمحمد بن محمد غزالی۔

۲) ارشاد القلوب الی الصواب، دیلمی، حسن بن محمد، قم، الشریف الرضی، ۱۴۱۲ق۔

۳) اعلام الدین فی صفات المومنین، دیلمی، حسن بن محمد، تحقیق مؤسسه آل البیت علیهم السلام ، قم، مؤسسه آل البیت علیهم السلام ، ۱۴۰۸ق۔

۴) امالی ، ابن بابیه، محمد بن علی ، تهران، کتابچی، ۱۳۷۶ش۔

۵) بامن مهربان باش: با خدای خویش این گونه سخن بگوییم، مهدی خدامیان آرائی، قم، وثوق، ۱۳۹۱.

۶) بحارالانوار، مجلسی ، محمد باقر بن محمد تقی ، بیروت ، داراحیاء التراث العربی ، ۱۴۰۳ق۔

۷) تهذیب الاحکام ، طوسی ، محمد بن حسن ، تحقیق حسن الموسی خرسان، تهران ، دارالکتب الاسلامیه ۱۴۰۴ق۔

۸) ثواب الاعمال و عقاب الاعمال، این بابویه ، محمد بن علی ، قم ، دارالشریف الرضی للنشر ، ۱۴۰۶ق۔

۹) حجاب: دفتر اول (گزیده موضوعی وصیت نامه شهداء)، مهدی دادجو، تهران ، نشر شاهد، ۱۳۹۰ش۔

۱۰) خدای من ، حرف های من با خدا، فریبا کلهر ، تهران، مدرسه ، ۱۳۸۷ش۔

۱۱) سنن ابن ماجة، محمد بن یزید قزوینی ، تحقیق محمد فواد عبدالباقی ، بی جا، دالفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بی تا۔

۱۲) سنن النبی ، طباطبائی ، سید محمد حسین ، قم ، بوستان کتاب، بی تا۔

۱۳) شرح نهج البلاغه، ابن ابی الحدید، قم کتابخانه عمومی آیة الله مرعشی نجفی ، ۱۳۳۷ش۔

۱۴) صحیفه سجادیه ، علی بن حسین علیه السلام ، قم ، دفتر نشر معارف، ۱۳۹۰ش۔

۱۵) علل الشرائع، ابن بابویه، محمد بن علی ، قم ، کتابفروشی داوری ، ۱۳۷۵ش۔

۱۶) عیون الحکم و المراعظ، لیثی واسطی ، علی بن محمد ، محقق حسین حسنی بیر جندی ، قم ، دارالحدیث، ۱۳۷۶ش۔

۱۷) الغارات، ابراهیم بن محمد الثقفی الکوفی ، تحقیق سید جلال الدین ارموی محدث، بی جا، بی تا، بی نا۔

۱۸)	غررالحکم، تمیمی آمدی، عبدالواحد بن محمد، قم، دارالکتب الاسلامیه، ۱۴۱۰ق.
۱۹)	قر الاسناد، حمیری، عبدالله بن جعفر، تحقیق مؤسسه آل البیت علیهم السلام، قم، مؤسسه آل البیت علیهم السلام، ۱۴۱۳ق.
۲۰)	کافی، کلینی، محمد بن یعقوب بن اسحاق، تحقیق علی اکبر غفاری و محمد آخوندی، تهران دارالکتب الاسلامیه، ۱۴۱۳ق.
۲۱)	الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، دار صادر، بیروت، ۱۳۷۴ق.
۲۲)	کنز العمال، متقی هندی، تحقیق حیانی، بیروت، مؤسسه الرسالة، ۱۴۰۹ق.
۲۳)	گلستان، سعدی شیرازی.
۲۴)	مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، نوری، حسین بن محمد تقی، تحقیق موسسه آل البیت علیهم السلام، قم، مؤسسه آل البیت علیهم السلام، ۱۴۰۸ق.
۲۵)	المستدرک علی الصحیحین، حاکم نیشابوری، تحقیق یوسف عبدالرحمن مرعشلی، بی جی، بی نا، بی تا.
۲۶)	مفاتیح الجنان، شیخ عباس قمی.
۲۷)	منیة المرید، شهید ثاین، زین الدین بن علی، تحقیق رضا مختاری، قم، مکتب الاعلام السلامی، ۱۴۰۹ق.
۲۸)	نهج البلاغه، علی بن ابی طالب علیه السلام، گردآوری سید رضی.
۲۹)	الوافی بالوفیات، صفدی، تحقیق احمد الارناووط و ترکی مصطفیٰ، بیروت، دار احیاء التراث، ۱۴۳۰ق.
۳۰)	وسائل الشیعه، شیخ حرعاملی، محمد حسن، تحقیق مؤسسه آل البیت علیهم السلام، قم، مؤسسه آل البیت علیهم السلام، ۱۴۰۹ق.
۳۱)	یاد شیرین دوست؛ مجموعه نیایش ها با الهام از متون دینی، ناصر نادری، تهران، مؤسسه فرهنگی مدرسه برهان، ۱۳۹۰ش.